کلیاتِ فضل اللہ

یعنی مجموعۂ کلام محدث العصر مفکر اسلام حضرت صاحب طرز ادیب علامہ ابو البرکات محمد فضل اللہ صاحب قدس سرہ

مراجعہ و ترتیب

فاضل دوراں پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابو الرضاء محمد نظام الدین ندوی صاحب دام اقبالہ

ممبر آف پارلیمنٹ، بنگلہ دیش پارلیمنٹ، ٹرسٹی: شیخ زاید بن سلطان آل نہیان ٹرسٹ، بنگلہ دیش

سابق چیرمین و بانی: علامہ فضل اللہ فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلیات فضل اللہ

کلیات فضل اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

کلیاتِ فضل اللہ

یعنی مجموعہ کلام محدث العصر مفکر اسلام صاحب طرز ادیب علامہ ابو البرکات محمد فضل اللہ صاحب قدس سرہ

إن من الشعر لحكمة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلیاتِ فضل اللہؒ

یعنی مجموعۂ کلام محدث العصر مفکر اسلام صاحب طرز ادیب علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ صاحب قدس سرہ
سابق ناظم اعلیٰ مدرسۂ عالیہ حکیمیہ چنوتی، ستکانیہ، چٹوگرام
سابق محدّث و پرنسپل اکڑ اقدسیہ عالیہ مدرسہ، کلکتہ، انڈیا
سابق ممبر اشیاٹک سوسائٹی کلکتہ

مراجعہ و ترتیب

فاضل دوراں پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی صاحب دام اقبالہ
ممبر اُف پارلیمنٹ، بنگلہ دیش پارلیمنٹ، ٹرسٹی: شیخ زاید بن سلطان آل نہیان ٹرسٹ، بنگلہ دیش
سابق چیرمین و بانی: علامہ فضل اللہ فاؤنڈیشن بنگلہ دیش

ناشر: علامہ فضل اللہ فاؤنڈیشن بنگلہ دیش

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	: کلیات فضل اللہؒ
مؤلف	: مجموعۂ کلام محدث العصر مفکر اسلام صاحب طرز ادیب علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ قدس سرہ
مراجعہ وترتیب	: فاضل دوراں پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی ممبر اُف پارلیمنٹ، بنگلہ دیش پارلیمنٹ، ٹرسٹی: شیخ زاید بن سلطان آل نہیان ٹرسٹ، بنگلہ دیش
ناشر	: علامہ فضل اللہ فاؤنڈیشن بنگلہ دیش
ضخامت	: صفحہ ۳۷۷
سن طباعت	: ۲۳ ربیع الثانی، ۱۴۴۲ھ / ۹ دسمبر، ۲۰۲۰ء
تعداد	: ۱۰۰۰
غلاف ڈیزائین	: کاتب عزیز اللہ ندوہ کالر کمپیوٹر، اندرقلعہ، چٹوگرام 01835120916
کمپوزینگ	: سعد ایڈ، اندرقلعہ، چٹوگرام 01815-355225
قیمت	TK 400/=

Kulliyate Fazlullah (A collection of poems of Fazlullah) **Written by:** Allama Abul Barakat Mohammad Fazlullah in Arabic, Urdu, Bangla & Persian languages **Edited by:** Prof. Dr. Abu Reza Md. Nezamuddin Nadwi, Member of Parliament , Bangladesh Parliament; **Trustee:** Sheikh Zayed Bin Sultan Al-E-Nahyan Trust, Ministry of Social Welfare, Bangladesh. **Founder and former Chairman:** Allama Fazlullah Foundation, Bangladesh. **Published by:** Allama Fazlullah Foundation, Chattogram, Bangladesh. **E-mail:** infoaff.ctg@gmail.com, arnadwibd@yahoo.com **Website:** www.aff-bd.org, www.aburezanadwi.com **Price:** Tk-400,US$5.00.

کلیاتِ فضل اللہ

ایک نظر میں

مقدمہ: از پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی
ممبر آف پارلیمنٹ، بنگلہ دیش پارلیمنٹ

تقاریظ
حمد باری
دعائیات
ذکر سرور کائنات
استقبالیات
تہنیات
مدحیات
مراثی
وداعیات
وطن کے ترانے
غزلیات
متفرقات

من فضل الله

فہرست کلیات فضل اللہ

تقاریظ

مضامین		صفحہ
★ مقدمہ	:از پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابوالرضا محمد نظام الدین ندویؔ ممبر آف پارلیمنٹ، بنگلہ دیش پارلیمنٹ	۲۳
★ مولانا محمد سلطان ذوق ندویؔ	: بانی و مہتمم جامعہ دار المعارف الاسلامیہ، چٹوگرام	۴۰
★ مولانا مفتی عبدالحلیم بخاری	: مہتمم جامعہ اسلامیہ پٹیہ، چٹوگرام	۴۳
★ مولانا قاری محمد الیاس	: سابق استاذ تفسیر وفنون جامعہ اسلامیہ پٹیہ، چٹوگرام وحال استاذ حدیث وتفسیر جامعہ دار المعارف الاسلامیہ، چٹوگرام ونواسئہ شیخ المشائخ حضرت مولانا ضمیر الدینؒ خلیفۂ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۴۴
★ مرحوم مولانا شاہ قطب الدینؒ	: سابق پیر صاحب بیت الشرف، چٹوگرام (بذریعہ شعر) از مرثیہ گلہائے عقیدت	۴۷ ۴۸
★ جناب مولانا عبدالمالک حلیم انصاریؔ	: بانی ومہتمم جامعۃ البنات انوارا، چٹوگرام.	۴۹
★ مولانا فرقان اللہ خلیل	: نائب مہتمم جامعہ دار المعارف الاسلامیہ، چٹوگرام، (بذریعہ شعر)	۵۲
★ پروفیسر ڈاکٹر احسن اللہ	: وائس چنسلر اسلامی عربی یونیورسیٹی، ڈھاکہ، بنگلہ دیش	۵۵
★ مولانا آفتاب عالم ندویؔ	: بانی ومہتمم مدرسہ ام سلمہ للبنات جھارکنڈ، انڈیا	۶۰
★ پروفیسر ڈاکٹر نجم الحق ندویؔ	: پروفیسر شعبۂ عربی ودینیات، بین الأقوامی اسلامک یونیورسیٹی، چٹوگرام.	۷۵
★ پروفیسر ڈاکٹر غیاث الدین تعلق دار	: پروفیسر شعبۂ دینیات، چٹوگرام یونیورسیٹی	۷۷

مضامین	صفحہ

حمد باری جل جلالہ

★ لہ الحمد : (حمد باری تعالیٰ)	۸۳
★ حمد الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ	۸۵
★ قدرت کے مناظر : (لہ الحمد)	۸۷
★ آفتاب : حمد باری تعالیٰ خطاب بہ آفتاب پر آب وتاب	۹۰
★ التجابہ بارگاہ مجیب الدعوات، (اسلام اور الحادیت کی کشمکش میں مسلمانوں میں غیرت ایمانی پیدا کرنے کیلئے.)	۹۳
★ التجا بدرگاہ قاضی الحاجات (مسلمانوں پر گونا گوں ازمائش و ناگفتہ بہ حالات کا بیان)	۹۵
★ التجا بدرگاہ قاضی الحاجات جل جلالہ،	۹۸
★ تشکر ببارگاہ الٰہی	۱۰۰

ذکر سرور کائنات ﷺ

★ حبیب پروردگار عالم ﷺ	۱۰۳
★ نعت حضرت رسول ﷺ (جس میں آنحضرت ﷺ کے اخلاق و معجزات بیان ہوئے)	۱۰۴
★ التجا بحضور خیر الوریٰ ﷺ (نوشتہ شد در تاریخ ۱۱/۴/۱۹۶۴م)	۱۰۵
★ نعت حضرت خاتم النبیین ﷺ	۱۰۷
★ از غیر (نعت)	۱۰۸
★ از فضل با آں قافیہ	۱۰۸

مضامین	صفحہ
★ بقافیہ دیگر	۱۰۸
★ از غیر (نعت)	۱۰۹
★ از من	۱۱۰
★ نعت محبوب عالم ﷺ	۱۱۱
★ التجا بحضرت خیرالوری ﷺ (مسلمانوں کی اخلاقی پستی وگراوٹ کا تذکرہ اور علمائے دین کیلئے خوصلہ افزائی)	۱۱۲
★ تذکرۂ معراج النبی ﷺ (الی حضرت خیرالوری)	۱۱۴
★ التجا بحضرت خیرالوری ﷺ (امت مسلمہ کی پس ماندگی کا تذکرہ)	۱۱۶
★ نظم بتقریب محفل سیرت النبیؐ، (جس میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے مختلف گوشے اور مقاصد سیرۃ النبیؐ محفل بیان کئے گئے)	۱۱۸
★ بتقریب محفل معراج النبیؐ (جس میں آنخضرتؐ کی گوناگوں صفات کا بیان)	۱۲۰
★ دیگر بتقریب محفل معراج النبیؐ (جس میں امت مسلمہ کو اخلاق نبوی اور قرآن پر عمل پیرا ہونے کیلئے تاکید دی گئی ہے)	۱۲۲
★ حضرت خاتم المرسلینؐ کی نسبی شان	۱۲۴
★ سیرت سرور عالم ﷺ	۱۲۵
★ سیرت سیدالمرسلین ﷺ	۱۲۷
★ صاحب معراج سے خطاب	۱۲۹
★ شب معراج کے متعلق، ۱۹۷۶ء مطابق ۱۳۹۶ھ	۱۳۱
★ کمال مصطفیٰ ﷺ	۱۳۳

مضامین	صفحہ
★ نعت سرورکائنات ﷺ (جس میں حضور کی محبت میں سرشار ہوکر اظہار تمنا)	۱۳۵
★ درشان معراج النبی ﷺ ۱۹۷۷ء	۱۳۷
★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی عظمت،	۱۳۹
★ سلام پہونچے	۱۴۱
★ صلِّ علی محمد ﷺ	۱۴۲
★ نعت حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،	۱۴۴
★ آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق نعتیہ قصیدہ (بزبان فارسی) درمدرسہ حکیمیہ عالیہ کامل چنوتی ۔مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۶۵ء	۱۴۶

غزلیات

★ محبت	۱۴۹
★ بقافیہ دیگر	۱۵۰
★ جفاووفا	۱۵۱
★ مقتل جاناں	۱۵۲
★ عشق	۱۵۳
★ شکوۂ محبت	۱۵۵
★ عاشق بیچارہ	۱۵۶
★ از غیر	۱۵۷
★ خطاب بغزلخوانے خوشنوا کہ خموشی اختیار کردہ بود	۱۵۸

مضامین	صفحہ

وطن کے ترانے

★ وطن کیلئے لڑنے والوں کو خطاب	۱۶۱
★ خطاب بہ مسلمانان	۱۶۲
★ نوجوانوں کے اندر وطن کے دشمنوں کے خلاف جان نثاری کے جذبات پیدا کرنے کے متعلق	۱۶۳
★ کیسے بے غیرت ہیں ہم (مسلمانوں کے اندر حوصلہ اور دینی حمیت پیدا کرنے کیلئے)	۱۶۴
★ طلبائے علم دین سے خطاب	۱۶۵

متفرقات

★ متفرقات	۱۶۹
★ دل شاعر	۱۷۰
★ خطاب بہ محمد حسین ہفتمی برحُسن تحریر	۱۷۰
★ خطاب بغیاث الدین	۱۷۱
★ گُر کی بات	۱۷۱
★ خطاب بہ گل تحفۂ احمد کبیر پنجی ،مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۶۵ء	۱۷۲
★ برزبان اطفال	۱۷۳
★ خطاب بطالبیکہ تحفۂ گل پیش کرد	۱۷۴
★ بآمد مہمان بخانہ	۱۷۴
★ حال دل	۱۷۵
★ صبح سویرے، مورخہ ۱۹ جون ۱۹۶۵ء ایک گل شگفتہ سے خطاب	۱۷۶
★ تلمیحات شورش دربابت کتاب ''فریڈز نک ماسٹر''	۱۷۷
★ متفرقات	۱۷۸
★ برائے محفل نزول قرآن ،لوہا گاڑا	۱۸۰
★ متفرقات	۱۸۱
★ خطاب بہ گل کہ احمد کبیر پیش کردہ	۱۸۱
★ برائے پلیٹون	۱۸۲

مضامین | صفحہ

وداعیات

مضامین	صفحہ
★ فائنل امتحان کیلئے روانہ ہوتے وقت طلبائے فاضل وعالم کومندرجۂ ذیل دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنا، جو فی البدیہیہ پیش کی گئیں ۱۹۶۴ء	۱۸۵
★ مسدس قدیم: بر پند طلبائے فارغین از فائنل امتحان (فاضل) بوقت رخصت ازیں مدرسہ، بتقریب جلسۂ سالانہ در ۱۹۵۴ء کہ شاعر درآں وقت ہم ملازم ایں درسگاہ بود	۱۸۶
★ چندے از جواہر کلمات سفتہ برشتہ نظم: بتقریب الوداعیہ طلبائے فاضلین، فارغین چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ ۱۹۷۴ء من جانب فارغین از مدرسہ حکیمیہ عالیہ چنوتی ۱۹۷۴ء.	۱۸۹
★ دعا ووصیت بہ پیش حضرات عازمین حج جناب شاہ حافظ احمد صاحبؒ وجناب چودھری مقبول احمد صاحب مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء بمدرسہ حکیمیہ عالیہ چنوتی.	۱۹۱
★ از جانب طلبائے فاضلین فارغین مستخصین خطابا باساتذۂ ایشان وطلبائے لاحقین مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۶۹ء	۱۹۴
★ خطاب بطلبائے مدرسہ	۱۹۶
★ پندے چند	۱۹۸
★ در مدح علم	۱۹۹
★ خطاب بطالبان جماعت داخل پنجم (ششم) بادعا برائے آنہا	۲۰۱
★ خطاب بطالبان داخل ششم (پنجم)	۲۰۱
★ تنبیہ بانجام	۲۰۲
★ نوجوانوں مین علم دین کے حصول کی اہمیت پیدا کرنا اور وطن کی پاسبانی کیلئے لڑنے اور جذبات پیدا کرنے کے متعلق چند کلمات.	۲۰۴
★ طالبان علم دین کو حامی وطن ہونے کیلئے حوصلہ افزائی کلمات	۲۰۶
★ طالبان دین کے اندر دینی جذبات پیدا کرنے کیلئے چند کلمات	۲۰۷
★ خطاب بطلبائے سابقین	۲۰۸

مضامین	صفحہ

مدحیات

★ کلمات المدح والثناء لحضرة الشیخ مولانا عبدالمجید صاحب، پیر صاحب گارنگیہ، ستکانیہ، چٹوگرام	۲۱۳
★ بتقریب جلسۂ سالانہ مدرسہ اشاعت العلوم، بڑاہاتیہ (جس میں بیت الشرف کی ہمہ دم اعانت ومدد جاری رہتی تھی)	۲۱۵
★ برائے کمیرا گھونہ، ۱۹۷۹ء	۲۱۷
★ اللہ اکبر، خانقاہ حامدیہ ومدرسہ فرقانیہ سلامیہ، ستکانیہ، چٹوگرام.	۲۱۹
★ بالفاظ دیگر	۲۱۹
★ اشعار منظومہ بجلسۂ سالانہ مدرسہ، ۱۹۷۴م بابت مسجد بیت الشرف	۲۲۰
★ بیت الشرف	۲۲۲
★ کلمات چند، بتقریب جلسۂ سالانہ چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ، مورخۂ ۲۶ فروری	۲۲۴
★ بتقریب نزول قرآن، بمدرسہ لوہاگارا، مورخۂ ۲۹ جنوری ۱۹۷۸ء	۲۲۷
★ جلسۂ سالانہ چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ،	۲۲۹
★ شب برات	۲۳۱
★ بتقریب جلسۂ سالانہ مدرسہ حکیمیہ عالیہ چنوتی	۲۳۳
★ دربابت معدن تیل (جلدی) بوقت ورود عالیجناب عبداللہ المحمود مورخہ ۲۳ر نومبر ۱۹۶۴ء	۲۳۴

استقبالیات

★ نظم باستقبال حاجی بشیر صاحب کو رشتۂ گل پہنانا ورکروں کا ایک جلسہ کرکے بصورت مصالحت ترک اسٹرائک کے بعد، بالتماس ورکران نوشتہ شد	۲۳۷
★ تہنیت نامہ، بتقریب قدوم عالی جناب گورنر بہادر خان، عبدالمنعم خان صاحب بمکان ستکانیہ کالج. اور وہاں چنوتی مدرسہ کیلئے دوہزار پانچ سو روپیہ کا اعلان کرنا	۲۳۸

مضامین	صفحہ
★ **كلمة الترحيب** : باللغة العربية بحضور سفير المملكة العربية السعودية الاوّل لدى بنغلاديش.	۲۳۹
★ بقدوم مہمان جناب S. D. O (B) Ctg	۲۴۳
★ بتقریب قدوم وزیر صنعت عبداللہ المحمود بمدرسہ چنوتی، وعطیہ اش مقدار سہ صد روپیہ برائے کتبخانہ	۲۴۴
★ بخیر مقدم جناب سید الطاف حسین صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ ڈائرکٹر مشرقی پاکستان مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء	۲۴۵
★ بتقریب قدوم رنجۂ نمائندگان میمن خدمت کمیٹی چٹوگرام.	۲۴۷
★ بتقریب قدوم صدر ورکرس یونین بہ عزیز نگر، ازطرف ورکرس پارٹی، بالتماس لیڈران ورکرس نوشتہ شد	۲۴۹
★ برائے مدرسۂ اسلامیہ قطبدیہ، بالتماس ناظم آں مدرسہ بتقریب قدوم گورنر صاحب بہادر عبدالمنعم خان	۲۵۰
★ خطاب بطلبائے سابقین کہ ممبران انجمن طلبائے سابقین اندو بہر ترقی مدرسہ من حیث التعلیم ومن جہۃ المالیات کوشاں، دراجلاس سالیانۂ آں بحیثیت خطبۂ صدارت پیش کردہ شد، فضل	۲۵۱
★ چندے کلمات منظومہ بتقریب قدوم مہمان عالی تبار علی جناب میر حسن علی صاحب اسسٹنٹ رجسٹر مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، ڈھاکہ. مورخہ ۶ مارچ ۱۹۷۷ء	۲۵۵
★ کلمات منظوم بقدوم حضرت شاہ صاحب چنوتی وشاہ بیت الشرف، بحفلۂ حولیہ حافظیہ فرقانیہ پچھم چنوتی، مورخہ ۲۰ جنوری یوم الجمعۃ ۱۹۷۸ء	۲۵۷
★ بتقریب رونق افزائی جناب مسٹر محمد یعقوب صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر آف اسکولز چٹاگنگ ڈویژن.	۲۵۹
★ کلمات چند منظومہ بتقریب خوش آمدید جناب معین الدین احمد خان صاحب سابق ڈائرکٹر جنرل اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش.	۲۶۱

مضامین	صفحہ
★ کلمات چند بتقریب قدوم افسر عالی تبار ڈپٹی اسسٹنٹ ڈائرکٹر علاقۂ چٹوگرام علی جناب سید الطاف حسین صاحب، بمقام چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ ستکانیہ، چٹوگرام ۱۹۶۶ء۔	۲۶۳
★ نظم باستقبال الحاج بشیر صاحب (عزیز الدین لمیٹیڈ).	۲۶۵
★ گذارشات چند بتقریب قدم رنجۂ جناب مولوی معین الدین خان. PHD صاحب دراسلامک ہسٹری لکچرار، بمقام چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ، ستکانیہ، چٹوگرام مورخۂ ۵ ستمبر ۱۹۶۶ء	۲۶۶
★ بتقریب جلسۂ سالانہ مدرسۂ ھاشمیہ عالیہ کاکس بازار.	۲۶۸
★ بتقریب قدوم افضل آغا صاحب دسٹرکٹ مجسٹریٹ چٹوگرام بمدرسہ عالیہ، ستکانیہ مورخہ: ۲۰ ستمبر ۱۹۵۹ء	۲۷۰

تہنیات

مضامین	صفحہ
★ تہنیت شادی، بتقریب شادی مولوی امیر احمد برادر مولوی شفیق احمد، مہتمم مدرسہ۔	۲۷۵
★ بقافیۂ دیگر	۲۷۶
★ دیگر بتقریب شادی امیرؔ	۲۷۷
★ باز دیگر بتقریب شادی امیر	۲۷۹
★ بتقریب جشن شادی (حمد ونعت)	۲۸۰
★ رجوع بمضمون	۲۸۰
★ قافیہ دیگر	۲۸۰
★ دولہا سے خطاب	۲۸۱
★ دولھن سے خطاب	۲۸۱
★ دعائیہ	۲۸۲

مضامین	صفحہ
★ بتقریب جشن شادی، جناب مولانا شیخ محمد اقبال مجددی، ساکن باہولی، پٹیہ، چٹوگرام.	۲۸۳
★ بتقریب شادی خواہر شاکرہ، سرکار باڑی، لوہا گاڑا	۲۸۵
★ بتقریب شادی مولانا علاء الدین، ایم ایم فرسٹ کلاس، بامسماۃ شاعرہ بیگم، کل گاؤں	۲۸۶
★ بتقریب جشن شادی مولوی غلام قادر (فاضل وبی اے) بامسماۃ شہناز لطفہ بیگم بنت مولوی اکرام الحق چنوتوی، مورخہ ۳رمئی ۱۹۶۴ء	۲۸۸
★ بتقریب شادی شہناز لطفہ دولہا کو ہار پہنانا	۲۹۰
★ فقرہ ہائے چند بتقریب جشن شادی شہزادۂ ارجمند میاں جمال احمد صاحبزادہ عالی جناب مولانا شاہ حافظ احمد (رح)	۲۹۱
★ بتقریب شادی حافظ محمد ہارون الرشید صاحب، مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۸ء	۲۹۲
★ دعائیہ	۲۹۴
★ خطاب بہ مولود مسعود کہ خانۂ عزیزم مولوی عزیز اللہ را منور و مبتہج ساخت کہ ہمشیرہ زادۂ عزیز من مولوی روح الامین.	۲۹۵
★ خطاب بروح الامین،	۲۹۵
★ رقعۂ دعوت نامہ باحباب بتقریب شادی خود از جانب مولوی محمد صابر ساکن فتح گہ (پتنگہ) چٹوگرام در ۱۹۶۲ھ	۲۹۶
★ بتقریب جشن شادی مولوی صابر احمد، پتنگہ، چاٹگام چٹوگرام.	۲۹۷

مضامین	صفحہ

مراثی

★ **کلمات چند،** بروصال حضرت مولانا شاہ میر محمد اختر صاحب، شیخ بیت الشرف، چٹوگرام.	۳۰۱
★ **کلمات مرثیہ،** بروفات حسرت آیات شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ عبدالسلام صاحب، مورخہ ۱۷ جون ۱۹۶۸ء	۳۰۳
★ **چندے از قطرات اشک،** بیاد و تذکار الحاج مولانا شمس الہدیٰ خان صاحب مرحوم،	۳۰۵
★ دعائیہ	۳۰۷
★ **بیاد المحدث الجلیل حضرت مولانا محمد امین صاحب** سابق شیخ الحدیث و مفتی دار العلوم چٹوگرام وازساکن صرتی، ستکانیہ، چٹوگرام.	۳۰۸
★ **چندے از کلمات موزون در تأثرات قلب محزون،** بفراق اکرم الاحباب حضرت الشیخ العلامۃ الفاضل مجمع الفضائل الحاج الشاہ مولانا عبدالمجیدؒ پیر صاحب گارنگیہ، ستکانیہ، چٹوگرام.	۳۱۰
★ مرثیہ میاں خیر البشر چودھوری مرحوم،	۳۱۳

دعائیات

★ کلمات دعائیہ از جانب حضرت شاہ صاحب مدظلہ	۳۱۷
★ کلمات دعائیہ منظومہ بہر شفائے شیخ اخترؒ	۳۲۰
★ دعا برائے فیض احمد میاں زمیندار الیشیا خال مولانا شفیق صاحب مہتمم چنوتی حکیمیہ عالیہ کامل مدرسہ.	۳۲۳
★ دعا بدربار الٰہی از انصار (مسلمانوں کی ہمت افزائی کیلئے دعا)	۳۲۴
★ خطاب بانور الحق خطیبی سومی بر حُسن تحریر (دعائیہ)	۳۲۵
★ دعوت نامہ برائے علمائے کرام (بتقریب جلسۂ سالانہ مدرسہ حکیمیہ عالیہ کامل چنوتی، ۱۹۷۸ء	۳۲۶

مضامین		صفحہ

بقیہ تقاریظ

★ مرحوم مولانا شفیق احمدؒ	: معروف واعظ دین وسابق استاذ چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ (حرف نالہ)	۳۲۹
★ مولانا نعیم اللہ	: مقیم سعودی عرب، معاون قاضی محکمہ طائف، سعودی عرب	۳۳۰
★ مولانا ابوطاہر قاسمی ندوی	: محدث ومعین مہتمم جامعہ اسلامیہ پٹیہ، چٹوگرام	۳۴۴
★ مفتی میزان الرحمٰن سعید	: ڈائریکٹر شیخ زکریا اسلامک ریسرچ سنٹر، ڈھاکہ	۳۴۹
★ مولانا حافظ زاھد حسین	: معروف عالم دین بنگلہ دیش	۳۵۴
★ ڈاکٹر حسام الدین	: پروفیسر اسلامیہ کالج، چٹوگرام. وچیرمین علامہ فضل اللہ فاونڈیشن، چٹوگرام	۳۵۶
★ مولانا محمد عبدالحی ندوی	: پیر صاحب بیت الشرف چٹوگرام	۳۶۷
★ مولانا شفیق احمد	: سابق محدث جامعہ مدنیہ شولک بحر، چٹوگرام	۳۶۹
★ مولانا مقصود الرحمٰن فردوس	: مقیم وتاجر سعودی عرب	۳۷۳

تقاریظ

مقدمہ

از پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابوالرضاء محمد نظام الدین ندویؔ

ممبر اُف پارلیمنٹ، بنگلہ دیش پارلیمنٹ ،ٹرسٹی: شیخ زاید بن سلطان آل نہیان ٹرسٹ، بنگلہ دیش.
پروفیسر بین الاقوامی اسلامک یونیورسیٹی، چٹوگرام.

میرے والدمحترم (۱۹۷۹-۹۸/۱۸۹۷م) علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ ظاہرًا و باطنًا ہر حیثیت سے ایک باکمال، ہمہ گیر، جامع پر کشش شخصیت کے مالک تھے جوکوئی ان کے ساتھ ناگہانی ملاقات سے جس طرح متاثر ہوتے تھے اسی طرح ان کے ساتھ متکرر ملاقاتوں اور صحبت سے بڑے عقیدت مند بن جاتے تھے، ایسی گونا گوں صلاحیتوں اور جامع شخصیت برصغیر میں بہت کم نظرآتی ہے، وہ ایک دانش کدہ تھے، علم وہنر کے گہوارہ تھے، چلتا پھرتا کتب خانہ اور فطری اور باکمال ادیب وشاعر اور مورخ تھے.

میرے والدمحترم علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ کے ساتھ میرا پہلا علمی تعارف ۱۹۷۷م میں ہوا، واقعہ یہ ہے کہ میں چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ کا طالب علم تھا، میری رہائش میرے والدمحترم کے ساتھ طلباء کی رہائش گاہ میں تھی، میرا برادر بزرگ ابوالعطاء محمد عماد الدین اور برادر خورد ڈاکٹر ابوالاعلی محمد حسام الدین بھی اس وقت چنوتی مدرسہ میں متعلم تھے، ان کے تبحر علمی اور علوم ومعارف کی تہہ داری تک رسائی کرنے اور متعارف ہونے کے لئے مجھے بہت سے مراحل سے گذرنا پڑا.

پہلا مرحلہ: جب میں جماعت ششم کا طالب علم تھا ۱۹۷۷ء میں، مجھے والدمحترم کے پاس زانوے تلمذتہ کرکے اصول الشاشی پڑھنے کا سنہرا موقع ہاتھ میں آیا اور ان کا حلقۂ درس مسجد میں ہوتا تھا،

والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۲۲۸) آیت میں قرء کے معنی طہر ہیں یا حیض، اس مقام پر ان کا دلکش درس مجھے ابھی تک یاد ہے اور طالب علموں کو درسگاہوں میں ان کا درس ذہن نشیں ہو جاتا تھا، افہام وتفہیم کا ایسا ملکہ میں نے کبھی نہیں دیکھا، ان کے قدیم وجدید متقدمین ومتاخرین تلامذہ سب اس بات پر متفق ہیں اور گواہی دیتے ہیں، ان کے تبحر علمی کو سمجھنے کے لئے میرا یہ پہلا مرحلہ ہے، لیکن میری صغر سنی کی وجہ سے یہ مرحلہ دس فیصد ہے.

دوسرا مرحلہ: جب میں جامعہ اسلامیہ پٹیہ (مدرسہ ضمیریہ قاسم العلوم پٹیہ) کا طالب علم تھا (وہ سنہ ۱۹۷۸م سے ۱۹۸۳م کے اوائل کا زمانہ تھا) یہاں کی طالب علمی کے زمانہ میں شروع سے اخیر تک تمام امتحانوں میں (سالانہ ومرکزی) میں ممتاز اوّل (فرسٹ کلاس فرسٹ) ہوتا تھا، اور پرچہ فصیح عربی اور اردو زبان میں لکھتا تھا، والد محترم کے پاس عربی میں خطوط لکھتا تھا، موصوف اسپر فرط مسرت سے درجہ میں طلباء کو دکھاتے تھے یہ مجھ پر والد محترم کی از دل خیزد بر دل ریزد والی دعائیں تھیں جن کی بدولت میں آج انسان بنا جس طرح مجھ پر میری والدہ محترمہ مرحومہ رحیمہ خاتون کی آہ سحر گاہی اور دعائیں تھیں، یہ مرحلہ میرے لئے ایک تاریخ ساز مرحلہ تھا جس میں میں نے میرے والد محترم کے تبحر علمی کو چالیس فیصد پہچانا.

تیسرا مرحلہ: جس نے میری زندگی کا موڑ بدل دیا اور میرے لئے عہد زریں تھا وہ ہے ۱۹۸۳م سے ۱۹۸۹م تک کا زمانہ، جب میں دنیا کے مشہور ترین دانش کدہ ندوۃ العلماء لکھنو انڈیا میں خوشہ چیں تھا اور مفکر اسلام، دنیا کی مایۂ ناز شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی صحبتوں سے مالا مال ہوتا تھا جن کا سایۂ عطوفت مجھ پر قائم دائم تھا اور یہاں کی طالب علمی کے زمانہ میں علوم ومعارف کے نئے نئے گوشے میرے دل میں جاگزیں ہوئے، بین الاقوامی شخصیات، سیمینار کانفرنسوں سے متعارف ہوا ثقافتی اور ادبی جلسوں سے مانوس ہوا، ندوۃ العلماء

مولانا انوار شاہ کشمیری سے استفادہ کیا اور حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے مرید وبیعت تھے اوران کے معاصرین واحباب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی حضرت قاری محمد طیب قاسمی ،مفتی محمد شفیع عثمانی ،حضرت مولانا عبدالوہاب رحمہم اللہ ان سب کی سن ولادت میرے والدمحترم کی طرح ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۷ء کے لگ بھگ ہے، بنگلہ دیش میں ان کے احباب میں حضرت مولانا عبدالمجیدؒ، پیر صاحب گارنگیہ حضرت مولانا احمد الرحمانؒ صاحب پیر صاحب چوڑامنی (خلیفہ حضرت میاں اصغر حسینؒ دیوبندی) حضرت مولانا بدیع الرحمانؒ صاحب، (شاگرد حضرت مولانا محمودالحسنؒ دیوبندی، شیخ الہند) حضرت مفتی عزیز الحقؒ صاحب (بانی جامعہ اسلامیہ پٹیہ) خطیب اعظم مولانا صدیق احمدؒ صاحب حضرت مولانا امین اللہؒ صاحب ستکانوی وغیرہ ہیں.

میرے والد محترم کو از سر نو مطالعہ کے دوران میں نے گہرائی کے ساتھ یہ بات احساس کی ہے وہ ہے جملہ علوم وفنون میں انکی جامعیت اور مکمل دسترس حاصل ہونا، اوران کی روشن ضمیری، وسعت نظر، تاریخ دانی، مختلف زبانوں پر دسترس اور مہارت ،مثلا عربی، اردو، فارسی ہندی، سنسکرت، انگریزی، بنگلہ، ان سب زبانوں میں گذشتہ ستر سالوں سے ان کی تصنیفات بھی ہیں (مطبوعہ وغیر مطبوعہ) شاعری، ادبیات پر کامل عبور مختلف ادیان پر تقابلی مطالعہ اور گہری معلومات، آج سے ساٹھ سال پہلے اسلام اور مستشرقین پر مقالہ نگاری اور مستشرقین کے اسلام پر لائے ہوئے شبہات کے منہ توڑ اور دندان شکن جوابات ،اور ۱۹۶۵ء میں عصر حاضر کے بدلتے ہوئے حالات میں نصاب تعلیم اور جدید وقدیم میں ہم آہنگی پیدا کر کے نظر ثانی کر کے از سر نو ترتیب دینے کی ضرورت پر ایک کتابچہ تیار کرنا، اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی ہدایت کے مطابق کلکتہ اکڑا قدسیہ عالیہ مدرسہ میں صدر مدرس، محدث، پھر پرنسپل کی حیثیت سے ذمہ داری نبھانا

کے تاریخی ''مکتبۃ العلامہ شبلی النعمانی'' سے بھر پور استفادہ کا موقع میسر ہوا، ندوۃ العلماء کے مایۂ ناز اساتذہ سے استفادہ اور استفاضہ کے خوب مواقع میسر ہوئے اور ندوۃ العلماء کے ذیلی کتب خانوں سے بھی فیض یاب ہوا، کیوں نہ ہو، ندوۃ العلماء دنیا بھر میں علم وادب، فکر ودعوت، تاریخ وسیرت نگاری اور روحانیت میں اپنی مثال آپ ہے، ندوۃ العلماء کے حالیہ ناظم اعلیٰ حضرت علی میاں کے بھانجہ مسلم پرسنل لابورڈ آل انڈیا کے صدر کا سایۂ عطوفت بھی میرے سر پر اس زمانہ سے آج تک ہے وہ ہیں استادگرامی قدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، ندوۃ العلماء کے زمانۂ طالب علمی میں گوناگوں ادبیات اور سرگرمیوں سے شناسائی ہوئی، چاہے وہ علامہ شبلی نعمانی کی ادبیات ہوں یا علامہ سید سلیمان ندوی کی ادبیات یا وہ علامہ اقبال کی شاعری ہو یا میرزا غالب اور خواجہ الطاف حسین حالی کی شاعری ہو یا اکبر الہ آبادی کی شاعری ہو یا پھر مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا علی میاں اور ندوۃ العلماء کے اساتذہ کی ادبیات ہوں، ان سب کی ادبیات پر کم وبیش شناسا ہوا، یہاں ایک بات نا قابل فراموش ہے کہ ندوۃ العلماء سے خوشہ چینی کے لئے میرے دل میں جوشوق وذوق پیدا ہوا اور جذبات موجزن ہوئے اور میری ذات پر جن کے گوناگوں احسانات ہیں اور میرے دل میں جن سے والہانہ عقیدت ہے وہ ہے میرے استاذ گرامی قدر صاحب طرز ادیب حضرت مولانا محمد سلطان ذوق ندوی کی شخصیت، جن کے ہاتھوں دارالمعارف الاسلامیہ جیسا ایک شاہکار دانش کدہ قائم ہوا.

اس مرحلہ میں میں نے میرے والد محترم علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہؒ کو از سر نو مطالعہ کیا ہے، اور میرے دل میں ان کی عقیدت دن دوگنی رات چوگنی بڑھتی گئی، کیونکہ جناب موصوف اگر چہ مظاہر علوم سہارنپور کے فارغ تھے (دورۂ حدیث وتخصص فی الفنون) اور حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ اور حضرت مولانا عبد اللطیف سہارنپوری کے شاگرد رشید تھے اور محدث العصر حضرت

(۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۲ء تک) اور وہاں کے قیام کے زمانہ میں ہندو پنڈتوں اور عیسائی پادریوں کے ساتھ مباحثہ ومناظرہ کر کے ان پر جیت جانا وغیرہ وغیرہ.

یہ سب قصہ سنانے کا میرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے والد محترم نے اپنے اندر دار العلوم دیوبند ومظاہر علوم سہارنپور اور اکابر علمائے دیوبند کے مسلک وعقیدہ اور ندوۃ العلماء کے افکار کو اس طرح سمیٹ لیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ میرے والد محترم علامہ شبلیؒ، اور علامہ سید سلیمان ندوی کی صحبت میں طویل مدت تک رہے، جیسے حضرت مولانا علی میاںؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے متعلق کہتے تھے اگرچہ وہ دار العلوم دیوبند کے فرزند تھے ان کے افکار بتاتے ہیں کہ وہ ندوی الذہن ہیں یہ سب امتیازات میرے والد محترم کے اندر تھے، یہاں اور ایک حسن اتفاق اور ہم آہنگی یہ بھی ہے کہ بنگلہ دیش کے ایک جلیل القدر فقیہ عالم علامہ عبد الحی چاٹگامی جن کی سوانح عمریؒ نزہۃ الخواطر کی آٹھویں جلد میں درج ہوئی جو حضرت مولانا علی میاں کے پدر محترم علامہ عبد الحی حسنی کے ہم سبق تھے علامہ عبد الحی فرنگی محلی کے پاس، جنہوں نے اپنے فتاوی میں اپنے شاگرد کا حوالہ دیا یہ کہکر کہ عبد الحی چاٹگامی نے بھی یہ رائے دی ہے، پھر بعد میں وہ حضرت رشید احمد گنگوہی کے ہاتھوں بیعت ہوئے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ علامہ عبد الحی چاٹگامی کا عقد نکاح میرے دادا علامہ نور الہدی چاٹگامی (اسلام آبادی) نے پڑھایا اور جناب موصوف بھی حضرت گنگوہی کے ہاتھوں بیعت تھے اوران کے پانچ عربی اور فارسی میں مخطوطات ہیں (۱۴۲ سال پرانے)

مذکورہ بالا موضوعات کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض، ریاضیات، منطق، فلسفہ، فتوی، تصنیف وتحریر شاعری وغیرہ موضوعات میں میرے والد محترم کو ملکۂ تام حاصل تھا اوران سب موضوعات میں ان کی تصنیفات ہیں (مطبوعہ غیر مطبوعہ) چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ میں جب کامل درجہ

(دورۂ حدیث) کا افتتاح ہوا اس وقت تقریبا تمام صحاح ستہ کی کتابیں ایک زمانہ تک میرے والد محترم یہ سن رسیدہ بزرگ پڑھاتے تھے، اس مرحلہ میں میں نے اپنے والد محترم کے تبحر علمی کو ۷۰ ستر فیصد پہنچایا۔

چوتھا مرحلہ: یہ دور شروع ہوتا ہے میری تدریسی زندگی سے حالیہ وقت تک، جس میں مندرجہ ذیل موضوعات شامل ہیں، تدریسی زندگی دار المعارف الاسلامیہ چاٹگام اور بین الاقوامی اسلامک یونیورسیٹی چاٹگام میں جہاں میں صحیح مسلم شریف، تفسیر بیضاوی، حسامی، علم اصول الفقہ، مختارات من ادب العرب، قطر الندی، عربی انشاء، الادب والنصوص، القواعد الفقھیہ، الاستشراق والمستشرقون وغیرہ مواد اور کتابیں میرے زیر درس تھیں، کثرت سے غیر ملکی اسفار اور بین الاقوامی سیمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت اور مقالے پیش کرنا، تصنیف وتالیف اور بحوث ومقالات نگاری اور یہ سب مقالے بین الاقوامی علمی تحقیقی مجلّات میں چھاپنا اور میرے والد محترم کی غیر مطبوعہ کتابوں کا مراجعہ اور تہذیب وتنقیح کا کام کرنا خصوصی طور پر ترمذی شریف کی اردو شرح اور شمائل ترمذی کا بنگلہ ترجمہ اور شرح اور متعدد دفعہ چھاپنا خصوصی طور پر حال ہی میں اسلامک فاونڈیشن سے چھاپنا اور اردو عربی فارسی بنگلہ میں لکھا ہوا مجموعہ اشعار وغیرہ وغیرہ، خاص طور پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ میرے والد مکرم کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں کا مراجعہ کرتے ہوئے ادبیات اور شعر وشاعری کی نظر ثانی کرتے ہوئے میری دونوں آنکھیں آنسوؤں سے پُرنم ہو جاتی تھیں اور ان کی علمی، فکری اور ادبی تحریروں کو مطالعہ کر کے میں دھنگ اور حیرت زدہ رہ جاتا تھا، اس مرحلہ میں میں نے والد محترم کو نوے فیصد پہچانا جو سنہ ۱۹۸۹م میں شروع ہو کر حال تک جاری ہے جس میں سیاسی سرگرمیاں بھی شامل ہیں۔

زیر نظر کتاب کلیات فضل اللہؒ

زیر نظر کتاب یعنی" کلیات فضل اللہ "جس کے لئے یہ مقدمہ میں نے تحریر کی ہے یہ ہمارے والد مکرم کے مجموعہ اشعار ہیں، جو علم و ہنر دعوت وفکر تاریخ وسیرت، امت مسلمہ کے عروج وزوال کی تاریخ اور اسکے اسباب، اور عصر حاضر کے تقاضوں کی طرف مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ نظام ونصاب تعلیم میں تغیرات اور تعدیلات کی ضرورت، اور ادبیات کا ایک قیمتی ذخیرہ ہے، جناب موصوف نے اپنی شاعری کا آغاز کب سے شروع کیا اسکی یقینی تاریخ ہمیں معلوم نہیں، لیکن چونکہ اتر پردیش کے شہر لکھنو، سہارنپور اور دیوبند وغیرہ علم وہنر اور ادب کا گہوارہ تھے اور والد محترم کی تعلیمی زندگی ان سب مراکز میں گذری اور خوب مستفید ہوئے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شعر وشاعری کا آغاز فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہی سنہ ۱۹۲۰ام، سنہ ۱۹۲۳ام سے شروع ہوا ان کے بہت سے اشعار اور قصیدے تاریخ سن وماہ پر مشتمل ہیں ان میں ایک قدیم ترین شعر نظر آتا ہے جو ۱۹۳۵ام میں لکھا ہے.

جناب موصوف کے مجموعہ اشعار مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے جملہ اشعار کے ۹۵٪ فیصد اشعار اردو زبان میں لکھے گئے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں برصغیر کے مما لک میں اردو زبان کی پذیرائی سب سے زیادہ تھی، اور شعر وشاعری کے لئے اردو زبان موزون تریں ذریعہ ہے اور اردو زبان میں حلاوت اور جاذبیت بھی بہت ہے باقی اشعار فارسی، بنگلہ اور عربی میں ہیں، جناب موصوف کے اشعار کے موضوعات کیا ہیں ان کی طرف نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا کوئی موضوع نہیں تھا جس پر انہوں نے شعر نہیں لکھا ہو مثلا، حمد باری تعالی، نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ،مراثی حماسیہ، بیداری پیدا کرنے والے اشعار، غزلیات، تعلیمی وعبرت انگیز اشعار، فلسفیانہ اشعار، سپاس نامہ دینی محافل کے اشعار، حب وطن کے اشعار، قومی ترانے، ایمانیات، اخلاقیات، عقیدۂ توحید احسان وتصوف اور سلوکیات، دینی حمیت وغیرت پیدا کرنے کے اشعار، تاریخ، اسلام اور

مسلمانوں کے عروج وزوال کے حالات پر بڑی بڑی شخصیات کے استقبالیہ اشعار، متفرقات وغیرہ وغیرہ، یہ سب موضوعات ان کے اشعار میں درج ہیں پھران کے اشعار میں مثنوی مثلث ،رباعیات، مسدسات وقطعہ سب ملتے ہیں، ایک فاضل مقالہ نگاراور جناب موصوف کے شاگرد رشید پروفیسرڈاکٹر ابوبکر رفیق صاحب نے علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ کے گوشہ ہائے زندگی کے ایک پہلو یعنی ان کی شعروشاعری پر ۲۱ صفحہ پر مشتمل ایک طویل علمی تحقیقی مقالہ لکھا ہے اس میں انہوں نے تحلیل وتبصرہ کا مکمل حق ادا کیا ہے، اشعار کی باریکیاں علمی تبصرہ وتجزیہ پھر بین الاقوامی (اردو، فارسی میں) شعراء مثلا علامہ اقبال خواجہ الطاف حسین حالی، اکبر الہ آبادی، شیخ سعدی شیرازی، جلال الدین رومی وغیرہم کے اشعار کے ساتھ تقابلی مطالعہ وغیرہ امور پر بھرپور منصفانہ اورفاضلانہ بحث کی ہے پھر مولانا موصوف کوان سب اکابر شعراء کا ہم سرقرار دیا والدمحترم حضرت علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ کے مجموعہ اشعار کا ازسرنو جب میں نے مطالعہ کیا اور چھاپنے کی غرض سے جب میں نے حرفاً حرفاً، سطر بسطر پڑھا اور نظر ثانی کی، تو مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور جناب موصوف پر میری عقیدت اور بڑھ جاتی تھی اور میں سوچتا کہ میں بھی ہندوستان کے علمی فکری اورادبی مراکز میں طویل وقت گذارااوروہاں کی ادبیات سے کسی قدر شناسا ہوا، لیکن جناب موصوف کے بہت سارے اشعار اور الفاظ مجھے بمشکل سمجھ میں آتے تھے اوراروو، فارسی اشعار میں ان کا نایاب اسلوب اور برمحل الفاظ کا انتخاب (نثر ہو یا نظم) فقروں کا جوڑ اور جملہ سازی کی شان الگ ہے، ان کا مجموعہ اشعار عنقریب چھپ کر جب منظرعام پر ظہور پذیر ہوگا تب مشتاقان علم وادب آگاہ ہونگے اور تبصرے کرتے رہینگے تاہم نثر ونظم میں ان کے کچھ چیدہ چنیدہ کلام اوراشعاران کے استعمال کردہ کچھ منتخب الفاظ ہم یہاں پیش کرینگے غیر مرتب طور پر سہی.

حج سے واپسی کے بعد حرمین شریفین اور روضۂ پاک ؐ کے تصور کرتے ہوئے ان کے دل میں بڑی بیتابی اورشوق ومحبت پیدا ہوئی اور گاڑھی میں چڑھتے ہوئے انہوں نے برجستہ ایک طویل نظم لکھی جس کے چند اشعار غیر مرتب طور پر یہاں پیش ہیں ان کو پڑھ کر آپ ان کے ادبی معیار اور

روحانی جذبہ گہرائی اور تڑپ سمجھ سکتے ہیں، وہ فارسی میں ہے

ہمچو سیمابم سکون قلب گم کردہ منم　　سوختہ اندوھگین وبس کہ آشفتہ سرم

آے امید عاصیان وراحت آشفتگاں　　روز وشب درخواب وبیداری خیالت ہمدمم

واژ گوں بختم مرا ازدرگہ تودور داشت　　نالہ ہاؤآہ ہا ازسوز وساز دل کنم

کن کرم بر فضل خستہ غرق دریائے گنہ　　ازندامت شرمگیں خجلت زدہ خود دمبدم

ہر جگہ بے پردگی، عریانی، حمیت وغیرت ایمانی کا فقدان اور مادہ پرستی کی تنقید کے متعلق:

زلزلہ ایوان میں مادہ پرستوں کے پڑا　　قصر میں الحاد کے ہوگا ستون دین کا گڑا

عورتیں سر پر چڑھیں اُپُوا کی بے حرمت ہیں ہم　　رقص عریانی ہنر ہے کیسے بے غیرت ہیں ہم

چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ کے طلباء کو تعلیمی تربیتی، حماسی، غیرت ایمانی اور اخلاقی موضوع پر مشتمل ایک طویل نظم سے دوسطریں یہاں پیش ہیں:

ای گلستان حکیمی کے چمیدہ پھولو　　ای چمنزار نذیری کے دمیدہ پھولو

اور ای گلزار چنوتی کے چنیدہ پھولو　　بلبل ستان چنوتی کے شمیدہ پھولو

"

جفاووفا" کے عنوان سے غزل کی ایک نظم سے چار سطریں پیش ہیں

وہ حسن جفا خو، یہ عشق وفا جو، وہ کبر خفا ہو یہ عجز رضا جو

ہیں ایسی ستمگاریاں مہ جبینوں کی جو میں خموشی میں سہتا رہا ہوں

ادہر عشق وشکوہ، ادہر ناز عشوہ، ادہر آہ ونالہ، ادہر لاابالی

یہ فقدان احساس ونامہربانی زمانے سے دل دل مچلتا رہا ہوں

ہر جگہ انسانیت کا فقدان مکر وفریب عام ہو جانا، ظلم وسفا کی بڑھ جانا، منافقانہ سیاست عام ہو جانا اور اسلام کی وسطیت گم ہو جانے کے متعلق تین سطریں پیش ہیں ایک طویل نظم سے:

رات ودن دور قلابازی وغداری کا　　مردی گم ہے تو غلبہ ہے سیہ کاری کا
جور ہے ظلم ہے چرچا ہے ستمگاری کا　　گرم بازارِ سیاست ہے تو مکاری کا
کہیں افراط عیاں اور کہیں تفریط عیاں　　معتدل کوئی بھی مسلک نہیں جاری بجہاں

کسی ایک شاعر کے شعر کی دو سطروں کے قافیہ پر میرے والد محترم کی چار سطریں ملاحظہ ہوں (فارسی میں):

تیغ ابروہم او گلگوں غدارے عجبے　　صید انداز او مفقود قرارے عجبے
ناوک افگن نگہش ماہ لقائے عجبے　　نازک اندام عجب حور نگارے عجبے
عاشق نازاو وارفتہ مزاجے عجبے　　طالب وصل او در ماندہ حالے عجبے
آتش عشق بجاں شعلہ مزاجے عجبے　　قلب آشفتۂ من آہ نوازے عجبے

مدارس اسلامیہ کے طلبہ کے دلوں میں شوق وجذبہ پیدا کرتے ہوئے ایک طویل نظم کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:-

حرص زر، خوف عدو، یا شہوت وجبن وکسل　　گر تجھے چاہے ٹلانے، کوہ بن کہسار بن
آندھیاں طوفاں حملے دین پر آنے لگے　　پر خطر پیش عدو چوں خالد جرار بن
فضل ناکارہ ہے بس لیکن تمنا ہے کہ تو　　جانِ من باکار بن باکار بن باکار بن

۱۹۴۵ء میں چنوتی حکیمہ عالیہ مدرسہ کے طلبائے فارغین کو نصیحت کرتے ہوئے ایک طویل مسدس نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

روح کردار بنو قابل اقوال بنو فارغ ازقال بنو، صاحب احوال بنو
والۂ علم وحکم جامع افضال بنو پیکر خلق حسن، صاحب اعمال بنو
درس خوانان دبستان حکیمی تم ہو بادہ نوشان خمستان نذیری تم ہو
فرقہ بازی، حسد ونفس پرستی نکرو دین فروشی ودغابازی وسستی نہ کرو
حیلہ وحرص و ریا عادت پستی نہ کرو چھوڑ دوان کو سبھی، ان میں درشتی نہ کرو
مدح خوانانِ روایات حکیمی تم ہو قصہ گویانِ حکایات نذیری تم ہو

میں نے اپنے اکابر اساتذہ سے سنا ہے کہ علامہ شبلی نعمانیؒ اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تصنیف کردہ کتاب سیرۃ النبی ایک دائرۃ المعارف ہے جس میں جملہ علوم وفنون کے متعلق معلومات درج ہیں اسی طرح ہمارے والد محترم کا مجموعۂ اشعار اگر چہ نظم وشعر کا ایک دیوان ہے لیکن اس میں ہر قسم کی معلومات درج ہیں اور ہر ایک نظم ایک معلوماتی دفتر ہے، اور انہوں نے اپنے مجموعہ اشعار میں ان گنت جو الفاظ استعمال کیئے ہیں وہ ایسے منتخب الفاظ ہیں جو اسی جگہ کے لئے موزون ہیں، طویل مدت تک لکھنو میں میرے قیام کے باوجود بہت سارے الفاظ سمجھنے کے لئے مجھے فیروز اللغات دیکھنی پڑی، ذیل میں چند الفاظ ملاحظہ ہوں عاشق گلچیں، نیک فرجام، جاروب کش، سور ماوار، زلّہ گیران، راغ چنوتی، شاخ چنار، زشت اثر، دَمَن دَمَن، بگاہ، خوش لقا، گُرکی بات، کشاکش، درغیر سفتہ، گلفام حسیں، عشوہ نگاہیں، نگاہ ناوک افگن، گلان گلعذاران، ہُن برسنا، تن وھن، بن ٹھن، چھنا، قیس چوں، شتابان، کوہکن، کاکل، گدگدانا، شناور وغیرہ وغیرہ.

مذکورہ بالا مضمون اور ادبیات آپ کی نظم وشاعری کے ساتھ متعلق ہیں اور جہاں تک آپ کے نثریات کا تعلق ہے وہ بھی نظم وشاعری کی ادبیات سے کم نہیں، جناب موصوف کے نثری کلام کی ادبی اور فنی حیثیت بھی بہت ہی اونچی اور اعلیٰ معیار کی ہے، مثال کے طور پر سنہ ۱۹۶۲م میں چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ کے طلباء کی ایک انجمن تھی، اس انجمن کے ایک سیمینار میں انہوں نے جو صدارتی تقریر کی تھی وہ پندرہ صفحے پر مشتمل ہے، چند سطور پر مشتمل اس کا ایک حصہ میں یہاں پیش کر رہا ہوں جس میں مسلمانوں کے عروج وزوال کے حالات کا ذکر ہے اور اخیر میں شاعر مشرق علامہ اقبال کے ایک شعر سے خاتمہ ہوگا.

کرۂ ارض کے جس مقام پر وہ قدم رکھتے تھے غلبہ ونصرت، فتح وحکومت، دولت وسیاست، قیادت وسیادت، شوکت ومحبوبیت. انکے قدم چومتی تھیں، جس ملک پر اونکی حکومت قائم ہوتی تھی وہاں امن وامان، عیش وآسایش، توافر ارزاق اور فراوانی اسباب معائش کا وہ حال ہوتا تھا جسکی مثال ونظیر نہ مل سکتی تھی، رعایا باوجود اختلاف مذہب وبغض وعناد کے اپنی عداوت قدیمہ کو فراموش کر کے اونکی مدح سرائی میں بلبل ہزار داستان بنجاتے تھے، بنی نوع انسان کی بحث چھوڑنے، کواکب وسیارات، مواشی وطیارات، جمادات ونباتات، عناصر وعوامر، جبال وبحور اور وحوش وطیور پر بھی ان کی حکومت نافذ تھی، اقوام عالم اونکے عروج برق رفتار سے حیرت زدہ، احبار وعلمائے یہود حسد وحیرت سے بے تاب، رہبان نصاری رشک وغیرت میں ہمچو ماہی بے آب، سلاطین ارض اپنے مستقبل کی فکر میں بیقرار ہمچو سیماب نظر آتے ہیں، آخر وہ کون سی حقیقت تھی کہ جس نے مافوق العادت برق رفتاری کے ساتھ تلے آسمان کے بلکہ ورے آسمان تک ان کو یوں ابھارا کہ مخلوق کے حوصلے میں انکے اوپر کوئی اوپر ہی نہ تھا.

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلمان کی — ستارے جس کی گرد راہ ہوں وہ کارواں تو ہے
فریاد زافرنگ ودلاویزیٔ افرنگ — فریاد زشیرینی وپرویزی افرنگ
عالم ہمہ ویراں زچنگیزی افرنگ — معمارحرم باز بتعمیر جہاں خیز
ازخواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز — از خواب گراں خیز

مولانا موصوف کے مجموعہ اشعار کے موضوعات کا دائرہ بہت وسیع ہے، ان میں مراثی ترحیبی اور استقبالیہ اور اپنے عزیز تلامذہ کے لئے تشجیعی کلمات اور قیمتی ہدایات ونصائح بھی شامل ہیں ان سب میں متعلقہ موضوع کے ساتھ ساتھ بھرپور اسلامی اور تاریخی معلومات بھی ملتی ہیں مذکورہ بالاموضوعات میں انہوں نے عمر میں اپنے سے خورد یابزرگ ہم عصروہم سبق ہونے کو نظر انداز کرتے ہوئے بڑے احترام وادب کے ساتھ مراثی اوراستقبالیہ اورسپاس نامہ پر مشتمل اشعار لکھے ہیں حجۃ اللہ البالغۃ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ذکر کیا المعاصرۃ اصل المنافرۃ لیکن جناب موصوف نے اسکونظر انداز کیا ہے یہ ان کی بڑی خصوصیت، وسعت نظراور فراخ دلی ہے

میرے والدمحترم کے انتقال پرایک طویل مدت گذرگئی ضرورت تھی کہ یہ مجموعۂ اشعار بہت پہلے سے شائع ہوتا، لیکن دیرآید درست آید کے پیش نظرعنقریب یہ بنام'' کلیات فضل اللہؒ'' منظرعام پر آئیگا، اسی طرح ان کی دوسری تصنیفات بھی ان شاءاللہ تدریجی طور پر چھپ کرآ ئیں گی جناب موصوف کی یہ کلیات ناظرین کرام کوپسند آئیگی ان شاءاللہ تعالی.

اخیر میں میں تہہ دل سے شکرگزارہوں ان سب حضرات کا جنہوں نے میرے والدمحترم کی تمام تصنیفات (غیرمطبوعہ والی) کو چھپوا کرصفحۂ ہستی میں لانے کے لئے میری حوصلہ افزائی کی ہے،

خصوصی طور پر استاذ گرامی قدر حضرت مولانا محمد سلطان ذوق ندوی، حضرت مولانا قاری الیاس صاحب (نواسۂ شیخ المشائخ حضرت مولانا ضمیر الدین خلیفۂ گنگوہی) جناب مولانا فرقان اللہ صاحب (نائب مہتمم دار المعارف الاسلامیۃ) جناب مولانا حافظ زاہد حسین صاحب ان سب حضرات نے کلیات فضل اللہ کے لئے تقریظیں بھی لکھی ہیں، میں جناب مولانا شفیق الاسلام صاحب کا بھی ممنون احسان ہوں جنہوں نے میرے والدمحترم کی قدیم ڈائری سے تمام اشعار کو کمپیوٹر پرنٹ کا کام انجام دیا ہے اور بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں.

جناب موصوف حضرت مولانا علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ کی مطبوعہ کتابیں:

(۱) ترجمة الشمائل للإمام الترمذی مع التعليقات الهامة بنگلہ میں اسکی پہلی طباعت ۱۹۶۰ء میں ہوئی پھر متعدد دفعہ اسلامیہ لائبریری پریس سے طباعت ہونے کے بعد حکومت بنگلہ دیش کے اسلامک فاونڈیشن کی طرف سے ۲۰۱۶ء میں از سر نو چھپی ہے، اور نسخے ختم ہوجانے سے اسلامک فاونڈیشن بار بار طباعت کا کام انجام دیتا رہا بہت ہی معیاری طرز پر چھپ کر صفحۂ وجود میں آتی رہی.

(۲) ترجمة قصيدة البردة للبوصيری بنگلہ میں اسکا ترجمہ وشرح ۱۹۶۵ء میں پہلی مرتبہ اسلامیہ لائبریری پریس سے چھپی ہے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ ۱۹۷۷ء و ۱۹۹۳ء میں ایک ہی پریس سے چھپی ہے، اور ۲۰۱۸ء میں بنگلہ دیش اسلامک فاونڈیشن نے از سر نو طباعت کا کام انجام دیا اور بار بار چھپ کر آرہی ہے، بہت ہی معیاری طور پر چھپ رہی ہے.

(۳) الدروس الصرفية، دور حاضر کے عربی خواں طلبائے مدارس اسلامیہ کے لئے تین حصوں پر مشتمل قواعد الصرف کی یہ کتاب بہت ہی جامع اور سہل المنال ہے اور جدید ترین اسلوب میں لکھی گئی ہے جیسے حال زمانہ میں البلاغة الواضحہ، اور اردو کی یہ کتاب حکومت کے

مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب تھی، اور اسکی پہلی طباعت اسلامیہ لائبریری پریس سے ۱۳۸۷ھ میں ہوئی ہے، اسکا بنگلہ ترجمہ مکمل ہوگیا ہے اور عربی میں بھی اسکا ترجمہ جاری ہے تا کہ از سرنو مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہو،

(۴) کشف الجلالین ، یہ اردو میں تفسیر الجلالین کی مختصر جامع شرح وحواشی ہے، ۱۹۵۲ء میں پہلی مرتبہ شیخ غلام علی اینڈ سنس کشمیری بازار لاہور سے چھپی ہے.

(۵) شرح ایساغوجی، اردو میں ۱۹۵۲ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنس کشمیری بازار لاہور سے چھپی ہے.

(۶) ترجمہ کتاب گلزار سنت، حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندی، کی مختصر سی یہ کتاب جناب موصوف نے بنگلہ میں ترجمہ کیا، سن طباعت ۱۹۵۲ء تخمینا

(۷) ''آسان اردو تعلیم'' مشرقی پاکستان میں یہ کتاب داخل نصاب تھی

(۸) ''اردو پاک گرامر''، مشرقی پاکستان میں یہ کتاب داخل نصاب تھی

(۹) الإنصاف ، رؤیۃ الھلال کے مسائل کے متعلق بنگلہ میں ایک اہم کتابچہ ہے جو ۱۹۶۱ء میں چھپا ہے، جس میں اندر قلعہ شاہی جامع مسجد کے سابق خطیب اولاد رسول ﷺ حضرت شیخ عبدالکریم المدنیؒ کا مقدمہ بھی ہے، جنہوں نے جامعہ اسلامیہ پٹیہ کے بانی حضرت مولانا مفتی عزیز الحق، کی نماز جنازہ پڑھائی ہے.

(۱۰) یاد محسن

(۱۱) ترجمہ '' شکوہ وجواب شکوہ'' نظم میں یہ دونوں کتابیں چھپی ہیں، لیکن تفصیلات سے ہم واقف نہیں ہیں.

غیر مطبوع کتابیں

(۱)"الـدر البهـي في شرح الجامع للإمام الترمذي" اردو میں ترمذی شریف کی یہ شرح جناب مولانا موصوف تصنیف کرر ہے تھے اس وقت میں چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ کا طالب علم تھا، ۷۷۹۱ء کی بات ہوگی کہ اس سن رسیدہ بزرگ نے بڑے انہماک کے ساتھ بغیر کسی تھکان کے یہ شرح لکھے جارہے تھے اور ہم بچے طلباء بڑی حیرت کے ساتھ دیکھتے تھے، چونکہ مقدمہ بہت طویل ہے شاید انہوں نے یہ مبارک کام اور پہلے سے شروع کیا ہوگا، چونکہ حیات نے یاوری نہیں کی مولانا موصوف کا ۹۷۹۱ء میں انتقال ہو گیا اور مقدمہ سمیت کتاب الصلاۃ تک شرح مکمل کی ہے، اسکو ترتیب و تنقیح کر کے چھاپنے کے لئے تیاری ہورہی ہے.

(۲) الاسلام فی میزان العقل যুক্তির কষ্টি পাথরে ইসলাম اللہ تعالی کے وجود، وحدانیت، اور اسلام کی حقانیت کو مدلل طور پر سمجھنے کے لئے بنگلہ زبان میں یہ ایک اہم دستاویز ہے، جو مولانا موصوف نے آج سے پچاس سال پہلے تصنیف کی تھی، اسکے بہت سارے مقالات جامعہ اسلامیہ پٹیہ سے شائع ہونے والا مجلہ التوحید، میں پروفیسر ڈاکٹر رشید صاحب کی زیرادارت چھپے ہیں، اسکے بہت سے صفحات گم ہونے کے بعد بھی فی الحال ۲۵۰ صفحے باقی ہیں اور کتابی شکل میں چھپانے کیلئے ہم تیاری لے رہے ہیں

(۳) الدرس النحویۃ، "الدرس النحویۃ" کی یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، مولانا موصوف نے یہ کتاب الدروس الصرفیۃ کے طرز پر بڑے سہل اور دلکش اسلوب میں مدارس اسلامیہ کے عربی خواں طلباء کے لئے نحو کے قواعد کو بآسانی سمجھنے کے لئے اردو زبان میں تصنیف کی ہے، اسکا بنگلہ ترجمہ ہوگیا ہے، عربی ترجمہ کے لئے ہم نے کام شروع کیا ہے.

(۴) ''اسلام کا اقتصادی نظام'' مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی کی یہ کتاب خطیب اعظم حضرت مولانا

صدیق احمد صاحب کے التماس پر والدمحترم نے بنگلہ میں ترجمہ کیا تھا، لیکن مسودہ گم ہوگیا ہے.

(۵) قادیانیت، بنگلہ زبان میں مولانا موصوف نے مختصر لیکن جامع یہ کتاب تصنیف کی ہے، جس میں جناب موصوف نے قادیانیوں کے خلاف منہ توڑ اور دندان شکن جواب دیا ہے

(۶) کلیات فضل اللہ اردو فارسی، عربی اور بنگلہ اشعار کا مجموعہ اور دیوان ہے جو چھاپنے کے لے تیار ہے.

(۷) اسکے علاوہ نصاب تعلیم پر ایک کتابچہ اور فرائض وفتاوی کا ایک مجموعہ بھی ہے.

اخیر میں میں تہہ دل سے جناب مولانا مرتضی صاحب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے ''کلیات فضل اللہ'' کی طباعت کیلئے مالی تعاون کیا ہے، کیونکہ جناب موصوف ایک طرف ہمارے والدمحترم کے شاگرد رشید ہیں، دوسری طرف وہ بیت الشرف کے مرحوم پیر صاحب حضرت مولانا شاہ عبدالجبار صاحبؒ کے داماد ہیں، یعنی موصوف مجمع المحاسن ہیں، جزاہ اللہ خیرًا.

وصلی اللہ علیہ محمد وآلہ وسلم

مقدمہ نگار

الدکتور ابوالرضاء محمد نظام الدین الندویؔ

۱۲ ابریل ۲۰۲۰م

پیش گفت

بقلم:۔ عبقری شخصیت حضرت مولانا محمد سلطان ذوق ندوی مدظلہ
مدیر و بانی جامعہ دار المعارف الاسلامیہ، چٹوگرام، بنگلہ دیش

الحمد لله والصلوة والسلام علی سیدنا محمد بن عبد الله وعلی اٰله واصحابه وعلی من والاه۔ امابعد

صاحب کلیات حضرت علامہ مولانا فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں غیر مقسوم بھارت کے جامع الاوصاف اور جامع الکمالات اشخاص میں ان کی منفرد حیثیت تھی، ہزاروں سال میں ایسی جامع اور باکمال شخصیت پیدا ہوتی ہے۔

؎ ہزاروں نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ☆ بڑی مدت سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ صرف دیدہ ور نہیں تھے، بلکہ دیدہ ور بناتے تھے، علوم عربیہ، فقہ و تفسیر اور حدیث میں آپ کا عبور بے مثال تھا، آپ اردو، فارسی کے ایک باکمال شاعر بھی تھے، عربی زبان وادب اور اردو فارسی میں آپکی مہارت پر آپ کی نثریں اور قصائد شاہد ہیں، بنگالی زبان والے ہوکر اہل زبان کی طرح فصیح اور سلیس اردو میں کہنا اور لکھنا واقعی قابل رشک ہے، آپ کا مجموعۂ کلام ''کلیات فضل اللہ'' اگر چھپ کر منظر عام پر آجائے تو قدر دانوں کو آپ کی فطری شاعری اور زبان آوری کا اندازہ ہوگا، لیکن ہمارے وطن میں اہل فضل کی قدردانی کا مزاج بہت کم آدمیوں کے اندر نظر آتا ہے، سچ کہا گیا۔

ع ۔لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشاں چھوڑ کر۔

مجھ جیسے نالائق کو حق نہیں پہنچتا کہ آپ کے کلام پر تبصرہ کروں، یا کچھ تعریفی کلمات لکھوں، کیونکہ حضرت مولانا فضل اللہ صاحب ہمارے اساتذہ سے نہیں تھے لیکن استاذ سے

کم بھی نہ تھے، آپ ہمارے استاذ ومربی قطب زماں حضرت مفتی عزیز الحق صاحب نور اللہ مرقدہ بانی جامعہ اسلامیہ پٹیہ، شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی، مفتی شفیع صاحب معارف القرآن، قاری طیب صاحب رمہتمم دارالعلوم دیوبند، اور مفتی اعظم حضرت مفتی فیض اللہ صاحبؒ ہاٹہزاروی اور حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب رمہتمم دارالعلوم معین الاِسلام ہاٹہزاری وخلیفۂ تھانوی، اور خطیب اعظم حضرت مولانا صدیق احمد صاحبؒ، اور حضرت مولانا عبدالمجید صاحبؒ پیر صاحب گارانگیہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا اطہر علی صاحبؒ بانی نظام اسلام پارٹی کے معاصرین میں سے تھے۔ اور ان سب سے آپ کا دوستانہ تعلق تھا، اور ہمارے اکابر کی نظر میں آپ کی علمی وادبی حیثیت کی بڑی وقعت تھی، پاکستان بننے کے بعد مشرقی پاکستان کے نامور علماء ومحدثین میں شمار ہوتے تھے، اور سقوط پاکستان کے بعد بنگلہ دیش کی ان معدودے چند شخصیتوں میں آپ کا نام آتا تھا جو انگلیوں میں گنے جاتے ہیں، آپ کی علمی مہارت اور انتظامی صلاحیت کا حال ان خوش نصیب علماء وفضلاء کو معلوم ہوگا جن کو آپ کے سامنے زانوے تلمّذ تہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی:۔

إذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلث : صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له ،بمصداق آپ دنیا سے جاتے ہوئے علم نافع کا سلسلہ بھی جاری کر گئے اور یہ اولاد بھی اہل علم وفضل ہونے کی وجہ سے علم ينتفع به اور ولد صالح يدعوله دونوں کے مصداق ہیں، خاص کر کے اس دیوان کے مرتب وناشر عزیز گرامی قدر مولانا ابورضا محمد نظام الدین ندوی کہ موصوف اپنے والد کی ایک علمی یادگار ہیں، درس وتدریس اور تصنیف کیذریعہ علمی خدمات انجام دیکر اپنے والد کا نمونہ بن کے

رہے، جامعہ اسلامیہ پٹیہ میں طالب علمی کے زمانہ میں اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے، پھر دنیائے اسلام کی معروف ترین اسلامی یونیورسٹی ندوۃ العلماء سے امتیاز کے ساتھ ڈگری لی، ندوی برادری میں ایسا عالم کم ہوگا جو ابورضا ندوی کو جانتا نہیں۔ حال ہی میں لکھنو یونورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرکے تعلیم وتعلم کے آخری زینہ پر قدم رکھا اور فی الحال وہ گذشتہ سن ۲۰۱۴ء کے ۵ جنوری میں منعقد بنگلہ دیش کے عمومی انتخابات میں کامیاب ہوکر ممبر اَف پارلیمنٹ منتخب ہوئے اور بنگلہ دیش کی حکومت نے ان کو اسلامک فاونڈیشن کے گورنر اور اسلامی عربی یونیورسٹی کے سنڈیکٹ کے ممبر مقرر کیا، عزیزم مولوی محمد حسام الدین کو بھی اللہ تعالی نے تیزی سے ترقی کے منازل طے کرنے کا حوصلہ بخشا، اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی سوانح عمری پر رسالہ لکھکر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، میرا خیال کہ ان کے حق میں اپنے والد بزرگوار کی دعائیں کام کرگئیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ☆ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالی صاحب کلیات کی تمام نیکیوں کو قبول کرکے ان کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور مرتب کلیات مولانا ابورضا صاحب کو اور بھی علمی وادبی اور رفاہی کاموں کی توفیق بخشے۔ آمین

وصلى الله على سيدنا محمد وآله وبارك وسلم

کتبہ: محمد سلطان ذوق ندوی

تاریخ: ۲۱/۶/۱۴۳۳ھ

تقريظ

فضيلة الشيخ العلامة المفتي عبد الحليم البخاري

رئيس الجامعة الإسلامية فتية شيتاغونغ، بنغلاديش

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد بن عبد الله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

أما بعد،

فإنه يطيب لي وأتشرف بكتابة كلمات عن العلامة الشاعر الشيخ فضل الله – رحمه الله وجعل الجنة مثواه-الذي يعتبر في طليعة الأفذاذ والعباقرة الذين أنجبتهم هذه البلاد و رزقهم الله مواهب إبداعية، وبقيت لهم قدم صدق في خدمة الكتاب والسنة والفقه وأصولها وغيرها من فروع العلوم الشرعية، وقد فاق أقرانه في ممارسة الأدب وقرض الأشعار إذ كان معروفا بموهبته الأدبية وارتجاله الأشعار والقصائد، فكأنه يصدق عليه قول الشاعر:

فتى جمع الصفات الغر فيه وكان له تواضعه نقابا

وكما أنه قد ترك إرثا علميا ضخما جديرا بالانتفاع به، فكذلك ترك ابنا رشيدا نبيها حريا بأن يكون خير خلف لخير سلف، وها هو ذا ابنه البار الموهوب عزيزنا الأستاذ الدكتور أبو الرضاء محمد نظام الدين الندوي (عضو البرلمان الوطني) الذي أصبح معروفا باسمه وشهيرا بخدماته العلمية والاجتماعية ومساهمته في سياسة البلاد، قد قام بجمع أشعاره وقصائده، ورتبها في ديوان جميل أنيق سماه : كليات فضل الله".

وأنا أعتقد أن هذا الديوان سيكون -قبل كل شيئ - حفظا لتراث علمي يشهد بفضل مؤلفه ويجد فيه الشعب البنغلاديشي مفخرة، ثم يكون إضافة قيمة إلى المكتبة الأدبية والشعرية ، ويستفيد منها العلماء والأدباء والشعراء وأصحاب الذوق والعاطفة.

أسأل الله المولى القدير الفردوس الأعلى لصاحب "الكليات" و التوفيق والسداد لجامعه والقبول لهذا العمل الإبداعي.

وصلى الله على نبينا محمد بن عبد الله، وعلى آله وصحبه أجمعين.

علامہ فضل اللہؒ کے حالات زندگی پر کچھ باتیں

قاری مولانا محمد الیاس
سابق استاذ حدیث وفنون جامعہ اسلامیہ پٹیہ، وحال استاذ حدیث وتفسیر دار المعارف الإسلامیہ، چٹوگرام.
نواسۂ شیخ المشائخ حضرت مولانا ضمیر الدینؒ، خلیفۂ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ.

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

میری بہت ساری بدقسمتیوں کے سلسلے کی ایک پرحسرت کڑی یہ بھی ہے کہ اپنی زندگی کے ایک نابغۃ الایام صاحب کمال کو پانیکے باوجود میں بوجہ صغرسنّی انکی حسی اورعینی زیارت سے محروم رہا، تاہم علی سبیل الاستقراء ودأب الکبار والمشائخ اسباب علم کا انحصار جن تین امور میں مسلم ہے انمیں خبر صادق کونمبر دوم کا رتبہ حاصل ہے بناءعلیہ دو چار جملے پیش کرنے پر ہمت باندہ رہاہوں-وما توفیقی الا باللہ.

انکے اوصاف وکمالات اور محاسن ومحامد اور مدائح ومناقب اتنی کثرت سے سننے میں آئے ہیں جو حد تواتر کو پہونچے ہوئے ہیں- اگرچہ میں اپنے عنفوان شباب ہی سے اس عظیم شخصیت کا نام مبارک سنتا رہا، لیکن میں تفصیلی حالات ومعلومات سے بالکل بے خبر تھا لائق

وباکمال صاحبزادہ عزیزم مولوی ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی سلمہ ربہ کی وساطت سے جو تھوڑی بہت تفصیل معلوم ہوئی اس سے مجھے علی سبیل الارتجال یہ اندازہ حاصل ہوا کہ حضرت مرحوم کا وجود باجوداسی مٹی میں نہیں بلکہ ہندوپاک کی سرزمین ہی میں اگر آپ خلقت پذیر ہوتے تو پھر عالم اسلامی میں جن حضرات کواسلام کی خدمات جلیلہ کے احترام واعتراف کے ماتحت تمغات خدمات مل چکے ہیں ان حضرات کی صف سے آپکی ذات بابرکات ایک انچ بھی پیچھے رہ جانا ناقابل تصور ہوتا۔اس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یادآ گیا، اختصارًا پیش کررہاہوں۔دارالعلوم دیوبند کے شیخ الفنون صدرالمدرسین امام العقلاءوالحکماء العلامۃ المحقق المدقق مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر چاٹگام کے دوران جب 'الجامعۃ الاِسلامیہ الضمیریہ' کوتشریف لے گئے تھےتو آپ نے سلسلۂ گفتگو کے ایک مرحلہ پر قطب زمان العلامۃ حضرت مولانا مفتی عزیزالحق صاحبؒ وغیرہم کوخطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دارالعلوم معین الاِسلام ہاٹہزاری کے بانی اکبرواول سرپرست حضرت قطب العالم فقیہ النفس العلامۃ مولانا السید ضمیرالدین احمد رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ، خاص حضرت فقیہ الدنیا قطب الاقطاب العلامۃ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) کی برگزیدہ ذات بنگال میں نہیں بلکہ اگر سرزمین ہند میں پیدا ہوتی تو ہندوستان وبیرون ہندوستان کے اکابر اولیاء بھی آپکے رعب وجلال اور آپکی عظمت وہیبت کی تاب نہ لاسکتے، اور وہ حضرات بجائے قرب دُور دُور رہنے میں عافیت سمجھتے، پھر فرمایا کہ بنگال کی رطوبت ہی نے انکودبائے رکھاتھااورانہیں مستورومضمر کردیا(تذکرۂ ضمیرص ۸)

بہرحال! حضرت العلامۃ مولانا فضل اللہ صاحبؒ کے فضائل وکمالات کی تھوڑی سی تفصیل سنکر مجھے یہ واقعہ تازہ ہوکر سامنے آ کھڑا ہوگیا، مولانا مرحوم کی منقبت کے باب میں آپکے اسم مبارک ہی جامع ومکمل تعبیر ہے ﴿وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم﴾ صدق اللہ العظیم.

ہمیں اللہ رب العالمین کے حضور میں مرحوم ومغفور کی ترقی درجات کی دعا والتجاء کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی پیش کرنی چاہئے کہ جن کمالات ومحاسن کولیکر یہ حضرات مبعوث ہوئے تھے اور پھر ہمارے گمان غالب کے مطابق جن اوصاف وفضائل کے ساتھ یہ حضرات اللہ تعالے کے ہاں جاپہونچے ہیں واصل بحق ہوگئے ہیں ﴿فی مقعد صدق عند مليك مقتدر﴾ ہمیں بھی اللہ تعالی اپنے رحم وکرم کے صدقے ایسی ہی بلند وبالا توفیق عنایت فرمائے، آمین یارب العالمین. ؎ شاہا اے چہ عجب گر بنوازند گدارا-

برحمتک یاارحم الراحمین.

فقط: بڑی عجلت میں یہ چند حروف گھیٹ دئے گئے "فخذ ما صفا ودع ماکدر"

نوٹ: حضرت موصوف مرحوم کیطرف منسوب باقیات صالحات کو جو بصورت تصانیف ومخطوطات موجود ہیں برائے رفاہ عام جمیع قدردان اصحاب کمال تک پہنچادینے کی سعی بلیغ ضروری سمجھتا ہوں ﴿وماعلینا الا البلاغ المبین﴾.

مرثیہ

ناظم اعلیٰ حضرت علامہ فضل اللہ صاحبؒ

(تاریخ وفات: ۴/۳/۹۷م بروز یکشنبہ بعد نماز فجر

از حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ، پیر صاحب بیت الشرف، چاٹگرام.

ناظم اعلی یکایک سبکو نالاں چھوڑکر — چلگئے سوئے جناں اعیان واخواں چھوڑکر
جامع معقول ومنقول وامام العصر تھے — ہائے زیر خاک ہے وہ درس قرآں چھوڑکر
شاعر فطری فرید الدہر عالی حوصلہ — تھے قلمراں بے فکر سبکو پریشاں چھوڑکر
صحنِ سیرت، بزم سیرت ہے سدا اب نوحہ گر — ناظم سیرت کہاں اب دردِ پنہاں چھوڑکر
خوش بیاں تھے خوشنوا حُسنِ ادا تھی انکی شان — نیک فطرت نیک سیرت لاکھوں احساں چھوڑکر
تھا انہیں حاصل کمالینِ حسب عزّ وشرف — یہ خدا دادی عنایت کے گلستاں چھوڑکر
فصل گل آخر ہوئی موسم خزاں کا آگیا — اٹھگیا مالی چمن سے عند لیباں چھوڑکر
چشم تر سینہ تپش میں زخم دل داغ جگر — مدرسہ دشت وجبل میں آہ سوزاں چھوڑکر
طالبان وعالمان وحامیان مدرسہ — کو رُلا کے انگلیاں حسرت بدنداں چھوڑکر
اولیائے عصر سب ماتم کُناں ہیں یک بیک — شاہ صاحب ہوگئے مجنون ساماں چھوڑکر
خواب میں اظہار کرکے سرّ مخفی کو وہاں — مولانا مظہر کو لایا گل بداماں چھوڑکر
آپ کا چہرہ بنا انوار سے بدر منیر — شوق وصل کبریا شمع شبستاں چھوڑکر
مدرسہ کی حاضری جلسہ ظفر آباد میں — آگئے پیک اجل شادو خراماں چھوڑکر
سرزمینِ ساتکانی میں بہت موتی گراں — لعل تاباں جوہر وسونا ہزاراں چھوڑکر
خاک باغ وگلشن شاہِ چنوتی مدرسہ — کے در و دیوار سب کو خون افشاں چھوڑکر

گلہائے عقیدت

برحالات، مقالات، خطبات

ناظم اعلیٰ مرحوم علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہؒ صاحب

جامع الصفات، حسب دعوت وحرکت محبی مولانا ابوالرضاء ندوی، خلف الرشید استاد مرحوم

و باشارۂ فائقہ مکرمی ڈکٹر مولانا شبیر احمد

فضل حق، لطف الٰہی بیگماں　　ناظم اعلیٰؒ چنوتی مہرباں
ظلّ یزداں، حلّ عقدہ مغلقاں　　ناصر ہر بیکساں پیر وجواں
لوذعی جامع بھی ماہر فنون　　المعی حافظ، لُغاتِ بیکراں
انجمن بس موجزن آن نعرہ زن　　ہمّت ہر پست وناکس ناتواں
لُمعۂ شمعِ دِراست روز وشب　　نیّر بُرج ہدایت ضوء فشاں
لہجۂ خطبات شیریں پُر بلیغ　　صیقل ہر رنگِ دل ظُلمت نشاں
ہیبتِ رُستم جلال ورعب تام　　بر عوام وخاص چوں شیرِ زماں
جابجا جاری سبق اندر طبق　　تادم آخر مثلِ سیل رواں
ناظم وناشر بروں از حد تمام　　شاعر فطری، نرم گو خوش بیاں
حُجۃ السّلف وبراہین قاطعہ　　جوہر تاباں، مناظر ہمعناں

قطب دیں یک خوشہ چیں بے دست وپا
ناعلِ حق، خاکپائے عاشقاں

بمورخہ ۲۲/۴/۲۰۰۱م بروز یکشنبہ تحریر کردہ شد

অভিমত

আবদুল মালেক হালিম আল আনসারী

খাদেম আল জামেয়াতুল আরাবিয়া বালক-বালিকা
হাইলধর, আনোয়ারা, চট্টগ্রাম।

بسم الله والحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

আল্লামা মাওলানা আবুল বারাকাত মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ (র:) ছিলেন বাংলাদেশের একজন ক্ষণজন্মা আলিম, সাহিত্যিক ও ইসলামি বুদ্ধিজীবী। ইলমে দ্বীনের বিভিন্ন শাখায় তাঁর ছিল অসামান্য প্রতিভা ও দক্ষতা। আমার জীবনের সৌভাগ্য যে, আমি তাঁর শিষ্যত্ব গ্রহণ করতে পেরেছি। গত ২১/জিলহজ্ব/১৪৪১হি: ১১/আগস্ট/২০২০খৃ: আল্লামা মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ'র كليات فضل الله এর পান্ডুলিপি আমার দেখার সুযোগ হয়। সত্যিই তাঁর কাব্য ও সাহিত্য প্রতিভার প্রতি আমার সুধারণা পূর্ব থেকে প্রবল ছিলো। তবে তা ছিলো ইসলামি সাহিত্যের 'নছর' তথা গদ্যের ব্যাপারে। কিন্তু "কুল্লিয়াতে ফজলুল্লাহ" অধ্যয়নের পর উর্দু ও ফার্সি ভাষায় তাঁর উচ্চাঙ্গের কাব্য প্রতিভা দেখে আমি অত্যন্ত অভিভূত হয়েছি।

হযরতে মরহুমের জীবদ্দশায় উচ্চতর বাংলা সাহিত্য শিখার জন্য খতীবে আজম আল্লামা ছিদ্দীক আহমদ র: আমাকে পটিয়া জামিয়া জমিরিয়া থেকে চুনতি হাকিমিয়ায় আল্লামা ফজলুল্লাহ র: এর নিকট পাঠিয়েছিলেন। আমি কিছু দিন বাংলা শেখার ব্যাপারে তাঁর সামনে 'যানুয়ে তালাম্মুয' অর্থাৎ সাধারণ ছাত্র হিসাবে নিজেকে সপে দিয়েছিলাম। প্রথমত: হযরতের ইলমি গভীরতার ব্যাপারে মুফতি আজিজুল হক র: সহ দেশের অধিকাংশ আলেমে দ্বীনের ঐক্যমত; দ্বিতীয়ত শিষ্যত্ব গ্রহণের পর তাঁর কর্মপদ্ধতি বিশেষ করে ইলম ও ইসলামি খেদমতে তাঁর কর্মপ্রচেষ্টা আমার দিব্য চক্ষে অবলোকন করত: সর্বদা তাঁর সান্নিধ্য লাভে সচেষ্ট হই। বাংলা সাহিত্যে পদার্পণে আমার উপর তাঁর স্নেহপূর্ণ ও আন্তরিক অবদানের কারণে তাঁকে আমার একজন পূর্ণ উস্তায হিসেবে আজীবন হৃদয়ের মনিকোঠায় স্থান দিয়ে থাকি।

আল্লামা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ'র ''কুল্লিয়াতে ফজলুল্লাহ'' পড়ে তাঁর সমসাময়িক আলিম, কবি, সাহিত্যিক পটিয়ার মুফতি আজিজুল হক রঃ এবং হাটহাজারীর মুফতি আযম মুফতি ফয়জুল্লাহ রঃ এর উর্দু ও ফার্সি কাব্য প্রতিভার কথা স্মরণ পড়ে।

আল্লামা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ রঃ এর ইলমি, ফিকরী মানসিকতা ও কাব্য প্রতিভা দেখে পটিয়ার মুফতি আজিজুল হক রঃ তাঁকে জামেয়া ইসলামিয়া পটিয়ায় খেদমতে নিয়োগ দেয়ার জন্য বহুবার চেষ্টা করেছেন। কিন্তু তাঁকে চুনতি হাকিমিয়া মাদ্রাসা থেকে আনা সম্ভব হয়নি। আমাদের পটিয়া জামিয়া ইসলামিয়ার বিভিন্ন সমাবেশে মুফতি আজিজুল হক রঃ তাঁর জ্ঞান গরিমা, ইলম, আমল ও তাকওয়ার ব্যাপারে সবসময় বলতেন।

প্রসঙ্গক্রমে একটি ঘটনা এখানে উল্লেখযোগ্য। একদিন আল্লামা ফজলুল্লাহ রঃ তাঁর সাথে সাতকানিয়ার মাওলানা মাহমুদুল হক খতিবী (ইমাম ও খতীব, তিনপুল জামে মসজিদ) কে নিয়ে পটিয়া জমিরিয়ায় তাশরীফ আনলেন, তখন আমি সহ বহু ছাত্র পটিয়ার দপ্তরে মুহাসাবায় তাঁকে দেখতে গেলাম এবং পটিয়ার মুফতি আজিজুল হক ও হাজী ইউনুচ সাহেব রঃ এর সাথে তাঁকে দেখে অবাক হয়েছিলাম। কারণ ইতিপূর্বে তাঁর ব্যাপারে পটিয়ার বহু বড় বড় আলিমের মুখ থেকে বিভিন্ন প্রশংসামূলক মন্তব্য শুনে তাঁকে দেখার অধীর আগ্রহ মনে লালন করে আসছিলাম। পরবর্তীতে সে দিন বিদায় বেলায় আমি সহ সকল ছাত্রদেরকে উদ্দেশ্য করে পটিয়ার মুফতি আজিজুল হক রঃ বলেছিলেন, ''আমি আল্লামা ফজলুল্লাহকে হাতে ধরেছি, তোমরা পায়ে ধরে দেখো উনাকে পটিয়ায় আনা যায় কিনা। যাঁর শামায়িলে তিরমিযীর অনুবাদ তোমরা পড়তেছ, এই আল্লামা ফজলুল্লাহই এর সফল অনুবাদক''। এবং আমাদের সামনে পটিয়ার মুফতি আজিজুল হক রঃ আল্লামা ফজলুল্লাহকে ''যুক্তির কষ্টি পাথরে ইসলাম'' নামে একটি গ্রন্থ রচনার অনুরোধ করেন।

আমি আল্লামা ফজলুল্লাহর নির্দেশে ষাট এর দশকে ''ভ্রান্ত মতবাদ'' যে বইটি লিখেছিলাম, সে বইয়ে আল্লামা ফজলুল্লাহ রঃ যাকাত সম্পর্কে একটি প্রবন্ধ লিখেছিলেন।

পরবর্তীতে সে বইটি হাতে পেয়ে প্রিন্সিপাল এ এ রেজাউল করিম চৌধুরী যাকাত প্রবন্ধটি পড়ে আমাকে জিজ্ঞেস করলেন, ভ্রাতুষ্পুত্র বলো দেখিঃ এ প্রবন্ধটির প্রকৃত লেখক কে? আমি হাঁসি দিয়ে বললাম আপনিই বলেন, তখন তিনি বললেন এটা নিশ্চয় আল্লামা ফজলুল্লাহ সাহেব লিখেছেন! প্রিন্সিপাল এ এ রেজাউল করিম চৌধুরীর

এই মন্তব্য থেকে প্রতীয়মান হয় একাধিক ভাষায় আল্লামা ফজলুল্লাহ'র সাহিত্য প্রতিভা কতো গভীর ও উচ্চাঙ্গের ছিলো।

الشئى بالشئى يذكر হিসেবে হযরত আল্লামা ফজলুল্লাহর র: علمی تبحر (জ্ঞানগত গভীরতা), কবিতায় তাঁর আকর্ষণ ও নিয়াবতে রাসুলুল্লাহর দায়িত্ব আদায়ে আমি অধম তাঁর যা যোগ্যতা ও প্রতিভা স্বচক্ষে দেখেছি এবং দিব্য চক্ষে অবলোকন করেছি তাতে আমি মনে করি, তাঁর সমসাময়িক যুগে তিনি ছিলেন একজন অসাধারণ প্রতিভা সম্পন্ন আলিম ও উর্দু ফার্সি কাব্য সাহিত্যের দ্বীপ্তিমান ব্যক্তিত্ব এবং প্রকৃত নায়েবে রাসুল। হাকীমুল উম্মত হযরত আশরাফ আলী থানভী র: এর সোহবত লাভ করায় আল্লামা ফজলুল্লাহ উর্দু ও ফার্সি কবিতায় ইলমে তাসাউফ ও তাজকিয়ায়ে নফসের ঝলক উদ্ভাসিত হয়।

হযরতের জীবনী ও কাব্য প্রতিভার নানা দিক সম্পর্কে আরো অধিক আলোকপাত করার ইচ্ছে ছিলো কিন্তু আমার নানাবিধ শারীরিক দুর্বলতার কারণে তা সম্ভবপর হয়নি। মহান আল্লাহর দরবারে আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ. এর ' کلیات فضل اللہ ' এর বহুল প্রচার প্রসার কামনা করি এবং তাঁর সুযোগ্য সন্তান প্রফেসর ড. মাওলানা আবু রেজা মুহাম্মদ নেজামুদ্দিন নদভী এমপি কে মূল্যবান কাব্য সমাহারের এ গ্রন্থটির ১টি কপি আমার কাছে পাঠানোর অনুরোধ রাখলাম।

পরিশেষে আমি দোয়া করি তাঁর এ সুযোগ্য সন্তান "আল্লামা ফজলুল্লাহ ফাউন্ডেশন" নামে যে প্রতিষ্ঠানের মাধ্যমে আমাদের দেশে শত শত মসজিদ প্রতিষ্ঠার মত যে দ্বীনি খেদমত আঞ্জাম দিয়ে আসছেন তা الدال على الخير كفاعله হিসেবে আল্লাহ তায়ালা তাঁর পিতা আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ. কেও তার প্রতিদান দান করুন। আমিন।

انمول تحفہ

برصغیر کے عبقری عالم دین، بنگال کے مایۂ ناز فرزند، عالی دماغ کاتب وشاعر ومفکر اسلام
حضرۃ العلامۃ مولانا فضل اللہ رحمہ اللہ کا مجموعۂ کلام منظومہ "کلیات فضل اللہ" کی طباعت واشاعت پر

اظہار تأثر

بقلم: محمد فرقان اللہ خلیل: نائب مہتمم واستاذ حدیث وادب جامعہ دار المعارف الاسلامیہ، چاٹگرام، بنگلہ دیش

جوش میں آئی یکا یک رحمت پروردگار
دیکھئے اجڑا ہوا گلشن میں آئی ہے بہار !

مدتوں سے چل رہی بنگال میں اردو کشی
ہوگئے نا بود جس سے آہ سو سو لالہ زار !

مقتل اردو ہی سے آواز آئی آج واہ
چہرۂ زیبائے اردو ہو رہا ہے آشکار !

خوشیوں کی لہر دوڑی عاشقوں کی جان میں
مدتوں کے بعد جب آنے کو ہے وہ دل فگار

کلیات فضلؔ ہے انمول تحفہ دوستو !
اہل دانش کیلئے اردو ادب کا یا دگار
فاضل دوران فضل اللہ اک عالی دماغ
ماہر علم شریعت ، شاعر والا تبار
علم تفسیر و حدیث و منطق و حکمت سبھی
بے گماں شعر و ادب کا ایک تیز روشہ سوار
زندگی گزری ہے بس تدریس میں تصنیف میں
یا نفاذ دین کی تحریک میں لیل ونہار
مستدل تحریر ہے ہر بات ہے حکمت بھری
قیمتی ہر شعر ان کا ہے غزل ہے خوش گوار
ان کی تالیفات میں ہیں مختلف علمی کتب
اور ہیں فکری مقالات و قصائد بے شمار
شرح وتحلیل فنون کی بھی کتابیں ہیں بہت
پھر یہ شرح ترمذی ہے ان کا زندہ شاہکار
تادم اخر چنوتی کی رہے روح رواں
ناظم اعلی رتب شیخ الحدیث باوقار

با اثر مخلص معلم حاوی ہر علم و فن
درس معیاری بہت ہر دل عزیز و بے غبار

ان کے جو قابل تلامیذ آج ہیں پہلے ہوئے
دیس میں پر دیس میں چوٹی پہ ہے ان کا شمار

آفریں ہے بو رضا ندوی کو جو ان کا سپوت
فائق الاقران دانشور نجیب کام گار

خیر خواہ قوم و ملت عالمی اک شخصیت
وہ وطن کے بے گماں سامان عز وافتخار

کلیات فضل جیسی ساری تالیفات کی
کاوش پیہم سے ان کی ہو اشاعت بار بار

تو جزائے خیر دے کاتب کو ناشر کو خدا
یہ رجا فرقان کی ہے اے مرے پروردگار

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہ بانی کرے

(اقبال)

অভিমত

মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহর অতুলনীয় কাব্য প্রতিভা

প্রফেসর ড. মুহাম্মদ আহসান উল্লাহ (আহসান সাইয়েদ)
উপাচার্য, ইসলামি আরবি বিশ্ববিদ্যালয়, ঢাকা।

চট্টগ্রাম তথা দেশ-বরেণ্য আলিম, শায়খুল হাদিস, শায়খুত তাফসীর, আরবি ভাষা ও ব্যাকরণশাস্ত্রের পন্ডিত ও খ্যাতনামা কবি মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ আমার পরম শ্রদ্ধাভাজন প্রিয় শিক্ষকদের অন্যতম। আমি ১৯৭২-১৯৭৭ সালে চট্টগ্রামের লোহাগাড়া থানাধীন ঐতিহ্যবাহী চুনতি হাকিমিয়া আলিয়া মাদ্‌রাসায় তাঁর ছাত্র ছিলাম। হুযুরের অগাধ জ্ঞান, ছাত্রদের প্রতি অপরিসীম স্নেহ এবং গল্পকথার মাধ্যমে ক্লাসে পাঠদান ইত্যাদি আমাকে মুগ্ধ করতো। হুযুর মাদ্‌রাসার হোস্টেলের শিক্ষকদের জন্য নির্ধারিত একটি কক্ষে থাকতেন। হুযুরের সাহচর্য লাভ, উপদেশ গ্রহণ ও দোয়া নেয়ার উদ্দেশ্যে আমি মাঝে-মাঝে তাঁর নিকট উপস্থিত হতাম। হুযুর কোন কাজ করে দিতে বললে আমি অত্যন্ত আগ্রহের সাথে তা করতাম। কোন একসময় দেখতাম হুযুরের কবিতার খাতা। দু'একটি কবিতা হুযুর পড়তেন, আমি শুনতাম। আবার কখনও বলতেন: নাও, এটা সুন্দর করে পড়ো। আমি কিছুটা ভয়ে ভয়ে হুযুরের ডাইরি হাতে নিয়ে পড়তাম। পড়তে গিয়ে আমার হাত কাঁপতো, কারণ ওই কবিতাগুলো নিরেট উর্দুতে রচিত নয়। উচ্চাঙ্গের ফারসি ও আরবি শব্দমালা উর্দূর সাথে মিশিয়ে লেখা। তৎক্ষণাৎ কবিতার পাঠোদ্ধার করতে পারতাম না বলে উচ্চারণে মাঝেমধ্যে ভুল হয়ে যেতো। উপলব্ধি করতে পারতাম: আমি ইতোপূর্বে যদিও বিভিন্ন লেখকের প্রচুর উর্দু কবিতা পড়েছি তথাপি হুযুরের এ কাব্যের মুলভাব অনুধাবন করা সহজ নয়। তখনই আমার ধারণা হয়- এই আম-কাঁঠাল, লিচু বাগান, সারি সারি গর্জন গাছ পরিবেষ্টিত পাহাড়ী উপত্যকায়

অবস্থিত নেহায়েত গ্রাম্য প্রতিষ্ঠান চুনতি মাদ্‌রাসায় এই হুযুরের অবস্থান হলেও ইনি কিন্তু সাধারণ ব্যক্তি নন। এরপর থেকে আমি হুযুরের ভক্ত হয়ে যাই।

১৭৮০ সালে বড় লাট স্যার ওয়ারেন হেস্টিংস কর্তৃক কলকাতা আলিয়া মাদরাসার গোড়াপত্তনের পর মুসলমানদের ইসলামি জ্ঞানচর্চার দ্বার উন্মুক্ত হয়। ১৮৬৬ সালে ভারতের সাহারানপুর জেলার দেওবন্দে প্রখ্যাত আলিম ও শিক্ষাবিদ মাওলানা কাসেম নানুতাবীর নেতৃত্বে 'দারুল উলূম দেওবন্দ মাদরাসা' প্রতিষ্ঠিত হওয়ার পর থেকে মুসলমানগণ নব উদ্যমে ইসলামি শিক্ষা-সংস্কৃতিচর্চায় এগিয়ে আসে।

দারুল উলূম দেওবন্দের আদর্শ ও শিক্ষাপদ্ধতির আলোকে ১৯০১ সালে চট্টগ্রামের হাটহাজারীতে প্রতিষ্ঠিত হয় 'দারুল উলূম মুঈনুল ইসলাম হাটহাজারী'। এভাবে মুসলিম সমাজ ক্রমশ: ইসলামি শিক্ষার আলোকে আলোকিত হতে থাকে। এমনি এক পরিবেশে চট্টগ্রামের সাতকানিয়ায় আবির্ভূত হন বিখ্যাত আলিম, গবেষক ও স্বভাব-কবি মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ। (১৮৯৮-১৯৭৯) তিনি চট্টগ্রামের সাতকানিয়া থানাধীন বাবুনগর গ্রামে সম্ভ্রান্ত আলিম-পরিবারে জন্মগ্রহণ করেন। তাঁর পিতা মাওলানা নুরুল হুদা রহ. ছিলেন জ্ঞানী-গুণী আলিম এবং মাওলানা রশিদ আহমদ গাঙ্গুহীর রহ. প্রিয়ভাজন ছাত্র। মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহর পুত্র প্রফেসর ড. মাওলানা আবু রেজা মুহাম্মদ নেজামুদ্দিন নদভী একজন উঁচু স্তরের আরবি ভাষাবিদ, বরেণ্য ইসলামি শিক্ষাবিদ এবং সুবক্তা। একই সাথে তিনি জাতীয় সংসদ সদস্য।

মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ সেকালের প্রসিদ্ধ মাদ্‌রাসা চট্টগ্রাম শহরে অবস্থিত 'মুহসিনিয়া মাদ্‌রাসা (বর্তমানে সরকারী হাজী মুহাম্মদ মহসিন কলেজ)' ও ভারতের বিখ্যাত মাদ্‌রাসা মাযাহের-এ-উলূম সাহারানপুরে লেখাপড়া করেন। পরবর্তীকালে তিনি ভারতের থানাভবন গমন করে মাওলানা আশরাফ আলী থানবীর নিকট শিক্ষা ও আধ্যাত্মিক দীক্ষা গ্রহণ করেন।

মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ ১৯২৩-১৯৪৫ সাল পর্যন্ত কলকাতার আকড়া কুদসিয়া মাদ্‌রাসায় হেড মাওলানা, শায়খুল হাদিস ও অধ্যক্ষ হিসেবে শিক্ষকতা করেন। তিনি চট্টগ্রামের চুনতি হাকিমিয়া আলিয়া মাদ্‌রাসায়ও "নাযিমে আ'লা " পদে আমৃত্যু দায়িত্ব পালন করেন। সে সময় দেশে রাজনৈতিক অস্থিরতা বিরাজমান ছিল। একই সাথে শিরক, বিদআত ও নানা ধরনের কুসংস্কারে মুসলমানদের ধর্মীয় জীবন ভরে গিয়েছিল। এমনি এক পরিবেশে মাওলানা ফজলুল্লাহ ইসলামি শিক্ষার প্রচার ও প্রসারের মাধ্যমে মুসলমানদের আত্মোপলব্ধি

সৃষ্টি ও সমাজ-সংশোধনে এগিয়ে আসেন। তিনি মানুষকে ইসলামের উদারতা, অসাম্প্রদায়িক চেতনা ও ধর্মীয় শিক্ষা-সংস্কৃতির প্রতি উদ্বুদ্ধ করেন। তিনি মাদ্রাসার পাঠ্যতালিকাভুক্ত সকল প্রকার গ্রন্থে ব্যুৎপত্তি ও দক্ষতার অধিকারী ছিলেন। অধিকন্তু ইসলামের বিভিন্ন বিষয়ে অগাধ জ্ঞান রাখতেন। তাঁর সমকালে বাংলাদেশে বরেণ্য আলিমের অভাব ছিলো না। এতদসত্ত্বেও স্বীয় যোগ্যতা ও প্রতিভার কারণে তিনি সকলের মাঝে অনন্য মর্যাদার অধিকারী ছিলেন। সে সময়কার চট্টগ্রামের অন্যান্য খ্যাতনামা আলিম এবং পীর মশায়িখগণও তাঁর শিক্ষা ও লেখনী দ্বারা প্রভাবিত হতেন। প্রসিদ্ধ পীরদের মধ্যে চট্টগ্রাম শহরের বায়তুশ শরফের পীর সাহেব মাওলানা মীর মুহাম্মদ আখতার (১৯০৮-১৯৭১ খ্রি.) তাঁকে যথেষ্ট গুরুত্ব দিয়ে কথা বলতেন। তৎপরবর্তী বায়তুশ শরফের পীর খ্যাতনামা আলিম মাওলানা মুহাম্মদ আবদুল জব্বার (১৯৩৩-১৯৯৮ খ্রি.) তাঁকে খুবই ভক্তি করতেন এবং ধর্মীয় ও সামাজিক বিষয়ে কর্মসূচী প্রণয়নে তাঁর পরামর্শ ও নির্দেশনা গ্রহণ করতেন। বায়তুশ শরফের পীর সাহেব বাহরুল উলূম মাওলানা মুহাম্মদ কুতুব উদ্দিন তাঁর গুণমুগ্ধ ছাত্র ছিলেন। এক আলাপে পীর সাহেব আমাকে বলেন, হুযুর মাওলানা ফজলুল্লাহ সাহেবের জ্ঞান-প্রতিভা অতুলনীয়। তাঁর সমকক্ষ আলিম বিরল। তাঁর পাঠদান-পদ্ধতি ও উপস্থাপনা-শৈলী খুবই সুন্দর।

মাওলানা ফজলুল্লাহর খ্যাতি শিক্ষাবিদ হিসেবে যেমন, তেমনি সুলেখক ও কবি হিসেবে তাঁর উজ্জ্বল খ্যাতি রয়েছে। তাঁর রচনাসমূহের আবেদন অদ্যাবধি অম্লান। 'শামায়িলে তিরমিযী' (অনুবাদ গ্রন্থ), 'কাশফুল জালালাইন' (তাফসীর জালালাইন শরীফের উর্দু ব্যাখ্যাগ্রন্থ), 'আদ-দুরুসুস সরফিয়্যাহ', 'আদ-দুরুসুন নাহবিয়্যাহ', 'বঙ্গানুবাদ কসীদাতুল বুরদা', 'বঙ্গানুবাদ গুলজারে সুন্নাত, শরহে ঈসাগুজী', 'আসান উর্দু তালিম', 'উর্দু কায়েদা', আদ-দুররুল বাহিয়্যু ফী শারহিল জামে লিল ইমাম আত-তিরমিযী', (উর্দু পাণ্ডুলিপি) 'যুক্তির কষ্টিপাথরে ইসলাম', 'বঙ্গানুবাদ শেকওয়া ও জাওয়াবে শেকওয়া', 'আল-ইনসাফ', 'ইয়াদে মুহসিন', 'ফতওয়া সংকলন' ইত্যাদি তাঁর মূল্যবান গ্রন্থ।

মাওলানা মুহাম্মদ ফজলুল্লাহ একজন বড় আলিম, শিক্ষাবিদ ও লেখক। সবকিছু ছাপিয়ে তাঁর যে পরিচয়টি সামনে এসে যায় তা হলো তিনি একজন উচ্চপর্যায়ের কবি। কাব্যচর্চায় তিনি সহজাত প্রতিভার স্বাক্ষর রেখেছেন। তিনি হামদ, নাত, মদহিয়া (প্রশংসাগাথা), মরছিয়া (শোকগাথা) ও ইসলামের বিভিন্ন বরকতময় রাত যেমন শবে বরাত, শবে মিরাজ ইত্যাদি বিষয়ে অনেক কবিতা লিখেছেন। এছাড়া

সমকালীন সমাজ জীবন, রাজনীতি, প্রেম, প্রতারণা ইত্যাদি তাঁর কবিতার উপজীব্য। তাঁর অধিকাংশ কবিতা ১৬/১৮ চরণে লেখা। তিনি কবিতা লিখেছেন উর্দু ভাষায়; তবে সেই ভাষায় আরবি-ফারসি শব্দ মিলেমিশে একাকার হয়ে আছে। তাঁর কোন কোন কবিতার ভাষা এতই উন্নত ও বিচিত্র যে, পাঠোদ্ধার করতে কয়েকবার পাঠ করতে হয়। উর্দু ও ফার্সি ভাষায় যাদের ভাল জ্ঞান নেই তাদের পক্ষে কবিতাগুলোর বিষয়-বক্তব্য হৃদয়ঙ্গম করা কঠিন। তবে কবিতার বক্তব্য হৃদয়ঙ্গম করতে না পারলেও শব্দের সৌন্দর্য, অনুপ্রাস, অন্তমিল সর্বোপরি ব্যঞ্জনামধুর কাব্যঝংকারে পাঠক সহজেই মুগ্ধ হয়। একজন বাংলা ভাষাভাষির কাছে অন্য ভাষা সম্পদ ও ভাবসম্পদের এই বিপুল সমাহার সকলকে বিস্মিত করে। কবিতার সমালোচকগণ বলেন, মাওলানা ফজলুল্লাহর কবিতা সহজবোধ্য না হলেও একেবারে অবোধ্য নয় এবং তাঁর কবিতার সুরলহরি ও ভাবগাম্ভীর্য পাঠকের অন্তরে দারুণ রেখাপাত করে। বিশ্বকবি রবীন্দ্রনাথ ও বিদ্রোহী কবি নজরুল কাব্যাকাশের যে নক্ষত্ররাজির আলোকে উদ্ভাসিত ছিলেন, মনে হয় তেমনি মাওলানা ফজলুল্লাহর কল্পনা ও কাব্যাকাশের নক্ষত্রের বর্ণালী আলোকে আলোকিত। পাহাড়ী ঝরনার একটা ছন্দ আছে, একটা গতি আছে, একটা সুষমা আছে, তেমনি তার কবিতায়ও একটা দুর্দান্ত গতি আছে, ছন্দ আছে, আছে সুষমা। তাঁর কবিতা পাঠান্তে আমাদের মনে হয়েছে কেটেকুটে সংশোধন করতে হয়নি। যা লিখেছেন সেই প্রথম লেখাটিই হয়েছে চমৎকার সুন্দর কবিতা। এখানে তাঁর দুটি কবিতার বাংলা অনুবাদ তুলে ধরা হলো।

১। একটি ফুলের প্রতি

হে ফুল মনকাড়া এরূপ তোমার কোথা হতে এলো
এ সুবাস এলো কোথা হতে কিভাবে পেলে এই রঙ।
নিজে প্রাণহীন তুমি ফের প্রাণ জয় করো কিভাবে
প্রাণের মোহ হবার এ গুণ পেলে কার থেকে
এই প্রীতি এই ছলনা মনোমোহিনী এই রূপ
কে করলো দান, কেবা সাজালো তোমায়।
হাসো তুমি বাগানে আর বাগানকেও হাসাও
নিষ্প্রাণ হয়েও তুমি বুলবুলিকে কাঁদাও।
(লেখক অনূদিত)

২। ভালোবাসা
ভালোবাসা সে কেমন বুঝাতে পারবো না আমি
বুক পুড়ে যায় তবু করতে পারি না স্নান।
সকল রোগের চিকিৎসক আছে জানি
চোখ থেকে যখন রক্ত ঝরে সে চিকিৎসা করবে কে?
সময় সুন্দর প্রীতিময় আর হৃদয় উদাস আমার
নীরবে গুন গুন করে কেনো কাঁদে অবিরাম
যুগের যন্ত্রণা কি করে করি প্রকাশ।
(লেখক অনূদিত)

চুনতি হাকিমিয়া আলিয়া মাদরাসায় প্রায়ই 'কাব্য মজলিস' বসতো। আল্লামা ফজলুল্লাহকে ঘিরে সে সময় এক কবিগোষ্ঠী গড়ে উঠেছিল। এ সকল কবিদের শায়ের বলা হতো। তৎকালের নাম করা উর্দু কবিদের মধ্যমণি ছিলেন আল্লামা ফজলুল্লাহ। তাঁর রচিত কাব্যমালায় ইতিহাস-ঐতিহ্য, মুসলিম সংস্কৃতি, মানবতাবোধ ইত্যাদিসহ অনেক বিষয়ে মূল্যবান শিক্ষা রয়েছে। এছাড়া কবিতার নান্দনিক সৌন্দর্য ও ভাষা সৌকয তো আছেই। সুতরাং কবিতাগুলো গ্রন্থাকারে সংকলনপূর্বক সংরক্ষণ করা খুবই প্রয়োজন। আল্লামা ফজলুল্লাহর কাব্যসমূহ যদি বাংলায় অনুবাদ হতো তাহলে বাংলা ভাষাভাষী কাব্যবিষয় ও কাব্যরসে নতুন জগতের সাথে পরিচিত হতে পারতো।

کلیات فضل اللہ-ایک مطالعہ

آفتاب عالم ندوی
دھنباد (جھارکھنڈ) انڈیا.

برصغیر ہندوپاک کا خطہ روئے زمین پر علم وفضل، سلوک ومعرفت، شعروادب، طب وفلسفہ، حدیث وتفسیر، فقہ وفتاوی، ادبیات وفنون لطیفہ اور امور سلطنت واسرار جہاں بانی کی رموز آشنا شخصیات کی پرورش وپرداخت میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے، فخر یونان، رشک شیراز اس سرزمین نے ہر ایک میدان میں کمالات کے دریا بہائے، ماضی بعید سے لے کر ماضی قریب تک کے ادوار ان باکمال افراد کی دل کش داستانوں سے لبریز ہیں، حق ہے برصغیر ہندوپاک کی سرزمین کو کہ وہ فخر کرے اور کہے:

أولئك أبائی فجئنی بمثلهم

یہ ہیں ہمارے قابل فخر آباء واجداد، کون ہے، جو ان کی مثال پیش کر سکے، ضرورت ہے کہ ان عظیم شخصیات کی تہہ در تہہ خوبیوں اور خصوصیتوں سے پردہ ہٹایا اور ان کا موجودہ دور میں تعارف کروایا جائے اور یہ ذمہ داری اہل دانش واہل قلم کی ہے؛ کیوں کہ جو قومیں اپنے ماضی سے کٹ جاتی ہیں، ان کا مستقبل بھی دھندلا ہوتا چلا جاتا ہے؛ اس لئے بقول شاعر:

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اس خطہ کا اگر دنیا کے دیگر خطوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو یہاں کا امتیاز صاف نظر آئیگا، یہ خطہ تحریک تجدید (مجدد الف ثانی)، تحریک شہیدین (سید احمد شہید و اسماعیل شہید) اور تحریک خلافت جیسی عالمی سیاسی و اصلاحی تحریکوں کا امین و پاسباں رہا ہے، تعلیمی و تربیتی میدانوں میں عظیم الشان درسگاہوں، عظیم اصلاحی و دعوتی جماعتوں و تحریکوں کے مراکز اور ان کے روشن ضمیر بانیوں کے جوش جنوں کے قصے چہار دانگ عالم میں زبان زد خاص و عام ہیں، عظیم اطباء، صوفیاء باصفا، مفسرین باکمال، فقہائے نکتہ سنج، محدیثن کرام، پاسبان اردو زبان اور اس میدان میں اپنے زور بیان کا سکہ بٹھانے والے حیدر آباد، دھلی اور لکھنؤ کے دبستان اردو زبان اور پھر اس خوبصورت زبان کے مختلف اصناف میں کمال پیدا کرنے والے، غزل کے الہامی شعراء، مرثیہ کے خدایان سخن، نعت کے قدسی صفات عنادل شیریں نوا مدتوں بیان کے چمن زاروں میں گنگناتے رہے، دلوں میں گرمی، جذبات میں جنوں خیزی اور فکر و خیال کو رنگینی و رعنائی عطا کرتے رہے، ہم یہاں پر اس چمنستان کی ایک شاخ گل، اس چمن میں کھلے پھولوں کی ایک پنکھڑی کی سحر آفرینی و عطر بیزی سے اپنے قلم کو معطر کرتے ہوئے باذوق قارئین کی مشام جان کو معطر کرنے کی کوشش کریں گے، میری مراد چٹوگرام (بنگلہ دیش) کے ایک عظیم شاعر و ادیب اور معروف شیخ الحدیث حضرت علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ سے ہے، جن کے کمالات و زبان دانی کا ایک نمونہ ''کلیات فضل اللہ'' ہے، علامہ موصوف اگر چہ رہنے والے بنگلہ دیش کے تھے، لیکن ان کی اعلی تعلیم مظاہر علوم سہارنپور میں ہوئی تھی۔

علماء ومحدثین، فقہاء اور مفسرین کی اصل جولان گاہ اوران کی کاوشوں کے حقیقی میدان تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ اصول حدیث وتفسیر جیسے مہتم بالشان علوم وفنون ہوتے ہیں، ساتھ میں اسلامی تعلیمات وہدایات سے مسلم سماج کو روشناس کرانا، دعوتی واصلاحی کوششوں کے ذریعہ معاشرتی خرابیوں کو دور کرنا، اللہ کے اخری پیغام کو دوسروں تک پہنچانا اور وطن پر غیروں کے غاصبانہ قبضہ سے وطن کو آزاد کرانے کے لئے جہاد کرنا، دین حق پر غیروں کے اعتراضات واشکالات کا جواب دینا، اہل ایمان کے اذہان وقلوب سے شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا، خلاصہ یہ کہ صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل اور آخری دین کو غالب کرنے کیلئے ہر ممکن جدوجہد کرنا، قربانی دینا اور اپنی تمام صلاحیتوں کو اس بلند مقصد کے حصول کیلئے وقف کردینا ان وارثان انبیاء کا فرض منصبی اور رب کی خوشنودی ان کا مطلوب ومقصود ہوتا ہے۔

علماء کے لئے عربی زبان وادب مذہبی نقطۂ نظر سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ قرآن وحدیث اور دوسرے بنیادی مراجع (Reference Books) اسی زبان میں ہیں، اس میں مہارت وحذاقت کے بغیر علوم اسلامیہ میں مہارت، قرآن وحدیث اور بنیادی تفاسیر وفقہی کتب سے استفادہ ممکن نہیں، یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے علماء میں بہیترے ایسے ہوئے جن کی عربی زبان دانی اور عربی شاعری کی داد عربوں نے دی ہے، حسن محمد صغانی، ابوالفضل، علامہ محمد طاہر پٹنی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، آزاد بلگرامی، امیر خسرو، مولانا فضل حق خیرآبادی، مفتی صدرالدین آزردہ، نواب صدیق حسن خاں، محسن ترہٹی، مولانا عبدالحئی حسنی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا اعزاز علی امروہوی، مولانا

ذوالفقار دیوبندی، علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ محمد بن یوسف سورتی، مولانا عبدالرحمٰن کاشغری ندوی، علامہ عبدالعزیز میمنی، عبدالمجید حریری، حسن خاں ٹونکی، مولانا ابومحفوظ الکریم معصومی، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد الحسنی، مولانا وحید الزمان کیرانوی، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی، مولانا سلمان الحسینی، مولانا نور عالم امینی، مولانا محمد سلطان ذوق ندوی، ڈاکٹر مولانا ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی اور موجودہ دور کے وہ سارے علماء جن کی پرورش اور تعلیم وتربیت جزیرۃ العرب سے ہزاروں میل دور برصغیر میں ہوئی؛ لیکن عربی لکھنے اور بولنے میں ایسا کمال حاصل کیا کہ عرب ان کی عربی پر عش عش کرتے ہیں۔

اردو کے عہد اول کو دیکھا جائے، خاص طور پر اردو کے نثری سرمایہ کا مطالعہ کیا جائے تو سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ اردو نثر کے تمام عناصر وارکان طبقۂ علماء سے ہیں، سیر سید، حالی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، مولانا حسین آزاد، علامہ شبلی نعمانی، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبدالماجد دریابادی کا اردو ادب میں جو اعلی مقام ومرتبہ حاصل ہے، اس سے اردو کا ہر طالب علم واقف ہے۔

اردو صرف ایک زبان نہیں ہے؛ بلکہ ایک تہذیب اور کلچر بھی ہے، اسکی شیرینی اور حلاوت اور اس میں جو دلکشی اور من موہنی پائی جاتی ہے، اس کے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے، اس زبان کی نشو نما اور اسے پروان چڑھانے میں جس طرح شاہان وقت، امراء، ادباء، شعراء، ماہرین لسانیات واہل لغت کا رول ہے، اس طرح صوفیاء، علماء، اور مدارس دینیہ کا بھی کلیدی

کردار رہا ہے اور آج سب سے زیادہ گیسوئے اردو کو سنوارنے اور اس کی نشر و اشاعت کا کام علماء اور مدارس دینیہ کے ذریعہ انجام پا رہا ہے، اردو کے فروغ میں مدارس کے رول کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر شکیل احمد تحریر کرتے ہیں:

اردو کی قبولیت اور اثر پذیری کے صدیوں طویل ارتقائی سفر میں دربار، دبستان، خانقاہ اور بازار سبھی کچھ آئے، لیکن جس گروہ اور جس اکائی نے اردو زبان وادب کو بہت زیادہ فیض پہنچایا اور متاثر کیا، وہ علمائے دین و مدارس و مکاتب اسلامیہ ہیں (روزنامہ رشٹریہ سہارا دہلی، ۳۱/مارچ ۲۰۰۷ء)

اردو کو عوامی زبان بنانے کا سہرا بھی علماء کے سر ہے، ندوہ، دار المصنفین، دیوبند، ندوۃ المصنفین جیسے مؤقر اداروں نے اردو کے فروغ وارتقاء میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے، انہوں نے اپنی علمی، ادبی و تحقیقی مطبوعات سے و منشورات سے اردو کو مالا مال کر دیا ہے، برصغیر کے سارے مرکزی مدارس اردو میڈیم ہیں، ان اداروں میں ایسے ملکوں اور اندرون ملک کے ایسے خطوں سے طلبہ آتے ہیں، جو اردو سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے ہیں، یہاں کے طلبہ نصابی ضرورتوں کے تحت اور اردو ماحول میں رہ کر اردو سیکھ لیتے ہیں اور اپنے اپنے علاقوں میں واپس جا کر اردو کے فروغ میں معاون ہوتے ہیں، ان مدارس کے فیض یافتہ افریقہ، نیپال، بنگلہ دیش، برما، افغانستان، ایران، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، ملیشیا اور روس وغیرہ میں آپ کو مل جائیں گے، جنوبی افریقہ اور بنگلہ دیش اس کی نمایاں مثال ہیں، جہاں مدارس میں عام طور پر بطور خاص اعلی تعلیم کا ذریعہ تعلیم اردو ہے۔

اردو کے فروغ میں تبلیغی جماعت کی چلت پھرت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، صرف ایشیا وافریقہ ہی میں نہیں، بلکہ دیار مغرب میں بھی اردو کے تہذیبی اور لسانی چراغ کو انہوں نے روشن کیا، اردو کیلئے علماء اور مدارس کی خدمات کے مفصل تذکرہ کیلئے ضخیم جلدیں درکار ہیں، انہی مدارس کا یہ فیض ہے کہ بنگلہ دیش کے مدارس میں ذریعہ تعلیم بنگلہ اور اردو ہے، ان مدارس کے بانیان اور ابتدائی عہد کے اساتذہ ہندوستانی مدارس ہی کے فارغ ہوتے تھے، وہاں کے علماء آج بھی علمی موضوعات پر زیادہ تر اردو میں لکھتے ہیں، یہاں تک کہ ۱۹۷۱ء میں جب بنگلہ دیش کے نام سے پاکستان سے ایک الگ آزاد ملک بنا تو نزاع واختلاف کے اسباب وجوہ میں زبان سرفہرست تھی اور اردو بولنے والوں کے تعاملات وسلوکیات کے نتیجہ میں اردو سے بھی لوگ متنفر ہو گئے تھے، اس وقت بھی مدارس میں اردو کا چلن رہا۔

شیخ الہند کے شاگرد مشہور انقلابی عالم مولانا عبید اللہ سندھی کی کوششوں سے پہلی مرتبہ کابل افغانستان میں اردو یونیورسٹی قائم ہوئی تھی (سہ ماہی دیوان پٹنہ، شمارہ: ۳-۴)، اب وہ لوگ بھی یہ بات تسلیم کرنے لگے ہیں جو علماء اور مدارس سے اللہ واسطے بیر رکھتے ہیں کہ ہندوستان کے تناظر میں اردو کی بقاء بہت حد تک مدارس کی مرہون منت ہے، بقول حقانی القاسمی:

یہ اہل مدارس ہی ہیں، جنہوں نے اردو زبان کی لفظیات اور لغت میں اضافہ کیا اور اردو کو ان کے علوم وفنون و موضوعات سے آشنا کیا، جو یقیناً اردو کی فکری ثروت میں گراں قدر اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں اور جس سے اردو زبان کو فکری تحرک اور توانائی حاصل ہوئی۔

مگر یہ بھی ایک سچائی ہے کہ مدارس میں صرف پرائمری ہی میں اردو پڑھائی جاتی ہے اور اوپر کے درجات میں ادبی نقطۂ نظر سے اردو کی تعلیم مدرسوں میں نہیں ہوتی ہے؛ البتہ مدارس میں ذریعۂ تعلیم وتدریس اور بول چال اور تصنیف وتالیف کی زبان بھی عام طور پر اردو ہی ہے، وہاں میرتقی میر، خواجہ میر درد، غالب ومومن، ناسخ وآتش، ذوق وصہبائی کو باقاعدہ پڑھایا نہیں جاتا ہے، ان مراکز علوم وفنون میں جو رفیع الشان اور جلیل القدر علوم وفنون پڑھے پڑھائے جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس میں اس کی گنجائش بھی نہیں ہوتی ہے؛ البتہ اپنے شوق وذوق سے کچھ طلبہ اور اساتذہ ادبیات کا مطالعہ کرتے ہیں، اور جن کے اندر شاعری کا جوہر ہوتا ہے، وہ شاعر بن جاتے ہیں-

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ شاعری ایک وہبی اور خداداد چیز ہے، کوئی اگر یہ سوچتا ہے کہ عروض وقوافی اور اوزان وبحور پڑھ کر شاعری کرلے گا تو یہ اس کی خام خیالی ہے، شاعری کیلئے پہلی شرط موزونیٔ طبع ہے، کسی کی طبیعت اگر موزوں ہے تو چاہے وہ نرا جاہل ہو، شعر موزوں کرلے گا، یہ ٹھیک ہے کہ اس کے اشعار بہت بلند نہیں ہوں گے، تشبیہات واستعارات میں ندرت نہیں ہوگی، لیکن شعر اس کے موزوں ہوں گے، اس کے برعکس اگر طبیعت موزوں نہیں ہے تو چاہے وہ عروض وقوافی اور علم وادب میں یگانہ ہو، ایک شعر نہیں کہہ سکتا، شاعر وہی بنتا ہے، جسے قسام ازل کی طرف سے شاعری کی استعداد ملی ہوتی ہے، اس کی یہ خداداد صلاحیت شعر کہنے پر مجبور کرتی ہے، خواہ وہ کہیں بھی پلے بڑھے، شاعری کرے گا، علم ومطالعہ، ادبی ماحول، ادباء وشعراء کی رفاقت، دریا کی روانی، سمندر کی بے

گرانی، آبشار کے شور، چڑیوں کی چہچہاہٹ، قوس قزح کی دل فریبی، مظلوم کی آہ وزاری اور بیوہ کی مصیبت ولاچاری کے مشاہدے سے شاعرانہ جوہر کھلتے ہیں، اسے جلا ملتی ہے، یہ چیزیں شعر کہنے کیلئے مہمیز کرتی اور شعر کو بلندی اور جاودانی عطا کرتی ہیں؛ لیکن ان میں سے کوئی بھی چیز میسر نہ ہو، تب بھی اگر کسی کو موزونی طبع حاصل ہے تو وہ شاعری سے اپنے آپ کو روک نہیں سکے گا۔

صاحب کلیات علامہ ابو البرکات محمد فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراغت مظاہر علوم سہارنپور (انڈیا) سے ۱۹۲۲ء میں ہوئی ان کے اساتذہ میں مشہور محدث شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ومربی مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا عبد اللطیف سہارنپوری جیسے اہل علم وفضل شامل ہیں، مولانا زکریا رحمۃ اللہ بھی اس وقت طالب علم تھے۔

دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم اگرچہ ایک ہی شجر طوبیٰ کی دو شاخیں ہیں؛ لیکن ہر ایک میں کچھ ایسی منفرد خصوصیات ہیں جو انھیں دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں، مظاہر کی بنیادی خصوصیات میں یہ ہے کہ شروع سے وہاں کا ماحول خالص علمی رہا ہے، پڑھنے پڑھانے کے علاوہ کسی دوسری چیز سے وہ کوئی سروکار نہیں رکھتا ہے، اس کے برعکس دار العلوم دیوبند کا سیاست سے بھی اچھا خاصا لگاؤ رہا اور مولانا ذو الفقار دیوبندی، مولانا فضل الرحمٰن عثمانی، مولانا یعقوب نانوتوی اور خود مولانا قاسم نانوتوی شعر وشاعری میں بلند مقام رکھتے تھے، ان حضرات کی وجہ سے موزوں طبیعت رکھنے والے لوگوں کیلئے دیوبند کا ماحول مظاہر کے مقابلہ میں زیادہ سازگار رہا ہے۔

صاحب کلیات علامہ فضل اللہ نہ صرف یہ کہ شاعری کا انھیں خداداد ملکہ حاصل تھا؛ بلکہ اردو نثر

بھی وہ بے تکلف لکھتے تھے، میرے سامنے ان کا ایک طویل خطبہ صدارت ہے، جسے انھوں نے ۱۹۶۲ء میں ایک اجلاس کے صدارتی خطبے کے طور پر تحریر کیا تھا، یہ تحریر جہاں اردو نثر پر ان کے عبور اور مضبوط گرفت کا بین ثبوت ہے، وہیں اس سے اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رفتار زمانہ اور امت اسلامیہ کی تاریخ عروج وزوال پر ان کی نظر وسیع تھی، زبان کی صفائی وستھرائی، روانی وبرجستگی حیرت انگیز ہے، یہ ایک عالمانہ، مؤرخانہ، مفکرانہ اور دانشورانہ تحریر ہے، جس میں اسلام کے پھیلنے پھولنے اور بڑی بڑی سلطنتوں کے اس کے سامنے سرنگوں ہونے کے اسباب وعوامل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور پھر دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں کا زوال وانحطاط سے دوچار ہونے کے پیچھے کیا محرکات تھیں اس کی نشاندہی کی گئی ہے، ہندوستان کے اردو علاقوں کے علماء کی تحریروں ہی کی طرح علامہ فضل اللہ کا طرز تحریر ہے، نمونہ ملاحظہ ہو:

> ''جب حضرت عمر نے کہا: اگر میں کسی امر میں سنت رسول ﷺ یا طریقۂ خلیفہ اول کے خلاف کروں تو تم کیا کر سکتے ہو؟ فوراً ایک اعرابی کھڑا ہو کر نیام سے شمشیر نکالی اور کہا: اسی تلوار سے تمہاری گردن اڑا دوں گا، حضرت عمر فرط مسرت میں ہنس پڑے اور کہا: الحمد للہ، اسلام زندہ ہے، یہی اتباع تھی، جس کی وجہ سے شان محبوبیت ان میں پیدا ہوگئی تھی، جدھر گئے، مدد الٰہی شامل حال رہی، پھر تابعین نے صحابہ کرام کی اور تبع تابعین نے تابعین کی اتباع کی، یہ حضرات تعلیمات قرآن کے عملی پیکر بن کر اور اسوۂ رسول کی مجسم تصویر بن کر دنیا میں اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر ہر طرف بکھر گئے، ان کی ہر ادا محبوب ومرغوب تھی اور شیوہ دل آویز تھا، ایمان واتقان، اخوت واتحاد، مساوات ومواسات، ایثار وقربانی، امانت ودیانت، صداقت ومحبت، زہد وتقوی، خشیت وعبادت، عزم واستقلال، سخاوت وشجاعت، عدل وانصاف، رحم وکرم، نصیحت وخیر خواہی، حسن معاملات ومعاشرت جیسی خوبیاں ان کی زندگی میں نمایاں تھیں''

یہ سلیس، رواں اور شستہ زبان ایک ایسے شخص کی ہے، جو پیدا ہوا بنگال چاٹگام میں اور پرورش ہوئی بنگلہ زبان وثقافت میں، صرف ایک اردو میڈیم دینی مدرسہ میں عربی ودینی علوم کی تحصیل کے لئے چند سال گزارے؛ لیکن اردو اس کی اردو ثقافت والوں کی طرح ہے۔

مولانا فضل اللہ صاحب باوجود اس کے کہ ان کی فراغت مظاہر علوم سے ہوئی، ان کی موزوں طبیعت اور شاعرانہ ذوق نے انھیں ایک بلند پایہ شاعر بنادیا، حالی کی طرح مولانا فضل اللہ اپنے پہلو میں دردمند دل رکھتے تھے، اس کے ساتھ غم کھانے اور کڑھنے کا بھی حصہ ان کی فطرت میں کچھ کم نہ تھا، ان کی نظموں، ترانوں، غزلوں اور حمد ونعت ہر جگہ ان کے دل دردمند کی آپ جلوہ گری پائیں گے، مولانا کا ادبی ذوق نہایت بلند تھا، عربی وفارسی ادبیات کے ساتھ اردو ادبیات اور کلاسیکی شعراء کو انہوں نے خوب پڑھا تھا، ان کے اشعار کا مطالعہ کرنے والا کہیں سبع معلقات، حضرت حسّان بن ثابت اور مولانا روم، فردوسی، حافظ وخیام اور سعدی شیراز کا اثر پائے گا تو کہیں چونکے گا کہ یہ بات تو اقبال نے بھی کہی ہے، تو کہیں حالی سے ملاقات ہوگی تو کہیں ترقی پسندوں کی گھن گرج سنائی دے گی، یہ سرقہ نہیں ہے، دراصل آپ جب کسی کو پڑھتے ہیں اور اپنے فکر ونظر سے اسے قریب پاتے ہیں تو غیر شعوری طور پر اس کے افکار اور تعبیرات آپ کے ذہن ودماغ اور فکر ونظر کا حصہ بن جاتی ہیں، کلیات فضل اللہ کا جو بھی مطالعہ کرے گا اسے اذعان ہو جائے گا کہ مولانا نہ صرف یہ کہ شعر وشاعری کے التزامات سے واقف تھے؛ بل کہ وہ شعری رموز واسرار سے بھی اچھی طرح آگاہ تھے، ان کے اشعار میں جو گداز اور تاثیر ہے، وہ دراصل قدیم کلاسیکی ادبی سرمایہ سے

مکمل آ گہی اور دل درد مند کا نتیجہ ہے، مولانا عرفان ندوی گو پا موی جو فارسی ادبیات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور جو خود بھی فارسی میں شعر کہتے ہیں، ان کی نظر میں مولانا فضل اللہ کا فارسی کلام اردو کے مقابلہ میں زیادہ طاقتور اور زیادہ جاندار ہے، ان کی تخلیقی فکر کی جولانی اور نکتہ رس ذہن کی وسعتوں کا اندازہ کرنے کیلئے ان کے فارسی کلام کا سرسری مطالعہ بھی کافی ہے، مولانا کے کلام کا مطالعہ ایک طرف اگر ان کے لسانی شعور کو واضح کرتا ہے تو دوسری طرف بیان میں حسن، تخیل میں جمال ورعنائی، آسان طرز اظہار میں فکری گہرائی وگیرائی اور عصری آ گہی کے ساتھ اندرونی کرب بھی جھلملاتا ہے، اب آیئے کلیات فضل اللہ کی سیر کر کے مشام جان کو معطر کرتے ہیں۔

کلیات کی ایک مختصر غزل کی رنگینی ودل فریبی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے جایئے اور دل بے تاب کو تسکین بخشنے کی کوشش کیجئے:

محبت شئی ہے ایسی، جو عیاں میں کر نہیں سکتا
جلن ہے گرچہ سینے میں بیاں میں کر نہیں سکتا
علاج مرض کا ناصح تقاضا ہر زماں کرتے
مگر داروی چشم خوں فشاں میں کر نہیں سکتا
اداسی چھا گئی ہے بزم حسن وعشق میں لیکن
خموشیِ ترتم کیوں؟ عیاں میں کر نہیں سکتا

کلام ملاحظہ فرمایئے، پہلے ہی شعر میں شاعر نے محبت کے بحر قلزم میں غواصی کرتے ہوئے

اس کی اتاہ گہرائیوں اور لامحدود پہنائیوں کا ذکر کس خوبی سے کیا ہے، اس کے بحر ناپیدا کنار میں نہ جانے کتنے غواص غوطہ زنی کرتے ہوئے مقام فنا سے بقاء کی طرف جا نکلے ہیں؛ مگر اس رازِ سربستہ کی نقاب کشائی سے عاجز رہے ہیں، محبت کیا ہے؟ دوسرے شاعر کلیم عاجز کی زبانی سنئے:

محبت کیا بلا ہے؟ چین لینا ہی بھلا دے ہے
ذرا سی آنکھ جھپکے ہے تو بے تابی جگا دے ہے

یہاں پر بھی شاعر اس مقام حیرت میں کھویا ہوا ہے، جہاں پر سابق شاعر متحیر کھڑا تھا، دوسرے شعر میں مریض عشق کی تڑپ اور درد دل کی کسک کچھ زیادہ محسوس ہوتی ہے، جو آنکھوں سے خون بن کر ٹپک رہی ہے، آگے پڑھئے تو حسن وعشق دونوں کی پراسرا خاموشی ناقابل بیان ہو جاتی ہے اور آخر میں زمانے کا اہل کمال کے ساتھ بے وفائی اور ناقدری کا ایک شکوہ ہے، جو ہر صاحب کمال کو رہا ہے اور جس کا اظہار آخری شعر سے ہو رہا ہے۔

شاعر نے دیگر شعراء کے قوافی پر بھی غزل اور نعت کے اشعار کہے ہیں، مثال کے طور پر فارسی غزل کا ایک شعر ہے:

اے گل ز تو خوشنودم تو بوئے کے داری
وے سرو ز تو نازم قدت بکسے مانی

کہ اے گل! میں تجھے دیکھ کر بہت خوش ہوں اور تیرے دیدار سے محظوظ ہو رہا ہوں کہ تو نے میرے محبوب کی خوشبو مستعار لی ہے اور اے سرو! تجھ پر بھی فخر کر رہا ہوں اور تیرے وجود کو

باعث تسکین جاں سمجھتا ہوں؛ کیونکہ تیرا قد بھی میرے محبوب کے قد سے مشابہت رکھتا ہے، شاعر نے اسی زمین میں نعتیہ شعر کھکر اس کے معانی ومفاہیم کو بلند تر کر دیا ہے، فرماتے ہیں:

اے آں کہ بآں روزے کس را نہ کسے باشد
واری تو ز بہر ما ارزان نگہبانی
وے آں کہ ز اخلاقت آباد ہمہ گیتی
تو نوز زمین استی تو نور سماواتی

اے وہ ذات اقدس کہ جب حشر میں، جہاں کوئی کسی کا نہ ہوگا، تیری کرم فرمائی سے تیرا دامن پکڑنا میرے لئے آسان ہوگا، اے وہ مقدس ہستی، جس نے اپنے پاکیزہ اخلاق سے سارے عالم کو شاد وآباد کر دیا ہے، تو ایک ایسا نور ہے، جس سے یہ زمین وآسمان منور ہو گئے۔

جب نعت نبی کا بیان آ گیا ہے تو شاعر کے نعتیہ کلام کا انتخاب اور اس کا امتیاز بھی پیش کر دیا جائے:

ہمچو سیمآبم سکون قلب گم کردہ منم
سوختہ اندوہگین وبس کہ آشفتہ سرم
اے امید عاصیان وراحت آشفتگاں
روز وشب در خواب وبیداری خیالت ہمدمم
یافتم بارے درت صد حیف در چشم زدن
صحبتت آخر شد ومن زاں فغاں ہا می کنم

شاعر بارگاہ نبوت میں بہ دل وجان حاضر ہو کر اپنی بےبسی وبےخودی کی کیفیات بیان کر رہا ہے

کہ سکون قلب غارت ہوگیا، دیوانگی اپنی حد کو جا پہنچی، اے وہ عالی ذات جو عاصیوں اور گنہ گاروں کی امید اور تڑپتے دلوں کا علاج و مداوا ہے، رات دن تیری یاد ہی میری زندگی کا اصل سرمایہ بن گیا ہے، یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے آپ کی بارگاہ میں شرف حضوری حاصل ہوگیا ہے؛ مگر وائے محرومی کہ یہ وصال کے لمحے اور التفات کے جھونکے کچھ ہی دیر چل سکے اور میں تڑپ کر رہ گیا، اے میرے محبوب! اگر دوبارہ یہ مبارک موقع میسر آئے تو میرا نصیب جاگ جائے، فرحت و مسرت سے سرشار ہو جاؤں، اس حاضری کے تصور ہی سے ایسی مسرت وشادمانی ہوتی ہے کہ آنکھیں جھلک پڑتی ہیں، یہ داستان دردِ دل بیان کرتے کرتے میرے لبوں سے آہ! نکل جاتی ہے اور بلبل نالاں کی طرح میرا لہجہ سراپا فریاد وفغاں بن جاتا ہے-

حضرت علامہ فضل اللہ کا اردو کلام بھی نہایت بلند پایہ ہے، دل کشی وروانی کے ساتھ ساتھ جذبات کی سچی ترجمانی دل نشین انداز میں کی گئی ہے، سردست یہاں شاعر کی ایک نعت بغیر کسی تبصرہ کے پیش کی جاتی ہے، جس سے کلام کے معیار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، نیز اس سے دیگر اصناف سخن کے معیار کا تعین بھی کیا جاسکتا ہے-

لبوں پہ تبسم، ہیں چہرے میں جلوے، نگاہوں سے شفقت برستی رہی تھی
اک اک لفظ شیریں جوان کی زباں سے ہو سننے کو خلقت ترستی رہی تھی
محبت، عطوفت، صداقت، عدالت، رعایت، ہدایت تھیں اخلاق ان کے
بوقت تکلم جو ہوتے در افشاں تو بجلی سی منھ سے چمکتی رہی تھی
وہ رفتار وگفتار وعادات واطوار وگفت وشنید وریاضت رفاقت
ہر اک چیز دشمن کا دل موہ لیتی، محبت سبھی دل میں بستی رہی تھی

اس نعت میں جو کیف وسرور، لذت دل اور تسکین روح کا سامان ہے، وہ اہل ذوق سے مخفی نہیں، دیگر اشعار میں بھی اسی طرز اور کیفیات کی مثالیں موجود ہیں، شاعر نے حمد باری میں جو طرز اپنایا ہے، وہ بھی منفرد اور جذبات کی سحر انگیزی میں بے مثال اور یکتا ہے، طوالت کے خوف سے نمونے پیش نہیں کئے جا رہے ہیں، کلیات میں وہ سارے اشعار موجود ہیں، قارئین کیلئے ان میں کافی لذت دل اور تسکین روح کا سامان ہے۔

کلیاتِ فضل اللہ کے شائع ہو جانے کے بعد امید کی جانی چاہئے کہ ارباب نقد وادب علامہ فضل اللہ کے کلام پر اپنی توجہ مرکوز اور ان کے شاعرانہ مقام ومرتبہ کا تعین کریں گے، علامہ فضل اللہ کے لائق فرزند جوان کے علمی وارث بھی ہیں مولانا ڈاکٹر ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی ادبی دنیا کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ جس طرح وہ اپنے نامور والد کی علمی تصنیفات کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے منظر عام پر لا رہے ہیں، اسی طرح ان کی ادبی کاوشوں کو بھی منظر عام پر لانے کا انہوں نے تہیہ کیا ہے، خدا انکا حامی وناصر ہو۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تعليق على ديوان العلامة أبى البركات فضل اللهؒ

(الأستاذ الدكتور محمد نجم الحق الندوى)
رئيس قسم علوم الحديث والدراسات الإسلاميه
عميد كلية الشريعة والدراسات الإسلامية سابقًا
الجامعة الإسلامية العالمية شيتاغونغ، بنغلاديش.

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد!

إنه لمن دواعي الفخر والشعور بالاعتزاز ان يسند إلى كتابه التعليق (التقريظ) على ديوان العلامة أبى البركات فضل الله رحمه الله تعالى كما أنه كان مصدر سعادتى بهذا الإتصال الأدبى للشاعر العملاق وإن لم أتشرف بلقائه فى حياته ولكن إبنه الوفى الأستاذ والدكتور أبو الرضاء محمد نظام الدين الندوى (عضو برلمان بنغلاديش) الذى قام بالتقديم العلمى على هذا الديوان، كان بالنسبة لى هى المرأة التى أرى شاعرنا من خلالها، فمنه أسمع أشعاره، وأتتبع أخباره، وأعرف عنه كل ما أريد معرفته.

أورد الدكتور أبو الرضاء محمد نظام الدين الندوى فى تقديمه القيم حياة الشاعر الفذ وعالجها بمراحلها المختلفة كما أنه تحدث عن أعماله الشعرية الأردية والفارسية من الإلهيات والمدائح النبوية (صــ) والزهديات وحب الأماكن المقدسة وشغفها من الموضوعات الإسلامية كما أنه تحدث عن الأخلاقيات والمراثى والحماسة وحب الوطن من الموضوعات الاجتماعية وكما أنه تحدث عن الفلسفيات والوجدانيات والسلوكيات والمواعظ والعبر من الموضوعات الفكرية والإصلاحية وكما أنه تحدث عن الغزليات أيضًا. ويطرب القراء عند معالجة أعماله الشعرية ويتذوقون لذة الإقباليات والروميات والشيرازيات.

وأدى ابنه الوفي الدكتور أبو الرضاء محمد نظام الدين الندوي بطبع ديوان

أشعاره "كليات فضل اللهٰ" خدمات جليلة إلى رجال الثقافة والشعر والفكر والأدب في كل بلدة ينطق أهلها بالأردية والفارسية. أما بالنسبة إلى الشاعر فقد نشر شعره على الناس واطلعهم على فنه الرائع، وقصائده التى تشيع فيها موسيقى الشعر الحلو السهل المحبب للناس، والتى تدل على دقة حس الشاعر، ورقة نفسه، وصفاء روحه، وفي ذلك إحياء لذكرى الشاعر، وإكبار لفنه وتقدير لأدبه واعتراف بثقافته.

وقد جلى جامع القصائد حياة الشاعر فى مقدمة قيمة يلمس القراء صدق الوفاء له، والتقدير لفنه، والإعجاب بخلقه ودينه وعطفه على الناس، ولولا جهد الجامع لبقيت قصائد الشاعر مهملة، لا تمتد إليها يد، ولا يعرف بقدرها إنسان، وأما أسرته فحسبها أن نبت فيها شاعر ذاع شعره وطار صيته وقرأه الدانى والقاصي، ولا يتأتى ذلك إلا بطبع ديوان أشعاره "كليات فضل اللهٰ" وأما رجال الثقافة والفكر فقد قرؤوا الديوان وأستفادوا منه، وكانت فيه منفعة لهم وفائدة فنية عظيمة، وأما دولة بنغلاديش فقد عرف الناس أنها أنجبت شاعرا فحلا بزاحم الشعراء في الأوساط الأدبية العالمية، ويركض معهم في حلية الأدب والشعر.

وأنا اعتقد انّه لولا يستأنف ولده الوفى مكانة الشاعر ولولا إعجابه بشعره وأدبه وفنه لما قام بعمله المشكور، وسواء أفاد كسبا ماديا أم يفد فإن ما عاد على أسرة الشاعر أكبر من الكسب المادى وأحسن.

وصار من واجبي القيام بما طلب مني جامع الديوان وأتشرف بهذا التعليق المتواضع على ديوان أشعار الشاعر الفذ العلامة فضل الله "كليات فضل اللهٰ" آملا أن يستفيد منها القراء فائدة إضافية تضم إلى الفوائد الكبيرة، والله ولي التوفيق.

بسم الله الرحمن الرحيم

العلامة الفقيه المحدث
أبوالبركات محمد فضل اللهؒ شخصية عبقرية فذه

تقريظ– الدكتور غياث الدين تعلق دار
البروفيسور بجامعة شيتاغونغ الحكومية

الحمد الله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد، فإن الحديث عن العلامة أبي البركات محمد فضل الله إنما هو حديث عن عبقرى قلما شهدت هذه البلاد مثله، وكان من أفلاذ كبد منطقة شيتاغونغ وصناديد كبارالعلماء. له ذروةالحسب والنسب من كلا الطرفين، أنبته الله نباتًا حسنًا وأشرب في قلبه الورع والزهد والعفة، وكان شغوفا بالعلم منذ نعومة أظفاره، ترعرع على أيدي أعيان البلاد في العلوم والفنون، وحداه شغفه بالعلم والمعرفة إلى أن يرتحل إلى مراكز العلم ومنابر الهدى بالهند حتى ينهل من المنبع الصحيح دون الركد والنكد، وتمكن بفضل الله فى أوان قليلة أن يشيد نفسه صرحًا علميًا شامخًا أسس بنيانه بكل رصانة على التقوى والأفق المتسع المتضلع بالقديم الصالح والجديد النافع، ويضرب به المثل في قوة الذاكرة وحدة الذكاء، فيقال إن ذاكرته مثل آلة التصوير تستنسخ كل ما يسمع ويقرأ، وبعد أن أنهى دراسته المنتظمة أهله تفوقه العمي وكفاء ته المتميزة لأن يتقلد من المهن المادية ما يضمن له عيشا رغيدا وحيا ة مترفة، ولكنه آثر العلم والتعليم ونشر الدين واختار طريق الدعوة والإرشاد، فاشتغل بالتدريس في المدارس الدينية والمعاهد العلمية بكل جد وإتقان، حتى تخرج فى صرحه العلمي طائفة مرموقة من كبار العلماء الدعاة.

وكان العلامة موسوعة علمية ومكتبة متنقلة، إذا أشكل على زملائه أعضاء هيئة التدريس في مسألة من المسائل أو يصعب عليهم كشف حقائق الغوامض كانوا يلجأون إليه ويرتون من مورده الثري العذب، ويطمئنون بحلوله العلمية وإجاباته الشافية. وكان شاعرًا مبدعا موهوبا مجبولا على حسن الطبع، وكانت شاعريته تتدفق من قعر قلبه لتجسد أخيلته ومشاعره في نسج أدبي رصين. فقد نجح العلامة في رسم واقع المجتمع الإسلامي وتشخيص علل الأمة ودوائها وتصوير الماضي المجيد والتاريخ الوميض، وتمتاز أشعاره بجودة المعاني وسمو الأفكار مع خلوها من الرداءة والدناءة، بالإضافة إلى ذلك فإن ضروب شعره وقوافيه موازينه تتلائم وتتناسق مع المعاني والمضامين دون تكلف وتصنع، ولا نراه مغيرا معانيه مضطرا لنسج القوافي والأوزان. ولا متلاعبا بالمحسنات المصطنعة من زخرف الكلام.

وكان العلامة فضل الله سليم الطبع قليل الكلام دائم الفكر، وكان نجما ثاقبا في ميدان التأليف والتصنيف، كما تشهد به مأثره العلمية وكتبه القيمة في مختلف العلوم والفنون، والتي خلدته في التاريخ ومنحته مكانة عظيمة بين علماء البلاد. من قرأ كتبه ومؤلفاته اندهش وانبهر بما يرى من عبقريته وسعة علمه... كيف جمع الشبهات والأباطيل التي أثيرت ضد الإسلام من قبل الملاحدة والمستشرقين فى زمن تندر فيه المراجع والمصادر والمجلات والدوريات، وبالرغم من ذلك فقد قام العلامة بدحض الشبهات وتهافت الفلاسفة بالحجج البالغة الدامغة والرد العلمي والفلسفي على الملحدين والمستشرقين، كما أنه قهر الشوائب والدسائس والدخيلات المزيفة من الإسلام، كما يصهر الصائغ الذهب، وجل مؤلفاته تمتلئ بالتنبؤات التشجيعية للنهضة الإسلامية، وهى ثروة علمية غالية للأمة الإسلامة، وهي في أمس الحاجة إلى الترجمة في مختلف اللغات السائدة في العالم لطلاب الدراسات العليا والبحوث العلمية.

ولله الحمد الذي جعل فضيلة العلامة الدكتور أبو الرضاء الندوى الوارث منه، وقفاه على أثره، فمن شبه أباه فلم يظلم، وإن هذا الشبل من ذلك الأسد، نراه نسخة مستنسخة من أبيه، إنه قد ورث أباه في العلم والذكاء والورع ونشر العلم والعقيدة الصحيحة وبناء الاجيال وخدمة المجتمع والوطن، وصار رمزا لاتحاد العلماء والمشائخ وتوحيد صفوف المسلمين في بنغلاديش. وإن انضمامه إلى مجلس النواب من بواعث الافتخار والإعتزاز للعلماء والمشائخ، وله مواقف جريئة في البرلمان، يمثل الإسلام والمسلمين، كأنه أسد لايخاف لومة لائم في الحق وعرض التوجيهات السياسية البنائة، وأن علاقته الوطيدة مع فخامة رئيسة الوزراء مهدت له الطريق إلى أن يلعب دورا بارزا في توطيد العلاقة الودية الدبلوماسية مع الدول العربية والإسلامية وتقديم الإغاثة الإنسانية الضخمة للاجئين الروهانجيين المنكوبين.

فجزى الله العلامة أبا البركات محمد فضل اللهؒ عما قدم من خدمات مخلصة وما خلف من مأثر علمية، ووفق لنجله النجيب أن يفتفي بأثره ويسلك مسلكه في خدمة الدين والوطن والشعب.

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد باری تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ

انداز خالقی اور آثار لا شریکی

ہر شئی سے ہیں ٹپکتے کانٹوں میں گل کھلایا

از مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

له الحمد

اے ذات پاک بے چوں اے خالق برایا
بے ضد وندو ہمتا عالم کو ہے سجایا

صنعت تری نمایاں ہر برگ و بار میں ہے
ہر بحر و بر بنایا فرش زمیں بچھایا

کرّات نور افشاں اجرام ہیں درخشاں
افلاک ہیں گلستان عرش بریں بنایا

کیا میں زباں پہ لاؤں قدرت کا وصف اسکی
پھولوں کو ہے ہنسایا بلبل کو پھر رلایا

شکم صدف میں رکھ کر قطرے کی پرورش کی
وہ کون جس نے اس میں موتی کا روپ لایا

میں بندہ ہوں اسی کا میرا وہی ہے مولا
اس دل کو ہے بنا یا پھر درد دل سکھایا

پشت پدر سے جو میں ماں کے شکم میں آیا
یہ جان بخشی کس نے یہ ڈیل ڈول کایا

انداز خالقی اور آثار لا شریکی
ہر شی سے ہیں ٹپکتے کانٹوں میں گل کھلایا

از آب دُر درخشاں وز خاک زر نمایاں
پتھر سے لعل نکلا لعلوں نے رنگ لایا

شاخ شجر سے کس نے شیریں ثمر بنایا
شان عجب ہے اسکی جس نے یہ سب بسایا

اے فضل سر بسجدہ اقرار بندگی کر
حسن کلام جس نے تیری زباں پہ لایا

حمد الٰہی

جل جلالہ وعم نوالہ

شان جمال جسکی ہر سو ہے آشکارا   پیدا کیا ہے جس نے شمس وقمر ستارا
ہے تخت گاہ اسکی میرا یہ قلب مضطر   بندہ ہوں شیفتہ وہ معبود ہے ہمارا
میں کیا ہوں کیسے آیا یہ لفظ 'میں' ہے کیسا   سرتاقدم ہوں اس کا خالق ہے وہ ہمارا
کیسا ہوں کسطرح ہوں پھر جیتے جی ہوں کیسا   ڈوبا ہوں نعمتوں میں داتا ہے وہ ہمارا
یہ جان ودل جگر خوں یہ شکل وروئے گلگوں   سب ہی دہش ہے اسکی کچھ بھی نہیں ہمارا
اے دل تو کیا ہے سنگیں اور ڈھیٹ ہے تو کیسا   غفلت برتی اس سے کیونکر ہوئی گوارا

یہ بے وفائی کیسی بے ڈر معاد سے کیوں
ہشیار! کوئی واں پر ہوگا نہیں سہارا

ناکارہ نابکار و بے علم و عمل و غافل
بے مایہ، شرمگیں ہوں، پھر بھی ہوں بندہ تیرا

لا چار وناتواں ہوں داتا تو در گذر کر
تیرا کلام یارب لاتقنطوا ہے چارا

غمگین وبیقرار ومضطر ہوں درد دل سے
کافور درد سب ہوں ہو دردِ عشق تیرا

مرجھا ہوا ہوں اب پَر اِک تازہ گل تھا تیرا
باغ جناں میں تیرے میرا رہا بسیرا

مایوس مرحمت سے ہونا نہیں ہے تجھکو
اے فضلؔ تیرا رب ہے آمرزگار تیرا

اس مدرسہ چنوتی کو تو قبول کرلے
یارب ہو اس سے جاری ہر علم کا فوارا

ہوں زندہ دل وہ بچے پڑھتے رہیں جو اسمیں
پیارا ہر اِک ہو ان کا اخلاق میں سنوارا

ہو قوم ان پہ عاشق وہ دین پر ہوں عاشق
ہر ایک ان کا روشن اسلام کا ستارا

سینے ہوں ان کے یارب اسرار کے سمندر
ذرہ ہر اک ہے ان کو اک اک بنادے تارا

جذبات جستجو کا سینوں میں ہو تلاطم
معشوق علم دیں ہو، ہو دین ان کا پیارا

قدرت کے مناظر

(لہ الحمد)

قدرت کے مناظر پہ ڈالوں نگاہیں شناسائی محبوب کی آ رہی ہے
کرشمے ہیں قدرت کے ہر سُو نمایاں ہر اک شی سُراغ اس کا بتلا رہی ہے
ہیں شمس وقمر یا سماوات وانجم سمندر ہے دریا ہے فرش زمیں ہے
ہر ایک اسکی جانب کھنچے جا رہا ہے مری روح اس پر تڑپ جا رہی ہے
یہ حسن گلاں و یہ دلکش مناظر یہ سب پیارے پیارے شگوفے شواہد
یہ حسن بہاراں یہ گلکاریاں سب ہر اک رنگت اس حسن سے آ رہی ہے
یہ گلرنگ رخسارآں مہ لقا اور یہ ناز و ادا اور عشوہ نگاہیں
لبِ لعلِ لیلی کہ ہو عشق مجنوں ہر اک شی مرے دل کو تڑپا رہی ہے

زلیخا ہو یا یوسف بدر انور ، سکون دل و صبر و سوز محبت
سبھی ہمکو اسکی محبت دلاتی مدینے سے بھی اسکی بو آرہی ہے

یہ حسن و یہ اندام موزوں یہ رونق یہی جان وتن پروری کی ضمانت
کہ انعام واحسان بیحد ہیں اسکی دلوں میں محبت بسی جارہی ہے

وہ پتھر ہے بے حس ہے جودل کہ تیری محبت کی سوزش میں جلتانہیں ہے
ترے فضل کو یارب اپنا بنالے بھکاری کے دل سے صدا آرہی ہے

ہوں سیماب دل،موج ساماں سمندر پجاری ترے عشق کا ہوں برابر
تو اپنالے یارب طفیل نبی سے سفارش کی یثرب سے بوآرہی ہے

نہیں گرچہ عمل اور نہ زہد ونہ تقوی ہے جذبہ محبت کا پر دل میں سچا
تو خالق ہے دل کا خریدار اس کا عجب خوئے بیع وشرا آرہی ہے

ہے استاد مرحوم کا صدقہ جاری حکیمیہ جو مدرسہ ہے چنوتی
صحیح خدمتوں کی دے توفیق مجھکو مری روح سے یہ دعا آرہی ہے

ہے فیض حضور اور طفیل نبی ہے ہوا پار بیڑا نہ کر فضلؔ شک تو
ہو تعلیم سچی صحیح تربیت ہو سدا غیب سے یہ صدا آرہی ہے

گنہ گار بندہ کرے دل سے توبہ ہے پیارا وہ تیرا عجب پیار تیرا
میں قربان جاؤں ہے مولا عجب تو تہ دل سے توبہ بجا آرہی ہے

توسل بمحبوب آں سبز گنبد شفاعت کا والی وہ آقا وہ داتا
سنوارا درون وبرون میرا ہو یہ تمنای دل کی ندا آرہی ہے

نہ میں ہوں کسی کا نہ کوئی ہے میرا میں تیرا میں تیرا قسم ہے میں تیرا
سیہ کار ہوں پھر بھی بندہ ہوں تیرا مری جان کی یہ صدا آرہی ہے

مرے دل کی گہری محبت کا مالک تو ہے جسم وجاں اور سبھی کچھ کا مالک
قسم ہے تری ذات کی میں ہوں تیرا مری روح کی یہ ندا آرہی ہے

ہیں استاذ مرحوم کے خلف صالح حبیب احمد ذی علوم ولیاقت
ہیں سکریڑی مجلس عاملہ کے یہ خدمت انہی سے سدا آرہی ہے

ہیں شمس الہدی خان پھر صدر مجلس ہیں محفوظ واظہر واطہر بھی ممبر
معزعلم دیں کے ہیں مسلم بھی ارکاں عیاں ان سے خوئے وفا آرہی ہے

آفتاب

حمد باری تعالٰی خطاب بہ آفتاب پر آب وتاب

بتاریخ ۱۹۶۵/۶/۲۳م

اے شمع بزم عالم کیسے یہ نور پایا ؟
اے جرم نور افشاں کس نے تجھے بنایا

یہ آب وتاب وجلوہ یہ روئے تابنا کی
مغرور مت ہو بتلا تو کون کیسے آیا

رخ صبحدم کا کرنا پھر شام منہ چھپانا
شان عجب ہے تیری لیل ونہار لایا

سیماآب تو ہے تجھکو لمحہ سکوں نہیں ہے
اس طرح گردشوں میں کس نے تجھے لگایا؟

جلوہ جمال کا ہے وقت صباح تیرا
پھر وقت نیم روزہ تاب جلال لایا

دلداریاں ہیں ایسی پھر دلخراشیاں ہیں
یوں پینترا بدلنا کس نے تجھے سکھایا

یوں صبحگہ کو آنا عالم کو پھر جگانا
صوت اذان آئی چڑیوں نے چہچہایا

بادِ نسیم اسدم غنچے ہنسائی بلبل
نے داستان محبت کی خود زباں میں لایا

پھر افق مغربی کو یوں لالہ زار کرنا
اک اک جھلک دکھا کر کیوں اپنا منہ چھپایا

یوں دل لگائے رکھنا یوں دل لگی اڑانا
جھلکوں سے اسطرح کیوں شاعر کا دل دکھایا

آمد سے تیری سب میں بجلی سی جان دوڑی
ہر کاروان جاگا ہر بحر و بر جگایا

ہر آب و باد جاگی ہر خاک و نار جاگی
کلیاں ہنسیں عنادل نے پھر ترانہ گایا

ہر سبزہ جاگ اٹھا ہر برگ وبار جاگا
تیری جھلک نے سارے عالم کو ہے جگایا

تیرے اثر سے ظاہر زرخیزیاں زمیں میں
تابش نے تیری خامی میں پختگی کو لایا

اندام نازنیں ہے اندام آتشیں ہے
ابیض ہو گاہ احمر ہر رنگ تونے لایا

تیری ضیافشانی سے جو چَہل پَہل ہے
ہر اہل کارخانہ ہل چل ہے پھر مچایا

حسن ازل کی شوکت کی پر جلال شاں ہے
جلوہ ترا ہوا جب تاروں نے منہ چھپایا

قدرت کے کارخانے کا اک غلام ادنیٰ
شام و پگاہ سرگرداں تجھکو ہم نے پایا

تو کیا ہے ایک ذرہ قدرت کا بندہ مسکین
ہے فضل اسکا جس نے ہستی میں تجھکو لایا

ای دل تو تختگاہِ حسنِ ازل ہے بیشک
مومن کے دل نے رتبہ عرش بریں کا پایا

التجا بہ بارگاہ مجیب الدعوات

(اسلام اور الحادیت کی کشمکش میں مسلمانوں میں غیرت ایمانی پیدا کرنے کیلئے)

اک عجب عہد فتن میں ہوئے پیدا یارب   ہر طرف کفر ہے الحاد ہویدا یارب
دین رخصت ہے تو لادین کا ہے سودا یارب   طرز اغیار پہ ہم عاشق وشیدا یارب
شان اسلام کو عالم میں دو بالا کردے
نور قرآن کو عالم میں اجالا کردے

کوئی زلف سیہ چین پہ ہے جان نثار   کوئی ہے روس کے افسوں میں پھنسے زار ونزار
مستی نشۂ الحاد میں کوئی سرشار   مذہب وملت اسلام سے دل ہے بیزار
شان اسلام کو عالم میں دو بالا کردے
نور قرآن کو عالم میں اجالا کردے

سوشلیزم کی حقیقت میں ہے کفر والحاد   مارو کاٹو تو جلاؤ بھی ہے اس کا ایجاد
شورش وفتنہ گری اسکی سرشت اور فساد   لوٹ مار اور ڈکیتی میں بنے ہیں استاد
اے خدا رونق اسلام دو بالا کردے
اور منہ دشمن اسلام کا کالا کردے

سوشلسٹ کہتا ہے قرآں کو نکالو یاں سے   اور اسلام کی شانوں کو نکالو یاں سے
خلق احمد کے نشانوں کو نکالوں یاں سے   فقہ اسلام کے حکموں کو نکالو یاں سے

اے خدا رونق اسلام دوبالا کردے
اور منہ دشمن اسلام کا کالا کردے

اے مسلمان تری غیرت ایمانی کہاں؟   اور ترے جذبۂ توحید و مسلمانی کہاں؟
اومرے پیارے تری شوکت ایمانی کہاں؟   او مجاہد تری وہ شانِ جہانبانی کہاں؟

اے خدا ہیبت اسلام دو بالا کردے
قوت دشمن دیں کو تہ وبالا کردے

دشمنی ہے انہیں مذہب سے خدا سے بیحد   اور پیغمبر دیں سے بھی ہے کینے بیحد
کلمہ توحید کی توہین بھی حد سے بیحد   اورقرآں سے عداوت بھی ہے حد سے بیحد

شان اسلام کو عالم میں دو بالا کردے
چہرۂ دشمن قرآن کو کالا کردے

اے مسلمان تو بیدار مسلماں ہوجا   اپنے اسلام کا ایماں کا نگہباں ہو جا
بے خطر آگے نکل حامیٔ قرآں ہوجا   کوئی طاقت ہے کہ روکے تجھے طوفاں ہوجا

اے خدا شوکت اسلام دوبالا کردے
دہر میں کلمۂ اسلام دوبالا کردے

التجا بدرگاہ قاضی الحاجات

(مسلمانوں پر گوناگوں ازمائش وناگفتہ بہ حالات کا بیان)

مصائب ایسے ہیں یارب بیاں ہم کر نہیں سکتے
جلن سینے میں ایسی جو عیاں ہم کر نہیں سکتے

ہے یہ دورِ فتن اور ہیں مسلمانوں پہ ہر ہر جا
بلائیں جو ٹلانیکا گماں ہم کر نہیں سکتے

وہ دردِ دل ہے جس نے دل کو پارہ پارہ کرڈالا
مگر درماں کے کچھ وہم وگماں ہم کر نہیں سکتے

ملا زاغوں کو رتبہ اب عنادل نغمہ ساماں کا
بیانِ گردش وجورِ زماں ہم کر نہیں سکتے

تمامی کفر ملت واحدہ ہے متحد سب ہیں
مسلماں کو مٹادیں حرزِ جاں ہم کر نہیں سکتے

الٰہی اعتراف جرم ہے بے عمل ہم سب ہیں
ندامت اسقدر ہے جو عیاں ہم کرنہیں سکتے

بھکاری عفو کے ہیں ہم سوالی تیری رحمت کے
ترے اغیار سے آہ وفغاں ہم کرنہیں سکتے

الٰہی اپنی قدرت سے مٹادے چال اعدا کے
کہ اس گردش سے امید اماں ہم کرنہیں سکتے

خدایا حکم ہو سابق بحالی کا ترے در سے
وہ سکہ ہو رواں جسکو رواں ہم کر نہیں سکتے

مدبر کل جہاں کا لاشریک اسمیں تو ہے بیشک
ترے ہمتا کا ہرگز کچھ دھیاں ہم کرنہیں سکتے

جسے سرکانا سرکادے جسے رکھنا ہے رکھ لے تو
نظام ملک بے حکم تو یاں ہم کر نہیں سکتے

شیاطین برطرف اور ملحدین برخواست ہوں یارب
بغیر اسکے جو اصلاح جہاں ہم کرنہیں سکتے

شب معراج کی برکت سے ہو فضلؔ وکرم تیرا
دعا مقبول ہو اسکو زیاں ہم کر نہیں سکتے

توسل ہے شب معراج کے مہماں کا حاصل
کسی غیر خدا کو نگہباں ہم کرنہیں سکتے

بلندی مراتب اخترؔ تاباں کی زائد ہو
ہمارے غم کی حالت بر زباں ہم کر نہیں سکتے

ادارہ آپ کا نافع رہے دائم قیامت تک
کہ بے آں دار وِ مرضِ نہاں ہم کر نہیں سکتے

مسلمانوں کے دل میں اک لگن حب خدا کا ہو
کہ تلقین وریاضت بے نشاں ہم کر نہیں سکتے

سدا بیت الشرف منبع رہے رشد وہدایت کا
کہ بے حاذق رذائل بے نشاں ہم کر نہیں سکتے

مساجد مدرسوں کی رونق اس سے دراضافہ ہو
نظامِ کار اخترؔ ترک یاں ہم کر نہیں سکتے

التجا بدرگاہ قاضی الحاجات جل جلالہ

(اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت اور قرآن کی سیاست اور سیادت کے متعلق)

ہم عجب دور فتن میں ہوئے یارب ہر طرف رنگ فرنگی ہے ہویدا یارب
دین رخصت ہے تو لادیں کا ہے سودا یارب طرز مغرب کے ہیں ہم عاشق وشیدا یارب
شان اسلام کو عالم میں دو بالا کر دے
نور قرآن کو دنیا میں اجالا کردے

نفس امارہ وبدخو کے نہ ہوں بندہ ہم جرم وعصیاں کی رذالت سے نہ ہوں گندہ ہم
حرص میں ہوں نہ کبھی پھنسکے پراگندہ ہم سوء اخلاق کی شامت میں نہ افگندہ ہم
جس سے پیارا رہوں ترا تو ہمیں ایسا کردے
جس سے محبوب ہوں تیرا ہمیں ایسا کردے

جذبۂ خدمت قرآں ہو ہمارے دل میں موجزن جذبۂ ایماں ہو ہمارے دل میں
جوشش عشق کا طوفاں ہو ہمارے دل میں شوق پرواز کا ساماں ہو ہمارے دل میں
اپنے اسلاف کی سی ہم میں عزیمت دیدے
بول بالا ہو ترا ہم میں وہ ہمت دیدے

کہیں افراط عیاں اور کہیں تفریط عیاں　　معتدل کوئی بھی مسلک نہیں جاری بجہاں
پھنسکے دلدل میں فسادوں کے تبہ اہل جہاں　　ذکر ہے امن کا معدوم ہے پر امن واماں

اے خدا دہر میں قرآں کی سیادت کردے
دور الحاد میں قرآں کی سیاست کردے

اپنی قدرت کا کرشمہ تو دکھا دے یارب　　جلوہ قرآن کا دنیا کو دکھا دے یارب
کھیل قرآں کو بنایا ترے بندے یارب　　منچلے ایسی ہی نکلے ترے بندے یارب

رات دن دور قلابازی و غداری کا
مردمی گم ہے تو غلبہ ہے سیہ کاری کا

جور ہے ظلم ہے چرچا ہے ستمگاری کا　　گرم بازار سیاست ہے تو مکاری کا

زندگی بار ہے نیکوں کی اب اس دنیا میں
ناک میں دم ہے شریفوں کے اب اس دنیا میں

تشکر ببارگاہ الٰہی

پرورگار عالم ہے مہربان ہم پر
رحمت خدا کی بے شک ہے سائبان ہم پر

مومن کے گھر میں ہمکو پیدا کیا ہے اس نے
اسکی تجلیاں ہیں خود ضوء فشان ہم پر

ایماں کی پرتوؤں میں ہے پرورش ہماری
ظلمت سے کفر کی ہے وہ نگہبان ہم پر

شکر خدا کا جذبہ ہر آن موج ایماں
لطف وکرم جو بیحد ہے بیگمان ہم پر

ہر آن زندہ ہو ہوکر ہوں نثار اس کا
پھر بھی ادا نہ ہو جو حق ہے عیان ہم پر

ذکرِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

محمد کہ نور خدا بن کے آیا
جہاں میں وہ بدر دجا بن کے آیا

از فضل

حبیب پروردگار عالم رسول اللہ صَلیَ اللہ علیہ وسلم

لبوں پہ تبسم ہیں چہرے میں جلوے نگاہوں سے شفقت برستی رہی تھی
اِک اِک لفظ شیریں جو انکی زباں سے ہو سننے کو خلقت ترستی رہی تھی

وہ رفتار و گفتار و عادات و اطوار و گفت و شنید و ریاضت ، رفاقت
ہر اک چیز دشمن کا دل موہ لیتی محبت سبھی دل میں بستی رہی تھی

جو معبود باطل سے تھے لولگائے جو خالق سے نا آشنا سکے سب تھے
رہ حق دکھانا تھا اور فکر اسکی سدا دل میں کروٹ بدلتی رہی تھی

وہ گردن جو اکڑی ہوئی تھی دنوں سے تھی مغرور شرک وضلالت میں ڈوبی
جھکایا اسے آپ نے رب کے آگے اگر چہ وہ پہلے جھجکتی رہی تھی

محبت ، عطوفت ، صداقت ، عدالت ، رعایت ، ہدایت ، تھیں اخلاق انکے
بوقت تکلم جو ہوتے دُر افشاں تو بجلی سی منہ سے چمکتی رہی تھی

پسینے جو تھے جسم اطہر کے خوشبو، روایت بتاتی ہے عطروں سے اطیب
گذر آپ کا ہوتا جس راہ سے واں بہت دیر خوشبو مہکتی رہی تھی

طبیعت میں رحمت کا دریا چھپا تھا رہا رحمت عالم ان کا لقب تھا
کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھیں تو روح ان کی بیحد تڑپتی رہی تھی

ملے فضل کو ای خدا ایک قطرہ اسی بحر رحمت سے تیرے کرم سے
تو ہر دو جہاں اسکے ہوں گے اُجالا یہ منّت میرے دل میں بستی رہی تھی

نعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ومعجزات بیان ہوئے)

سکونِ قلبِ مضطر راحت دلدادگاں تم ہو
حبیبِ خالقِ عالم ہو پھر جان جہاں تم ہو

نہ ہوتے تم نہ ہوتی خلقت ارض وسما ہرگز
مراد ہر دو عالم باعث کون و مکاں تم ہو

تری لوح و قلم تک ہے رسائی پھر تعجب کیا؟
ہوا ہے چاند ٹکڑے تم سے بس اعجاز شاں تم ہو

تری رفتار و گفتار اور تری ہر ہر ادا دلکش
گل خندان گلزارِ وجود دو جہاں تم ہو

لوائے احمد تیرا ہے شفیع المذنبیں تم ہو
عظیم الخلق ہر مخلوق پر بس مہرباں تم ہو

نہیں ہوگا کسی کا کوئی جس دم روز محشر میں
نگہباں اپنی امت کے ہو تم اور سائباں تم ہو

شکنجے میں رہے اہل زمیں ظلم ملوکی سے
اصول عدل کو تم نے بسایا جان جاں تم ہو

شناسا عبد کو معبود کا ہے کردیا تم نے
انیس عاشقاں تم ہو چراغِ عارفاں تم ہو

ہو جاری فیض تیرا گنبد خضرا سے ہر ہر دم
چنوتی مدرسہ پر فضل پر خود فیض شاں تم ہو

التجا بحضور خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نوشتہ شد در تاریخ ۱۱/۴/۱۹۶۴ء

ہمچو سیماآبم سکون قلب گم کردہ منم
سوختہ اندوہگین وبس کہ آشفتہ سرم

اے امید عاصیان وراحت آشفتگاں
روز وشب در خواب و بیداری خیالت ہمدمم

یافتم بارے درت صد حیف در چشم زدن
صحبت آخر شد ومن زاں فغاں ہامی کنم

ایں تمنا باز حاصل گر بیاید شاہ من
برق چوں خنداں وہمچوں ابر گریانت شوم

داستان درد دل خوانم وہم سوز فراق
نغمۂ پر سوز ہمچوں بلبل نالاں کنم

خاک کویت گر بدست آید برُخ مالم ورا
باز آں را تو تیای چشم سازم دمبدم

گاہ آں بر سینہ مالم گاہ آں بر سر نہم
گاہ از بہر سکون قلب آں بر دل نہم

دلبرا! روحی فدایت ایں تمنا در دل ست
حاضر دربار باشم خاک بوس در شوم

واثگوں بختم مرا از درگہِ تو دور داشت
نالہ ہا وآہ ہا از سوز وساز دل کنم

شاہ کونینؐ کجا تو من کجا بے مایہ خس   لاف زن بر عشق تو باشم عجب شرمندہ ام

رحمۃ للعالمینؐ رحم خو، ذرّہ نواز   از کرمہائے تو من ایں گونہ جرأتہا کنم

حامی و غمخوار مظلومان و مسکیناں توئی   خُلق تو خلق عظیم ست اے شہِ والاشیم

کن کرم بر فضلؔ خستہ غرق دریائے گنہ   از ندامت شرمگیں خجلت زدہ خود دمبدم

اے شفیع المذنبینؐ چارہ گر روز جزا   کس ندارم جز تو اے سرتاج اصحاب کرم

شاد باش اے فضل تو مژدہ بگیر و غم مخور   خود خدایم غافر ذنب و رسولمؐ شافعم

تو مشو نومید کاینجا جاہِ امید و رجاست   پرخطر اُلیَاسُ کُفرٌ ہست نقش خاطرم

راہ نومیدی مرو کاینجا بسے امید ہاست   مژدۂ لاتقنطوا منصوص ربّ ذوالکرم

نعت حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ

رسول خدا کی تھی عظمت نرالی
جہاں میں تھی ان کی رسالت نرالی

بشارت ہے حاصل ہمیں یہ کہ ہوگی
قیامت میں انکی شفاعت نرالی

خدائی حکومت کی قائم انہوں نے
رہی اسکی پھر شان و شوکت نرالی

لگائے بہت زور اعدا نے لیکن
تھی اسلام والوں کی صولت نرالی

بھروسا خدا پر تھا ان کا نرالا
اٹل عزم تھا اور ہمت نرالی

ثبات قدم ان کا بے مثل دیکھا
تھی غزووں میں انکی شجاعت نرالی

عرب نے جو دنیا کی کایا پلٹ دی
عجب تربیت تھی نبوت نرالی

نرالا تھا لطف وکرم ان کا دائم
مروت نرالی تھی شفقت نرالی

تھا بچوں سے برتاؤ ان کا نرالا
نرالے تھے اخلاق سیرت نرالی

کہ ہمدرد مخلوق تھے وہ نرالے
تھی رافت نرالی عطوفت نرالی

ہمیشہ تھا ایثار ان کا نرالا
سماحت نرالی تھی رحمت نرالی

رہی عفو میں چالِ انکی نرالی
صحابہ سے انکی رفاقت نرالی

تھا اعمال میں یُسر ملحوظ ان کا
رہی اپنی امت پہ شفقت نرالی

طفیل نبی سے جو فضل خدا ہے
چنوتی مدرسے کی شان ہے نرالی

نذیری گلستاں سدا ہو بہاراں
ہو تدریس وتعلیم اسکی نرالی

از غیر (نعت)

اے گل ز تو خوشنودم تو بوئے کسے داری
وی سرو زتو تو نازم قدت بکسے مانی

از فضل باآں قافیہ

اے آنکہ باآں روزے کس رانہ کسے باشد
داری تو ز بہر ما ارزان نگہبانی
وی آنکہ زاخلاقت آباد ہمہ گیتی
تو نور زمین استی تو نور سماواتی

بقافیہ دیگر

اے آنکہ بحب تو مستانہ ہمہ عالم
وی آنکہ زحسن تو دیوانہ دل وجانم
اے رحم مجسم تو اے لطف مختم تو
اے حسن متمم تو اے عزم مصمّم تو
اے خوئے دلا ویزت محبوب ہمہ عالم
اے گل کہ ببوی تو مجذوب ہمہ عالم
اے آنکہ بشغف تو آشفتہ سرم دائم
اے آنکہ بشوق تو حیرت زدہ ام ہائم

ازغیب (نعت)

دل میں کیا رکھا ہے اب الفت حضرت کے سوا
اڑ گئے رنگ سبھی رنگ حقیقت کے سوا

حق کو دیکھا ہے خدائی نے جس آئینے میں
کوئی لائیگا کہاں سے تری صورت کے سوا

آستان شہ لولاک سے آگے جاکر
کچھ نہ پایا دل مشتاق نے حیرت کے سوا

نور توحید سے بھٹکے ہوئے پروانوں کو
کوئی رہبر نہ ملا شمع رسالت کے سوا

از من

امن کے نظم میں دنیا نے بہت غور کیا
کوئی نسخہ نہ تھا قرآں کی ہدایت کے سوا

بزم امکاں کی حقیقت کا تجسس جو کیا
کوئی باعث نہ ملا ہستی حضرت کے سوا

حشر میں جملہ بشر مل کے جو ڈھونڈینگے شفیع
کچھ ملیگا نہیں حضرت کی شفاعت کے سوا

نظم عالم کیلئے ڈھونڈ رہے ہیں مسلک
کچھ ملیگا نہیں سیرت کی اطاعت کے سوا

اہل دانش تو بہت ڈھونڈ چکے راہ نجات
نہ ملا کچھ شہ لولاک کی سیرت کے سوا

ہر دو عالم میں جو خوش بخت تمہیں بننا ہے
نہ ہو حاصل تمہیں قرآں کی سعادت کے سوا

نعت محبوب عالم ﷺ

کس کا تصور ہر قلب مضطر میں جلوہ سامان ہو رہا ہے
دل اور دماغ و ہر ریشہ ورگ میں بھی نمایان ہو رہا ہے

تکوین عالم کا ہیں وہ باعث کیا یہ شان محبوبیت ہے انکی
اکوان عالم کی ہر حقیقت میں وہ درخشان ہو رہا ہے

ہیں یاں محمد محبوب عالم افلاک میں احمد ہیں مکرّم
تاروں کے گلشن میں محفلِ انجم میں بھی تابان ہو رہا ہے

یہ سب اصول عدل وسیاست لطف ومساوات انہی کی سب ہیں
بندے خدا کے عالم میں ہر اک ممنون احسان ہو رہا ہے

وہ نور مُفَخَّم حسن مُتَمَّم سیف محتم عزم مصمم
عدل مجسّم آثار پر ان کے سب کا ایمان ہو رہا ہے

گردیدہ سب کو ہیں وہ بنائے اخلاق سے عفو سے کرم سے
انکی محبت میں دشمن جاں سرمست اتقان ہو رہا ہے

واحسرتا اے فضل حزیں ہر مسلم کی حالت میں ہے زبونی
چھوڑا ہوا ہے قرآن کو اور شعلہ بدامان ہو رہا ہے

التجا بحضرت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(مسلمانوں کی اخلاقی پستی وگراوٹ کا تذکرہ اور اعلائے دین کے لئے حوصلہ افزائی)

اے شاہ سبز گنبد اے شاہ کملی والے
یثرب میں رہنے والے آرام کرنے والے

دور فتن میں ہیں ہم حرص وہوا میں جکڑے
ہیں رنگ و بوئے عالم سب من بھلانے والے

غفلت ہے عیش ومستی اخلاق میں ہے پستی
کاموں سے کیا تعلق؟ باتیں بنانے والے

بے حس ہیں مردہ دل ہیں بدمست و بے خبر ہیں
آباء کی ہیں ہم اپنے عزت مٹانے والے

اے جان جان عالم ہو اک نگاہ ہم پر
ہم آپ کے ہیں امت ہیں آپ کے دلا رے

توحید کے جو جذبے سینوں میں موجزن ہیں
بوذرؓ کے رنگ میں خالدؓ کی شاں دکھانے والے

اعلائے دین ہو ہم سے پھر ہو وطن کی خدمت
ہوں اپنی قوم کے ہم وقعت بڑھانے والے

اس بنگلہ دیش کے ہیں نونہال ہم سب
ہم ہونگے بے شک اسکی ہیبت بڑھانے والے

ہے آپ کے توسل سے یہ سوال ومنت
فضلؔ خدا ہمہ دم ہوں ہم پہ آنے والے

تذکرۂ معراج النبی ﷺ

(الٰی حضرۃ خیرالوریٰ ﷺ)

سلام اے رحمۃ للعالمیں جان جہاں تم ہو
مہینِ بزم امکاں باعث کون ومکاں تم ہو

سلام اے مقصد لولاک وشاہ قبۂ خضرا
مراد ہر دو عالم رہنمائے انس وجاں تم ہو

تری لوح وقلم تک ہے رسائی پھر تعجب کیا
اشارہ سے ہوا شق القمر اعجاز شاں تم ہو

رہی ظلمتکدہ دنیا کیا روشن اسے تو نے
کہ خود بدر دجی شمس الضحایِ ضوفشاں تم ہو

جگادی اک لگن بندوں کے دل میں آپ نے بیشک
چراغ عاشقاں تم ہو انیس عارفاں تم ہو

حبیب کبریا ہو مصطفا ومجتبا تم ہو
جناب کبریا میں بیگماں عالی مکاں تم ہو

کہ معراج سماوات اور سیر لامکاں میں تم
رہے مدعو جناب کبریا کے میہماں تم ہو

ادھر تھا طور سینا میں وہ اعلاں لن ترانی کا
ادھر مخصوص دیدار بصر کے بالعیاں تم ہو

براق برق رفتار اور جبریل امیں آئے
باستقبال تو شاداں عجب محبوب شاں تم ہو

دلائل فلسفی کے التیام وخرق کے مانع
بیک پرواز جو سب کر دیا ہے بے نشاں تم ہو

رہے ہیں چکّروں میں استحالہ کے وہ چکّراتے؟
تم ہی نے ہوش میں لایا انہیں معجز نشان تم ہو

حصار فلسفہ میں زلزلہ معراج سے آیا
نیا اک باب کھولا فکر کا شوکت نشاں تم ہو

چلو ہم مانگ لیں فضلؔ خدا سے مغفرت سب کی
کہ مجلس میں جلیس صالحاں وعالماں تم ہو

التجا بحضرت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(امت مسلمہ کی پس ماندگی کا تذکرہ)

اے شاہ سبز گنبد اے شاہ کملی والے
یثرب میں بسنے والے احسان کرنے والے

حرص و ہوا میں پھنس کر امت تیری ہیں مفتوں
ہیں رنگ و بوئے عالم سب دل بھلانے والے

اخلاق میں ہے پستی غافل ہیں مردہ دل ہیں
اعمال میں ہے سستی باتیں بنانے والے

اعمال کی ہے شامت سر پر جو آپڑی ہے
ہنگامۂ مصائب ہیں جاں کھپانے والے

کرتوت کی سزائیں اعمال کی جزائیں
آتے رہے پیاپے ہیں اور آنے والے

ہر سو نحوستیں ہیں چارہ نہیں ہے کوئی
بیچارگاں کا چارہ ہیں آپ ہونے والے

ہے منصب شفاعت منظور تیرے حق میں
الفاظ ہوں سفارش کے کام آنے والے

اے رحمت مجسم ہو اک نگاہ اس سو
آفت رسیدگاں کو بے شک چھڑانے والے

ارزاق میں تفاتر امراض میں تکاثر
افکار کے تواتر میں ہم ہیں پھنسنے والے

یارب معیشۃ ضنکا سب پہ آپڑی ہے
بہر نبی نجات اس میں ہم ہیں پانے والے

امن واماں ہیں گم شد خوف وہراس ہر آں
سیل رواں مصائب کے ہردم آنے والے

عفو گنہ ہو یا رب آفات دور ہوں سب
حضرت کے واسطہ سے ہیں رحم پانے والے

یا رب تو کر حفاظت ہر آفت وبلا سے
جتنے ہیں مدرسہ کی امداد کرنے والے

یارب رہے ہمیشہ یہ مدرسہ چمکتا
طلاب اسکے ہوں سب مقصود پانے والے

سب خیر خواہ پر اسکے فضل وکرم ہو تیرا
اور کاروبار میں ہوں مقصد کو پانے والے

نظم بتقریب محفل سیرت النبی ﷺ ۱۹۷۵ء

(جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے مختلف گوشے اور مقاصدِ
سیرۃ النبیؐ محفل بیان کیے گئے)

ادا حسن ازل کی جملہ عالم میں ہے ضو افشاں
مقام قرب پر حیرت میں مردانِ رَہِ عرفاں

عنادل گلشن رضواں کے ہیں تازہ زباں ہر جا
مقام حمد میں رطب اللساں اور شکر میں شاداں

عیاں آئینۂ سیرت میں شاں ختم رسالت کی
عجب طرز عمل تدبیر حفظ دیں رہی شایاں

عیاں اعجاز ختم المرسلین ہر گوشہ عالم میں
عیاں آفاق عالم میں ہمہ جا جلوۂ قرآں

یہ سیرت خود شریعت خود طریقت خود حقیقت ہے
ہے سیرت آپ کی واقع میں خود ہی نقشۂ قرآں

ہے سیرت صورت قرآں ہے سیرت معنی قرآں
ہے سیرت حکمت قرآں ہے سیرت جادۂ عرفاں

ہے تتمیم مکارم صورت اخلاق میں سیرت
یہی سیرت بناتی آدمی کو واقعی انساں
یہی سیرت ہے بنیاد نظام عدل دنیا میں
یہی سیرت ہے راز زندگی درمانِ ہر ارماں
حبیب کبریا کے حب میں بھر پور مستغرق
جناب شاہ حافظ بانیٔ ایں محفل ذیشاں
خدایا شاہ کی طول حیات و تندرستی ہو
بقائے محفل سیرت بھی ہو تا ہستیٔ ازماں
الٰہی بدعتوں سے رسم بد سے بھی ہو خالی یہ
الی یوم القیامہ پاک ہو از فتنۂ دوراں
مسلمانوں کے دل میں ہو محبت آپ کی پیدا
ہو نقش پائے احمد مخزن اسرار ہر انساں
ہوں جذبات محبت موجزن دل میں مسلماں کے
ہو خوشنودی خدا کی منتہائے مقصد و ارماں
دعائیں فضلؔ کی منظور کر اور در گذر فرما
ترے دریائے رحمت بیکراں ہے اور تو رحماں
خطاکار وسیہ کار اور ناکارہ ہوں نالائق
مگر لا تقنطوا من رحمة الله ہے مرادرماں
ہو ہم پر اہل محفل پر تری رحمت کا فیضان اور
مدد گاروں پہ سیرت کے بقول وفعل اے رحماں

بتقریب محفل معراج النبی ﷺ

(جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گونا گوں صفات کا بیان)

کروں کیا شکر منعم لا تناہی فیض افشانی
زباں محدود ولامحدود ہیں الطاف یزدانی

ہو نعت آں امام المرسلین میری زباں سے کیا
کہ طٰہٰ اور یٰسیں جنکے ہیں القاب قرآنی

شب معراج کی برکت کا اسکی برتری کا میں
بیاں کیا کرسکوں بیحد ہے اسکی نور افشانی

شب معراج کے فیضاں سے ہیں معمور سینے سب
بنے ہیں قلزم مَوّاج از جذبات ایمانی

شب معراج میں زندہ دلوں کی خاص حالت ہے
چہ خوش آباد ہے دل جلوہ گاہ نور یزدانی

نگاہ مرد مؤمن کی رسائی فرش سے تا عرش
دل شیدائے اور خود مخزن اسرار عرفانی

ہوئے جب گنبد خضرا پہ حضرت گامزن اس دم
مچی اک کھلبلی اہلا و سہلا مرحبا خوانی

سفر میں بارگاہ رب تلک مدعو ہوئے پہونچے
ہوئی دیدار چشمی قرب روحانی و جسمانی

ہوئی معراج قبل از ہجرت یثرب بیک سالہ
یہ تھی تیاری اسکی ہو زمین پر حکم ربانی

گورنر آپ تھے محکم خدائی سلطنت کا بس
حضوری خاص تھی لازم بقانون جہانبانی

ملی واں روئداد نظم عالم تاقیامت کی
خدائی ہو حکومت بعد ہجرت عدل سامانی

خدایا فضل سے اپنے قبول اس نظم کو کر لے
اور اسکی برکتوں سے عفو کر ہمکو بآسانی

دیگر بتقریب محفل معراج النبی ﷺ ۱۹۷۵ء

(جس میں امت مسلمہ کو اخلاق نبوی اور قرآن پر عمل پیرا ہونے کیلئے تاکید دی گئی ہے)

اے مسلمان تو بے داغ مسلماں ہوجا
سیرت احمد مختار پہ قرباں ہوجا

کامیابی دوجہاں کی جو ہے مطلوب ترا
جاں نثار شہ لولاک تو اے جاں ہوجا

شان عالی شہِ بطحا کی تو معراج میں دیکھ
اور بھرپور محبت میں چوں سلماںؓ ہوجا

دیکھ آئینۂ سیرت میں رموز قرآں
پیکر عمل بن اور مرد مسلماں ہوجا

شمس قرآن ہے مطلع ہے اسی کی سیرت
کر اجالا اسے اور شمع شبستاں ہوجا

شاہ کونین کی سیرت کی اشاعت کرکے
دور غفلت میں ہدایت کا تو ساماں ہوجا

ہے جو پیغام حیات ابدی یہ قرآں
چھوڑ غفلت کو تو اور داعی قرآں ہوجا

سبز گنبد کے مکیں کا تو فدائی بنکر
جادہ پیما تو سوِ منزل عرفاں ہوجا

کور ہے عقل کا جو ہوگیا منکر اس کا
چھوڑ اسے شغل میں اپنے تو چوں طوفاں ہوجا

اے خدا شاہ چنوتی کی یہ ذی شاں محفل
زندہ رکھ اسکو سدا اس کا نگہباں ہوجا

عمر میں شاہ کی یارب تو درازی کردے
اے مسلمان ہر اک دل سے دعا خواں ہوجا

فضلؔ سے اپنے خدایا یہ دعائیں سن لے
دہر میں قوم مسلماں کا نگہباں ہوجا

حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی نسبی شان

نسب از بوالبشر برسید تا پشت خلیل اللہ
سپس برسید آں گوہر سوِ پشت ذبیح اللہ
رسید آں سلسلہ باشرف وعز خود بعبد اللہ
خوشا آں در یکتا ہیں میان دو ذبیح اللہ
کہ مخصوص واخص الخاص بُد در زمرۂ انساں
خریدہ خود خدا دو بار آں گوہر کہ شد ذی شاں

سیرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت بدر دجا ہے شمع راہ سالکیں
رہبر راہ نجات و راہ ایمان ویقین
ہے یہی سیرت کہ اس سے پہنچو تا حق الیقین
باز سیرت موصلت تا رتبۂ عین الیقین

وہ بلندی اور پستی زندہ سیرت ہی سے ہے
اور ذکر اللہ سے قائم ہر مکان و ہر مکیں
ذکر اللہ ہے اسی سیرت سے جاری ہر جگہ
جو نہ ہو سیرت زمیں پر ہو قیامت بالیقیں

ہے ثابت ذکر اللہ جب تلک باقی ہے یاں
آنہیں سکتی قیامت حکم ہے محکم مبیں
آسماں شمس و قمر پھر محفل انجم سبھی
ہیں بدولت سیرت آں رحمۃ للعالمیں

فیض سیرت کے سوا چارہ کسی کو ہے نہیں
انس ہو یا جن ہو یا افلاک ہوں یا ہو زمیں
آسمان سیرت احمد کا تارا غوث پاک
شمس چارم آسماں ہے انکے آگے شرمگیں

نقش سیرت گر مٹے دنیا سے اس دم دیکھنا
عالم ہستی فنا ہے ہم نہیں تم بھی نہیں
گلشن سیرت کے خنداں پھول لاکھوں دیکھ لو
انکی ہستی سے منور، مشکبو ساری زمیں

محفل انجم فلک میں اور وہ شمس و قمر
جلوۂ احمد کے سب ذرات ہیں قطرات ہیں

آں صحابہ تابعیں وتبع ایشاں رابہ بیں
آسمان علم کے لمعاں ستارے بالیقیں

راویانِ سیرت و حفاظ سنت را بہ بیں
آں اماماں مجتہد حفاظ سنت را بہ بیں

بوحنیفہ احمد و مالک ، امام شافعی
گلشن سیرت کے گل ہیں یاسمن اور یاسمیں

ہیں بخاری ، مسلم و بوداؤد و ہم ترمذی
اور نسائی ابن ماجہ خدام سیرت بالیقین

بایزید و رازی و رومی ، جنید وبختیار
خواجۂ چشتی نظام الدین رئیس عاشقیں
شمس تبریزی وعبد الباری و اعظم گڈھی
شہ نذیر احمد جناب ارکانی وشاہ مہیں

بحر عرفاں کے درخشاں لعل سب ہیں پر بہا
مشکبو گلہائے خنداں گلشن سیرت کے ہیں

جلوۂ سیرت رہا اک معجزہ اس دور میں
ہے کرامت شاہ کی اسکی اشاعت اس دور میں

سینۂ شاہ چنوتی ہے سمندر پر ترنگ
صاحب لولاک کے جانباز عاشق بالیقیں

سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بلا شک سیرت خیر الوری ہے عمل بالقرآن
یہی ہے واقعی خلق عظیم مژدۂ فرقاں
دیا تورات میں وعدہ اسی کا حضرت موسی
اسی سیرت کا مژدہ دیکے اوپر چل بسے عیسی
جنَا ہے سیرت احمد نے خالد طارق و موسی
بلال حبش کو حاصل اسی سے رتبۂ اعلی
یہی سیرت سنواریگی تجھے خلق ومروت سے
یہی سیرت ملائیگی تجھے رمز اخوت سے
یہی سیرت نکالیگی تجھے قعر مذلت سے
یہی سیرت بچائیگی تجھے خوف ہلاکت سے
یہی سیرت بچائیگی تجھے نار جہنم سے
یہی سیرت بچائیگی تجھے قہر دمادم سے

یہی سیرت ملائیگی تجھے صبح سعادت سے
یہی سیرت نکالیگی نحوست سے شقاوت سے

اسی سے بنتے ہیں اقطاب واوتا داور ابدالاں
ازیں ہم بوحنیفہ شافعی احمد ومالک داں

ہے سیرت خود شریعت خود طریقت جادۂ عرفاں
یہی سیرت بناتی آدمی کو واقعی انساں

اسی سیرت کو اپنا لو مسلمانو! معیشت میں
بنوگے فائز دنیا و عقبیٰ تم حقیقت میں

خدایا بخش توفیق عمل ہم سبکو قدرت سے
بنیں مرد مسلماں باصفا خلق ومروت سے

خدایا جنکی خاطر تیرا سارا کارخانہ ہے
زمیں پر آسمان سبز گنبد شامیانہ ہے

ستاروں سے چراغاں آسماں میں جنکی خاطر ہے
یہ شان کیف زا اس خاکداں میں جنکی خاطر ہے

سلام اہل محفل تحفۂ دربار تک پہونچے
کیوف بزم سیرت ھدیۂ دربار تک پہونچے

صاحب معراج سے خطاب!

ای صاحب معراج وہ اجالا تمہیں تو ہو
روشن ہے جس سے پستی وبالاِ تمہیں تو ہو

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شب تار الستُ سے
اس نور اولیں کا اجالا تمہیں تو ہو
اس محفل شہود کی رونق تمہیں سے ہے
کونین کے بے شک شہِ والا تمہیں تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولی تمہیں تو ہو
جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر
اسکی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو
جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گذر گیا
اے ؟ رہ نورد جادۂ اسرا تمہیں تو ہو
دنیا میں رحمت دوجہاں اور کون ہے ؟
جسکی نہیں نظیر وہ تنہا تمہیں تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جسکے ہاتھ نے
اے تاجدار یثرب وبطحا تمہیں تو ہو

بیتی سنائیں جاکے تمہارے سوا کسے
امت کا اپنی ایک ہی ملجا تمہیں توہو

ہیں آپ ابو البشر کی خلافت کا تاجدار
آدم کی نسل میں در یکتا تمہیں تو ہو

وہ رتبۂ بلند بدائم دیا گیا
عرش بریں پہ جسکو وہ یکتا تمہیں تو ہو

اسریٰ بعبدہ ہے بیان جسکی شان کا
وہ شاندار رتبۂ علیا تمہیں تو ہو

سدرہ سے رہ نورد ہوئے لامکان کے
مسند نشین رفرف اعلی تمہیں توہو

ہمسر تمہارا خلق خدا میں نظر کیا
کوئی نہیں ہے صاحب لو لا تمہیں توہو

حبّ نبی نہیں جسے تو حبّ خدا نہیں
حب خدا کا واسطہ وثقی تمہیں تو ہو

شب معراج کے متعلق

۱۹۷۶ء مطابق ۱۳۹۶ھ

اے ختم رسل صاحب معراج تری شاں
دل سے ہے فدا تجھ پہ ہر اک صاحب عرفاں

افلاک میں اے صاحب معراج تری شاں — اکوان میں اے صاحب معراج تری شاں
دشت و جبل و وادی و صحرا میں تری شاں — ہر گوشۂ عالم میں نمایاں ہے تری شاں

اے ختم رسل صاحب معراج تری شاں
دل سے ہے فدا تجھ پہ ہر اک صاحب عرفاں

اس خاک سے تا عرش سفر تیرا روا تھا — از فرش زمیں تا بفلک شور بپا تھا
حوران جناں کا بھی سرور اور سَوا تھا — نیز اہلا و سہلا کی صدا خاطر مہماں

اے ختم رسل صاحب معراج تری شاں
دل سے ہے فدا تجھ پہ ہر اک صاحب عرفاں

ہر صاحب عرفاں کے تہ دل میں ترا نام — منصوص رفعنا لک ذکرک کا ہے پیغام
ایتام و مساکین پہ احساں تھا ترا کام — ہر زاویۂ ربع میں ظاہر ہے تری شاں

اے ختم رسل صاحب معراج تری شاں
دل سے ہے فدا تجھ پہ ہر اک صاحب عرفاں

اذان وتحیات واقامت میں ترا نام   انصاف وعدالت کی اقامت میں ترا نام
توحیدورسالت کی اشاعت میں ترانام   خالق سے محبت کی ہدایت ہے تری شاں

اے ختم رسل صاحب معراج تری شاں
دل سے ہے فدا تجھ پہ ہراک صاحب عرفاں

ہر نخل وگل و خار کی ہے روح ترا نام   اجرام پُر انوار کی ہے روح ترا نام
اشجار کی احجار کی ہے روح ترا نام   کل کون پراسرار میں شایاں ہے تری شاں

اے ختم رسل صاحب معراج تری شاں
دل سے ہے فدا تجھ پہ ہراک صاحب عرفاں

کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عرش بریں کے میہماں　　نوری تن ونوری رواں
جادہ نورد لا مکاں　　ہمتا نہیں ترا کوئی
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

اے صاحب لولاک تو　　طٰہٰ ویٰسیں پاک تو
سیاح در افلاک تو　　در ما سوی یکتا توئی
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

تیرا لقب ہے عبدہ　　منصب ترا و رسولہ
موقف ترا و حبیبہ　　جان جہاں تو یا نبی
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

معراج کا تو میہماں　　دیدار رب سے شادماں
تھی لن ترانی بے نشاں　　در دو جہاں تو سروری
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

عالم نثار خوئے تو　　روحی فدائے بوئے تو
یا حبذا ابروئے تو　　از وصف ما بالا تری
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ
یا رب سلام ما رساں　　فریاد و نالۂ ہمگناں
در قبۂ خضرا رساں　　پیش رسول ہاشمی
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ
سیرت کا ہرسو غلغلہ　　ہر دل میں جوش اور ولولہ
ہر ایک عاقل بے شبہ　　مستانۂ حب نبی
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ
شاہ چنوتی کی نظر　　تبلیغ سیرت سر بسر
ہو جلوہ در ہر بحر وبر　　روحی فداک یا نبی
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

نعت سرورِ کائنات ﷺ

(جس میں حضورؐ کی محبت میں سرشار ہو کر اظہارِ تمنا کرنا)

ہے تمنا یا نبی میں گنبد خضرا چلوں
خاک یثرب تو تیا ہو اور مَیں آنکھوں میں مَلوں
جالیوں کے پاس میں آنسو بہانے کو چلوں
تاجدار ارض بطحا کی زمیں کو چوم لوں
گاہ گلیوں میں مدینے کی میں آشفتہ پھروں
حاضر در ہو کے گاہے آپ بیتی میں کہوں
خاک چھانوں میں مدینے کی کہ مستانہ چلوں
قبۂ خضرا کے منظر میں کبھی گم ہو رہوں
آب وباد وخاک یثرب کو سنانے کو چلوں
قصہ ہائے درد دل حال جدائی بھی کہوں
سوز دل آہوں میں ہو اور ابر چوں گریاں بنوں
گاہ مستانہ بمثل برق میں خنداں بنوں

درد و غم ہوں آشکارا بلبل نالاں بنوں
اور سرشاری میں گاہے چوں گل خنداں بنوں
بے نوا ہوں یا رسول اللہ ہے قسمت واژگوں
رحمۃ للعالمیں کے لطف کا محتاج ہوں
گہ نسیم مشکبوئے ارض بطحا سونگھ لوں
گاہ واں مہکی ہواؤں میں بھی مَیں گم ہو رہوں
بے عمل کمزور پر امیدوار رحم ہوں
اور سفارش خاتمہ بالخیر کی عرضی کروں
رحمۃ للعالمیں محبوب رب العالمیں
ہے سہارا آپ کا گرچہ بہت نادار ہوں
یاں بزرگوں کی حضوری میں توسل میں کروں
انکی خاطر یہ دعائیں فضل کی مقبول ہوں

درشانِ معراج النبی ﷺ ۱۹۷۷ء

جاں تازہ و دل زندہ ہے، جس سے وہ تمنا تمہیں تو ہو
عرفاں سے منور دل سب ہیں، ان سب کا اجالا تمہیں تو ہو

عالم جو عدم سے ہستی میں، آیا ہے تو باعث اس کا کون؟
خلقت کا وہ اول نور یقین، اے صاحب لولا تمہیں تو ہو

امکاں کی یہ بزم پر رونق، کا شمع تری ہے ذات فرید
کونین کے افسر اور رہبر، بیشک شہ لولا تمہیں تو ہو

ہیں آپ دُر یکتا ہستی میں، ہے جسکی نظیر مل سکتی نہیں
جبریل کا پر جلتا ہے جہاں، اس رہ کا شناسا تمہیں تو ہو

ہیں آپ کی خاطر سب کچھ ہی بنے، ہیں آپ ہی اول جو ہر جود
ہژدہ ہزاروں عالم سبکی، پس غایت اولی تمہیں تو ہو

اس خاک سے تا عرش سفر، جس نے کیا وہ آپ ہی ہیں
جبریل و براق ورفرف کے، مخدوم نرالا تمہیں تو ہو

امکان کی سرحد سے گذر کر، لاہوت کا مہماں آپ بنے
وہ نور مجسم بدر دجا اے صاحب اسرا تمہیں تو ہو

سیرت نے تمہاری راہ دکھائی اللہ کے پیارے بننے کی
عالم میں نظام عدل بسایا ہستی کا دلارا تمہیں تو ہو

بیتی سنائیں ہم اپنی کسے، جو آپ کے آقا اُمّت کے
محشر کی مصیبت میں سب کے لئے ایک ہی ملجا تمہیں تو ہو

یہ محفل معراج ایک کرشمہ حوصلہ عالی شاہ حافظ چنوتی کا
امت کی محبت کا ایک ہی مرکز اے والی بطحا تمہیں تو ہو

ہو عمر درازئ شاہ حافظ چنوتی اے پاک خدا رحمت سے تری
اے داعی حب حسن ازل درم بس حسن کا جلوہ تمہیں تو ہو

پائندہ ہو محفل فضل خدا سے ہو نور فشاں ہر چار طرف
گنبد خضرا کی مسند پر، ہیں جلوہ نما وہ تمہیں تو ہو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی عظمت

ہشیار مسلمانو ! یہ دربار محمد ہے
زنہار مسلمانو! یہ دربار محمد ہے

سیرت کی ہے یہ محفل دربار محمد ہے
آداب بجا لاؤ یہ دربار محمد ہے

گستاخ نہ بننا تم اس مجلس اقدس میں
با عز ونیاز آو یہ دربار محمد ہے

با قلب عقیدت مند بیٹھو اسی محفل میں
با توبہ نصوح آؤ یہ دربار محمد ہے

وعظوں کو سنو تم یاں اور یاد رکھو اس کو
با صدق نیت آؤ یہ دربار محمد ہے

ہر دل میں محبت اور عظمت ہو محمد کی
اور قلب حزیں لاؤ یہ دربار محمد ہے

خاموش یہاں بیٹھو ہرگز نہ کرو باتیں
اور خوب کان لگاؤ یہ دربار محمد ہے

نعمت اسے سمجھو تم اور قدر کرو اسکی
با عجز دل کو لگاؤ یہ دربار محمد ہے

گستاخی وبیبا کی بربادی عمل کی ہے
با خوف و رجا آؤ یہ دربار محمد ہے

اٹھ اٹھ کے نہ بھاگو تم باقلب سکیں بیٹھو
با حب نبی آؤ یہ دربار محمد ہے

ہیں ساتھ تمہارے پھر کثرت سے ملائک یاں
شرماتے ہوئے آؤ یہ دربار محمد ہے

سلام پہونچے

دربار میں یثرب کے یا رب　　مرے ہدیۂ سلام پہونچے
بطحا کے شہنشہ کے پاس　　یہ تحفۂ سلام پہونچے
سیرت کی جو ہے یہ محفل　　کوشش ہے تیری امت کی
قرآں کی اشاعت ہے ہر سو　　یہ نور اسکا تمام پہونچے
الحاد کا جو دور یہ چلتا ہے　　ہر جانب اسی کا ہے دورہ
طوفاں ہے مادہ پرستی کا یاں　　اصلاح پر کیا کام پہونچے
اک شور بپا اس دنیا میں　　کہ امن واماں یاں قائم ہو
کرتے نہیں لیکن وہ سب کام　　جو مقصود کو تمام پہونچے
سیرت کو محمد کے جو اپنا لے　　جنت بن جائے گی یہ زمیں
کوشش ہے یہ تیری امت کی　　ہر گوشہ میں یہ پیغام پہونچے
اخلاص کی کمی ہے ہم سب میں　　حاجت ہے دعا کی اے آقا
جلوہ تیری سیرت کا ہو ہر سو　　عالم میں ترا یہ نظام پہونچے
سیرت کو بسا کر کیا جو تم　　دنیا کی سیاست میں دیکھو

بنجائے بہشت یہ سارا جہاں
امن واماں کا مقام پہونچے

صل علی محمد ﷺ

یا ربنا یا ربنا صل علی محمد ﷺ
صل علی حبیبنا صل علی محمد ﷺ

سیرت نبی کی شان ہے قرآن اسکی جان ہے
مؤمن کا یہ ایمان ہے صل علی محمد ﷺ

وہ رحمۃ للعالمین ، قبل نبوت الامین
وہ مہبط روح الامین صل علی محمد ﷺ

وہ نور ذات مصطفا ، شمس الضحیٰ بدر الدجی
بے شک ہیں وہ خیر الوری صل علی محمد ﷺ

وہ شمس ہے اور یہ قمر، وہ انجمن تاروں کے پھر
سب نور احمد کا اثر ، صل علی محمد ﷺ

اللہ کی رحمت سبھی ، آتی جہاں پر ہر گھڑی
ہے واسطہ سب میں نبی ، صل علی محمد ﷺ

احمد کی سیرت چھوڑ کر ، جاتے کدھر ہو دوڑ کر
ایسا نکر اے بے خبر ، صل علی محمد ﷺ

سیرت تری حیات ہے، سیرت تری ممات ہے
سیرت رہ نجات ہے ، صل علی محمد ﷺ

حب خدا ایمان ہے ، حب نبی اتقان ہے
سیرت کا یہ اعلان ہے ، صل علی محمد ﷺ

شاہ چنوتی کی آروز ، سیرت کا بول و بالا ہو
سارا جہاں اجالا ہو ، صل علی محمد ﷺ

امت پہ یارب فضل ہو سیرت پر ان کا عمل ہو
نور نبی سے وصل ہو صل علی محمد ﷺ

نعت حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد کہ نور خدا بن کے آیا　　جہاں میں وہ بدر دجا بن کے آیا
یہ دنیا تھی تاریک گمراہیوں سے　　وہ خورشید ظلمتکدہ بن کے آیا
امین خدا رحمت ہر دو عالم　　وہ جان جہاں دلربا بن کے آیا
ملی اُن سے جام مئے عشق یزداں　　وہ شہباز مہر وفا بن کے آیا
فدائی ہیں سب انکی ہر ہر ادا کے　　جو اخلاق میں خوش ادا بن کے آیا
چمن سارا مست مئے عشق گل ہے　　جو وہ بلبل خوشنوا بن کے آیا
کہ تھی تشنہ کامی سے عاجز یہ خلقت　　وہ عالم میں ابر سخا بن کے آیا
جو محتاج وبیوے یتیم اور غمیں تھے　　تو وہ سب کے حاجت روا بن کے آیا
ہیں شیدا دو عالم گرفتار الفت　　جو حسن قدم جلوہ زا بن کے آیا
جو کشتی ہماری بھنور میں پڑی تھی　　حبیب خدا نا خدا بن کے آیا
بھکاری ہے سرکار کا فضلؔ نادم　　طلبگار لطف و سخا بن کے آیا
صنم خانہ کعبہ تھا کفر و ظلمت　　مٹانے کو نور خدا بن کے آیا
یہ دنیا جو کوری تھی حب خدا سے　　وہ داعی حب و وَلا بن کے آیا

یہ گیتی جو تھی مبتلائے مصیبت
مسیحائے رنج و بلا بن کے آیا
امام رسل خاتم مرسلیں ہیں
وہ سردار کل انبیا بن کے آیا
وہ تھے اولیں نور ایجاد ہستی
کہ آخر میں شمس ضُحا بن کے آیا
یہ کون ومکاں سب طفیلی ہیں ان کے
وہ محبوب رب العلی بن کے آیا
دعایِ خلیل اور، ہیں فخر آدم
تو وہ دہر میں مصطفیٰؐ بن کے آیا
ہیں سب سنگریزے وہ ان میں کا موتی
چنیدہ تھے وہ مجتبیٰ بن کے آیا
ہے انسان کو زندگی کا نمونہ
دکھانے کو خیر الوری بن کے آیا
ہدایت کی پیاسی یہ دنیا تھی ساری
سراپا وہ نور ہدی بن کے آیا
تھے اہل دول سب ہی خونخوار ظالم
مٹانے کو تیغ خدا بن کے آیا
جو گلشن کے حالات بس جانگزا تھے
وہ ہمچوں صبا جانفزا بن کے آیا

جو چھائی ہوئی مردنی تھی ہمہ جا
جِلانے کو آبِ بقا بن کے آیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق نعتیہ قصیدہ
(بزبان فارسی)

درمدرسۂ حکیمیہ عالیہ چنوتی مورخہ ۱۸ر جولائی ۱۹۶۵ء

شمیم یثرب وبطحا صبا آوردہ است ایں دم
کہ یادآں حبیب کبریا آوردہ است ایں دم

دلِ گریانِ من سوز فراقش در بیاں آورد
کہ ابرِ کوہساری گریہ ہا آوردہ است ایں دم

چوں ذکر مولد پاکش بدلہا جذبہ ہا آورد
زبانِ نعت گویاں نغمہ ہا آوردہ است ایں دم

مراد و آرزوی بانی کعبہ وپور او
ذبیح اللہ ذی شاں جلوہا آوردہ است ایں دم

نوید ابن مریم اولیں ایجاد عالم او
بصد شوکت بہ ہستی نورہا آوردہ است ایں دم

کہ اعجاز ولادت برزمین وآسماں دیدم
کہ ہر ہر جسم نوری مژدہ ہا آوردہ است ایں دم

نجومی کاہن واحبار ورہباں ہمگناں لرزاں
کہ ختم المرسلیں اعجاز ہا آوردہ است ایں دم

شدہ فاران نازاں کنگرہ ہا بام کسرائی
شکستہ ہر یکے ہم لرزہ ہا آوردہ است ایں دم

توسل باپناہ بے پناہاں ہر زماں دارم
اجابت از درِ رحماں ندا آوردہ است ایں دم

ہمین است درسگاہِ یاد گار دست استاذم
چوں ذکرش آمدہ رو حم صدا آوردہ است ایں دم

بفضلت اےخدا ایں مدرسہ راکن فروزاں تر
دعا برلب چوآمد خود رجا آوردہ است ایں دم

غزلیات

محبت شے ہے ایسی جو بیاں میں کر نہیں سکتا
جلن ہے گرچہ سینہ میں نہاں میں کر نہیں سکتا

از مؤلف

محبت

محبت شی ہے ایسی جو بیاں میں کر نہیں سکتا
جلن ہے گرچہ سینہ میں نہاں میں کر نہیں سکتا

علاج مرض کا ناصح تقاضا ہر زماں کرتے
مگر داروئے چشم خوں فشاں میں کر نہیں سکتا

اداسی چھاگئی ہے بزم حسن و عشق میں لیکن
خموشی ترنم کیوں؟ عیاں میں کر نہیں سکتا

ملا زاغوں کو رتبہ عندلیب نغمہ ساماں پر
بیان گردش وجور زماں میں کر نہیں سکتا

بقافیہ دیگر

وہ درد دل ہی کیا جو دل کو پارہ کر نہیں سکتا
جو اسکو ذرہ ذرہ پارا پارا کر نہیں سکتا

علاج درد کیوں ناصح ؟ وہی محبوب ترشی ہے
زوال سوز دل دل خود گوارا کر نہیں سکتا

بیان سوز و ساز عشق سے کیا فائدہ تجھکو
کہ گلفام حسیں جسکو گوارا کر نہیں سکتا

نگاہ ناوک افگن جو کلیجہ چیر کر گذری
علاج اس کا ہو کیا؟ میں اس کا چارا کر نہیں سکتا

جو میں نے حال زار اپنا کیا ظاہر کہا اس نے
میں ہوں تیرا میں دل کو سنگ خارا کر نہیں سکتا

جو بزم دل رہا میں، میں ہوا حاضر کہا ہنس کر
مرا شیدا ہے تجھکو بے سہارا کر نہیں سکتا

رہی بے التفاتی بے نیازی اک زمانے تک
کشش سچی مگر تھی وہ کنارا کر نہیں سکتا

ترانہ ساز حسن و عشق کا جو میں رہا اب تک
ولیکن ذکر اس کا اب دوبارہ کر نہیں سکتا

خدا کا فضل ہے ان سے ہوئی ہے بے وفائی خود
کہ میں اس عیب کو ہرگز گوارا کر نہیں سکتا

جفا و وفا

ہوں ناشاد دل میں تڑپتا رہا ہوں نگاہ کرم کو ترستا رہا ہوں
کہ عرصے سے فرقت کی آتش میں سوزاں غم دل میں ہر آں پگھلتا رہا ہوں

یہ کیف محبت نیاز اور منت یہ حال صداقت صبابت مودت
وہ بزم حسیں میں بیاں کس طرح ہوں فریب حریفاں سے ڈرتا رہا ہوں

وہ حسن جفاخو ، یہ عشق وفاجو ،وہ کبر خفا خو یہ عجز رضا جو
ہیں ایسی ستمگاریاں مہ جبینوں کی جو میں خموشی میں سہتا رہا ہوں

ہرج کیا ہے اس میں جو ہوں مہرباں وہ گرفتار الفت کو ہے حق یہ حاصل
مگر کیا علاج ان کا ہم کرسکیں جو کہ اغیار پر مہرباں دیکھتا ہوں

ادھر عشق وشکوہ ، ادھر ناز وعشوہ ، ادھر آہ نالہ ادھر لا ابالی
یہ فقدان احساس ونا مہربانی زمانے سے دل دل مچلتا رہا ہوں

ادا حق شناسی کی گمنام ہے جو محبت کی ہے پائمالی اسی سے
تو پھر حسن کی قدر کیا کچھ رہے گی میں اس حال پر غور کرتا رہا ہوں

ہیں کج طبعیاں دہر میں پھر تعصب کم وکیف سے کچھ سوال اب نہیں ہے
نہ کر فضلؔ نکتہ بیانی یہاں پر میں مدت سے غمگین ہوتا رہا ہوں

مقتلِ جاناں

مقتلِ جاناں میں اپنا خوں بہاتے جائیں گے
ہم شہید عشق ہیں خوشیاں مناتے جائیں گے

اے مرے دلبر تمہیں دلداریاں آتیں نہیں
عاشق لا چار کی دل جوئیاں آتیں نہیں

تیر جو ڈالو گے سینہ پر لگاتے جائیں گے
تیغ ابروکی تمہاری وار کھاتے جائیں گے

مرغ لبسمل کی طرح جو میں تڑپتارہ گیا
لب پہ ان کے تھا تبسم نازکرتا رہ گیا

ہے تمنا یہ قیامت تک تڑپتے جائیں گے
تا ابد عشق ووفا کو ہم نبھتے جائیں گے

درد دل کا حال کچھ انکو سناتے جائیں گے
قلب سیمابی کا قصہ کچھ بتاتے جائیں گے

دل پہ ان کے کچھ اثر ہوگا نہ ہوگا کیا سوال
عاشق لاچار کو لازم ہے کرنا عرض حال

عشق

یہ دل ہے کس کیلئے بیقرار و بے تاباں
تڑپ تڑپ ہے سدا ہر زماں ہے وہ نالاں

ہے سوز سوز بسینہ پگھل رہا ہے جگر
تپش تپش ہوں بدل در فراق اُو سوزاں

ہے درد درد بقلب حزیں عشق صنم
بعشوہ عشوہ خراماں دلبر نازاں

خبر کسے کہ یہ آتش عشق ہے کیا شیٔ
ہوں شعلہ شعلہ بداماں باندہش خفقاں

نگاہ دیدۂ ناوک فگن سے ہوں ترساں
کہ پر خطر ہے یہ جذبات عشق کے طوفاں

ادا ادا ہے کہ ہر ہر ادا دلاویزاں
نِگہ نِگہ پہ ہوں بسمل بمقتل جاناں

اک اک نگاہ تھی بسمل تڑپ رہے ہوں ہزار
رواں تھا خوں کا سمندر پھر اس میں تھا ہیجاں
لٹا لٹا ہی دیا ہوں سکون وصبر وقرار
ہیں دیدہ ہایِ منِ بیقرار خوں افشاں
تھی بے رخی ستم ونفرت وحقارت تھی
تھا پارہ پارہ جگر یاں تھا یاس خیز سماں
ہوا ہے ناصح مشفق بھی اب مرا ہمدم
کہ رازِ عشق سے اب ہوگیا ہے ذی عرفاں
سمجھ گیا ہے مرے درد دل کی وہ حالت
زوال مرض کا اب کچھ رہا نہیں امکاں
یہ نشۂ عشق کا ایسا چڑھا ہوا ہے اب
اُتار اسکی نہ ترشی سے ہوسکے گی یاں
یہاں تو فضلؔ کا وہ حال ہوگیا یارب
نہ تاب صبر ہے نئ اضطراب شایاں

شکوۂ محبت

نہ وہ میرا دل لبھاتا نہ میں بیقرار ہوتا
نہ مجھے وہ پھر ستاتا نہ میں اشکبار ہوتا

اسی چشم ناوک افگن نے شکار کر لیا ہے
نہ نگاہ ناز ہوتی نہ یہ خلفشار ہوتا

وہ حسین ناز فطرت یہ جبیں نیاز خلقت
نہ وہ دلفگار ہوتا نہ یہ زار زار ہوتا

کہیں حسن و بے وفائی کہیں عشقِ بے ریائی
نہ وفا شعار ہوتا نہ یہ کامگار ہوتا

ہے غرور خوئے شیطاں ہوا اس سے خوار دوراں
نہ وہ خود غرور کرتا نہ وہ سنگسار ہوتا

نہیں قدر عشق دل میں نہیں دردمندی ان میں
نہیں کچھ خبر وہ لیتا نہ کہ غمگسار ہوتا

نہ تڑپتے فضلؔ تم گر کہ سکوں سے ہوتے خوگر
نہ یہ راز فاش ہوتا نہ کہ شرمسار ہوتا

عاشق بیچارہ

جو دل میں تصور تھا تصویر نہیں بنتی
گو دل میں محبت ہے تحریر نہیں بنتی

اک چشم زدن میں ان کا آنا چلے جانا
بجلی تھی جھلک تھی کیا تقریر نہیں بنتی

تصویر رخ زیبا ہے دل پہ منقش پر
آہوں کے دھوئیں میں ہے تنویر نہیں بنتی

ہے راز ونیاز دل تصویر سے مہرو کے
افشا نہیں کر سکتے تشہیر نہیں بنتی

چارہ میں کروں جو بھی کچھ کام نہیں بنتا
قسمت کا جو مارا تھا تقدیر نہیں بنتی

دل دیکے میں ان سے یہ عرض کیا چاہا
کوشش تو بہت کی تھی تقریر نہیں بنتی

کاغذ تو لیا ہاتھوں کچھ لکھ کے بتاؤں میں
پر وہ بھی نہیں بنتا تحریر نہیں بنتی

شیدا تھا جو میں دل سے معلوم تھی یہ بات ان کو
کیا انکی توجہ ہو تاثیر نہیں بنتی

لب پر تھا تبسم ہے دل ان کا بہت سنگیں
مشکل ہے بہت ان کی تصویر نہیں بنتی

کہتا ہوں خدا حافظ جاتا ہوں خدا حافظ
آثار نہیں بنتے تاثیر نہیں بنتی

ہو فضلؔ خدا تم پر خوشحال رہو دائم
بے لطف خدا ہرگز تبشیر نہیں بنتی

دیدار کا میں طالب تھا فرقت کا وہ حامی تھا
تقدیر جو بگڑی تھی تدبیر نہیں بنتی

از غیر

چشم مستے عجبے مئے پرستے جبے
تیر نگاہے عجبے فتنہ طرازے عجبے

تیغ ابرو ہم او گللوں غدارے عجبے
صید انداز او مفقود قرارے عجبے

ناوک افگن نگہش ماہ لقائے عجبے
نازک اندامِ عجب خور نگارے عجبے

عاشق ناز او وارفتہ مزاجے عجبے
طالب وصل او درماندۂ حالے عجبے

آتش عشق بجاں شعلہ مزاجے عجبے
قلبِ آشفتۂ من آہ نوازے عجبے

خطاب
بغزلخوانے خوشنوا کہ خموشی اختیار کردہ بود

ای پیکرِ شگفتہ یہ پژ مردگی ہے کیوں　　نا سازی طبع تجھے لاحق ہوئی ہے کیوں
کیوں غمزدہ بنے ہو، حزیں ہو، کنارہ کش　　بے کیف و بے کشش یہ تری زندگی ہے کیوں
وہ تیری دُھن، تیری لگن، سب کہاں گئیں　　افسردگی یہ دل میں ترے چھا گئی ہے کیوں

وہ ساز و سوز پھر وہ ترانے کہاں گئے
گلشن کی ڈالیوں پہ خموشی پڑی ہے کیوں

ای عندلیبِ گلشن ما کیوں غمیں ہے تو　　کس نے دُکھایا دل ترا یہ ناخوشی ہے کیوں
اَن بَن پڑی ہے گل سے تجھے یا کہ بَن پڑی　　وہ عشق و جستجو ابھی دھیمی پڑی ہے کیوں
کچھ محو حیرت سا نظر آتے ہو تو ابھی　　سیماب سی تڑپ میں تری کچھ کمی ہے کیوں

وہ نغمہ دل رُبا ہے کہاں وہ لہجہ دلفریب
ای بلبلِ چمن یہ اُداسی پڑی ہے کیوں

ہے قدر داں ترا دل شاعر ادا شناس　　ای روشناس شعروسخن بے رخی ہے کیوں
سارا چمن کو نغمے سے بیدار کردے تو　　ای مرغِ خوشنوا تجھے یوں خامشی ہے کیوں

ہے شکوہ فضلؔ کو کہ گریزاں رہا ہے تو
آخر یہ سردِ مہری تجھے آگئی ہے کیوں

وطن کے ترانے

شاہ کونین کے اسوہ کو اجالا کر کے
پر فتن دہر میں تو امن کا ساماں ہو جا

از مؤلف

وطن کیلئے لڑنے والوں کو خطاب

بڑھے چل خراماں وطن کے سپاہی
وطن کے نگہباں وطن کے سپاہی

بڑھے چل بڑھے چل، چلن تیری دلکش
تو عزت کا ساماں وطن کے سپاہی

تو امن واماں ہے تو عزت تو شوکت
تو مرد مسلماں وطن کے سپاہی

عجب شان تیری تگ ودَو سے ظاہر
تو ہے شیر میداں وطن کے سپاہی

دلیری تری خو بھروسہ خدا پر
خدا ہے نگہباں وطن کے سپاہی

ترے دلولے جوش وجذبات تیرے
عدو تجھ سے لرزاں وطن کے سپاہی

ہے نصر من اللہ وفتح قریب
بشارت پہ ایماں وطن کے سپاہی

قدم استوار اور عزم مصمم
تری خو کے شایاں وطن کے سپاہی

ستارے فلک کے فدا تجھ پہ سارے
ہے کردار ساماں وطن کے سپاہی

ہے فضلِ خدا تجھ پہ سایہ فگن اب
بڑھے چل خراماں وطن کے سپاہی

خطاب بہ مسلماناں

اے مسلمان تو بیدار مسلماں ہوجا
اور دل وجان سے تو حامی قرآں ہوجا

ہے مسلمان تو ہے عالم ہستی تیرا
اوج افلاک کی خاطر تو پر افشاں ہوجا

ہو بلند حوصلہ اور ہمت عالی ہمدم
کوئی طاقت ہے کہ روکے تجھے طوفاں ہوجا

خندہ رو کون و مکاں ارض و سما ہوں روشن
غنچۂ گلشن اسلام تو خنداں ہو جا

نور قرآن ہے اور مطلع انوار ہے تو
جلوہ گر دہر میں اور شمع شبستاں ہوجا

شاہ کونین کے اسوہ کو اجالا کرکے
پر فتن دہر میں تو امن کا ساماں ہوجا

ہے جو پیغام حیات ابدی یہ قرآں
توڑ باطل کو تو اور داعی قرآں ہوجا

طائر قدس ہے تو کام ہے پرواز ترا
واصل سبع سماوات رفیقاں ہوجا

بحر مواج حقیقت بنے یہ سینہ ترا
جادہ پیما تو سوِ منزل عرفاں ہوجا

فضل کی ہے یہ نصیحت تجھے پیارے سن لے
پیکر عمل بن مردِ مسلماں ہوجا

نوجوانوں کے اندر وطن کے دشمنوں کے خلاف جان نثاری کے جذبات پیدا کرنے کے متعلق

مجاہدو بڑھے چلو بہادرو بڑھے چلو
اپنی روش نِبَاہو تم بڑھے چلو بڑھے چلو

ملت کی جان جاں ہو تم بڑھے چلو بڑھے چلو
اپنے وطن کی شاں ہو تم بڑھے چلو بڑھے چلو

اپنی بھرم سے تم بڑھو اپنی ادا سے تم چلو
اہل وطن کے پیارے تم بڑھے چلو بڑھے چلو

تبہ کرو دشمن کو تم بہادرو بڑھے چلو
جرأت میں شیر نر ہو تم بڑھے چلو بڑھے چلو

مسلم ہو تم ہمت میں بے مثال ہو بڑھے چلو
پیکر شجاعت کے ہو تم بڑھے چلو بڑھے چلو

فاتح بنو وطن کا یہ عزم دل میں کر چلو
داد شجاعت دو گے تم بڑھے چلو بڑھے چلو

بجلی گراؤ دشمنوں پر اے جواں بڑھے چلو
ہو پیک موت ان کے تم بڑھے چلو بڑھے چلو

میداں میں اور ہوا میں بھی حلوا بنائے چھوڑ دو
دشمن کو مار کرکے تم بڑھے چلو بڑھے چلو

تم میں ہے روحِ حیدریؓ بہادرو بڑھے چلو
خالدؓ کے یادگار تم بڑھے چلو بڑھے چلو

فضل خدا تم پر سدا ہوتا رہے بڑھے چلو
ایماں پہ استوار تم بڑھے چلو بڑھے چلو

کیسے بے غیرت ہیں ہم

(مسلمانوں کے اندر حوصلہ اور دینی حمیت پیدا کرنے کیلئے)

عورتیں سر پر چڑھیں اپوا کی بے حرمت ہیں ہم　　رقص عریانی ہنر ہے کیسے بے غیرت ہیں ہم
چھن گئی جمہوریت بھی کیسے بے ہمت ہیں ہم　　آہ قرآں کو بگاڑا کیسے بے حرکت ہیں ہم

دھجیاں انکی ہواؤں میں اڑادیدو گے تم
ہستیاں انکی حکومت سے ہٹا دیدو گے تم

ہے بسایا تم نے اب علم کلام اس دور کے　　اہل باطل پر ہو تم حجت تمام اس دور کے
ہیں پرستار ہوا سب بے لگام اس دور کے　　قاطع اہل ہوا اور بدر تام اس دور کے

دور لادیں کے تو قائد اور بس ہشیار ہے
دشمن دیں پرتو بس شیر نرِ بیدار ہے

حرص زر خوف عدو تمکو ہلا سکتے نہیں　　شہوت وجبن وکسل تمکو ہٹا سکتے نہیں
حبس و جبر وظلم اب تم کو دبا سکتے نہیں　　اقتدار وعہدہ اب تمکو لبھا سکتے نہیں

عزم صدیقی عطا تم کو کرے رب جہاں
جوش فاروقی عطا تم کو کرے وہ مستعاں

طلبائے علم دیں سے خطاب

شیدائے علم دیں ہیں موجوں کے دل میں طوفاں
یثرب کے کملی والے سے ہم میں نور ایماں
سیماب سی تڑپ حاصل ان ؑ کے فیض سے ہے
ہیں جاں فدا ہم ان پر وہ جان جملہ اکوان

پروردگار عالم ہے مہربان ہم پر
رحمت سے اپنی ہم کو پیدا کیا مسلماں
ایماں کی پرتوؤں میں ہے پرورش ہماری
اسکی تجلیاں ہیں ہم پر سدا درخشاں

محنت سے سیکھے جائیں گے علم دین و دنیا
عالم بنیں گے سچے اور شیر دل مسلماں
فضلؔ خدا کا فیضان ہوتا رہے گا ہم پر
سینوں میں ہے ہر آں جذبات اور جوش ایماں

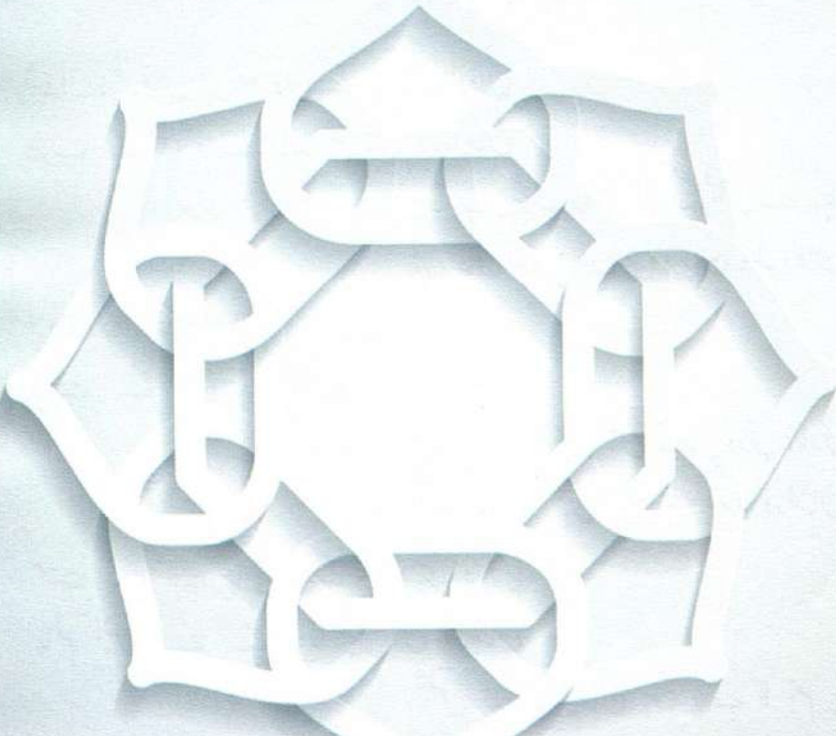

متفرقات

متفرقات

عندلیب خوشنوا کو کردیا خاموش کیوں
اس طرح گلشن تمہارا ہوگیا سنسان کیوں
تم نے اپنے قدرداں کی قدردانی کچھ نہ کی
جس کو ارزاں تم نے سمجھا گوہر تاباں ہے وہ
شب کی تاریکی میں سمجھے خود کو گھوڑے پر سوار
قدرداں کے ہاتھ میں ہاں جوہر لمعاں تھا تو
لیک دیکھو گے زماں میں قدرداں ملتا نہیں
اپنے مستقبل کو گلشن سوچ کر دہ خوش ہوئے
خواب ہے تعبیر اسکی کیا کسے معلوم ہے
سوچتا انسان سب کچھ ہونگے خود تدبیر سے
قلب مضطر میں دعاؤں کی تمنا کچھ نہیں
گر نہ ہو باد سحرائے غنچہ سہلائیگا کون؟
اس زمانے میں مروت اور وفا کچھ بھی نہیں
بلبل خوش نغمہ خواں کو کردیا بیزار ہے
قدر کو اپنی جو گل نے خود گھٹا کر رکھدیا
بے نسیم جاں فزا گل جلوہ ساماں ہے نہیں
عجیب رنج وبلا کی جگہ ہے یہ دنیا

ہوشمند سمجھا تا تمکو پر ہوا مدہوش کیوں
منظر حسن دلارا ہوگیا بیجان کیوں
حیف ہے ارزاں ہوئے خود قدر اپنی کچھ نہ کی
مفت دیتا رہا جو ہوگیا ارزاں ہے وہ
صبحدم دیکھا کہ زیر ران ہے خر ناگوار
آسمان دل پہ اسکے نیر تاباں تھا تو
رسم کا ملتا ہے دل کا راز داں ملتا نہیں
وا عجب یہ خواب روشن دیکھ کر وہ خوش ہوئے
یا خدا تقدیر اسکی کیا کسے معلوم ہے
اور توکل سے ہوئے بیزار پھر تقدیر سے
رب عالم کی عطاؤں کی تمنا کچھ نہیں
بے نسیم نرم تیری بو کو پھیلائیگا کون ؟
دل کا دل زخمی ہوا پھر مدعا کچھ بھی نہیں
زاغ کے چنگل میں پھر تقدیر کی پیکار ہے
خوبی تدبیر کو خود ہی مٹا کر رکھ دیا
پرورش اسکی نہ ہو پھر خندہ ساماں ہے نہیں
کہ خوئے مہر و وفا سے بری ہے یہ دنیا

کہ خوئے قدر شناسی گراں ہے تیرے لئے
غضب ہے چاہ کنی کی ہے تو نے اپنے لئے

دل شاعر

اک دل میں سخنداں کے لاکھوں چمنستاں ہیں
ہر ایک ہے خنداں سب شاداب بہاراں ہیں
ہے تیری نگہ ناقص، پژمردہ ترا دل ہے
احساس تجھے کیا ہو یاں کیا کیا گلستاں ہیں
خود حسن پہ نازاں ہو پر حسن سے بیگانہ
شبنم بھی تو سبزے پردم بھر کے درافشاں ہیں
اے فضلؔ تو خامش باش خام استی تو خام استی
از دہر وفریب آں غافل تو کہ خام استی

خطاب بہ محمد حسین ہفتمی بر حسن تحریر

نکو خو ، نیک کردار و نکو نام ترقی کن بعلیا نیک فرجام

خطاب بغیاث الدین

بہ معراج ترقی شو خراماں که خویشانت زتو باشند نازاں

گُر کی بات

سنگریزہ جس کو سمجھا وہ در نایاب تھا
حسن کا گہوارہ تھا پھر ماہرو مہتاب تھا
پَر نظر انکی حقیقت بیں نہ تھی کیا قدر ہو؟
ہے برابر خاک تھی یا گوہر با آب تھا

کیا خبر ان کو کہ یاں دریا چھپا سینے میں ہے
نہر وہ سمجھا جسے وہ قلزم سیلاب تھا
زاغ کو سمجھا وہ برابر بلبل خوش خوان کا
کامراں سمجھا جو خود کو بے حقیقت خواب تھا

وہ دعاخواں دل جو تھا تیرے لئے اب ہے کہاں
اب فلک پرواز ہے وہ گرچہ خاک وآب تھا
خامشی کر اختیار اے فضل گر کی بات سے
کیا کوئی سمجھے کہ تجھ میں موج تھی سیلاب تھا

خطاب بہ گل تحفۂ احمد کبیر پنجمی

مورخہ ۲۵/جولائی ۱۹۶۵ء

اے گل خوش رنگ و خوش رواس قدر خنداں ہے کیوں
اس قدر چاک گریباں پھر بھی یوں نازاں ہے کیوں
عاشقوں کی کشمکش میں اور کشاکش میں ہوا؟
حال زار ایسا ترا پھر بے خبر شاداں ہے کیوں
عاشق گلچین نے تجھکو ہے چھڑایا شاخ سے
اف تری عاشق نوازی یوں خموشی شاں ہے کیوں
فضلؔ ہے تیرا مواسا اور تیرا غمگسار
حسن ہے تیرا بلا تیری کہ یوں ذی شاں ہے کیوں
واعجب بوئے خوشت خلاق عالم دادہ است
من فدائے او ستم کو حسن تو آوردہ است

برزبان اطفال

اے تارے آسماں کے اے جگمگانے والے
ہمکو بھلانے والے اے دل لبھانے والے
بچے سمجھ کے ہمکو ناداں سمجھ کے ہم کو
چمکا رہے ہو ہم کو دھوکے میں لانے والے
بچے ہیں ہم مسلماں اور حوصلے ہمارے
اوپر بہت ہیں تم سے پرواز لانے والے
مخلوق تم ہو اور ہم خلّاق کے ہیں عاشق
قربان اسکے احسانوں پر ہیں ہونے والے
پیارے خلیل کے اور امت ہیں مصطفیٰؐ کے
پیغام انّی وجّھتُ ہم سنانے والے
ہیں قوم کے دلارے ہم نونہال ان کے
کردار سے ہم انکی عزت بڑھانے والے
عاشق ہیں علم دیں کے ہیں پاسباں وطن کے
جوش جہاد دل میں موجوں میں آنے والے
یارب ہمیں بچانا فضل و کرم سے اپنے
عشرت پرستیوں سے تو ہے بچانے والے
ہم شیر دل ہیں بچے منزل کو پاچکینگے
فضل خدا سے ہم ہیں مقصد کو پانے والے

خطاب بطالبیکہ تحفۂ گل پیش کرد

گلے بتحفہ سپردی چو گل دلم بردی
چہ خوش نصیب بدستت دلے در آوردی

عجیب صفقۂ بیع و شرا در انجامید
کہ حج اکبرِ بے داغ زاں سر انجامید

ولے رعایت دلداریاں بتو شدہ لازم
کہ وصف دلبریت ہمچو گل بود دائم

بآمد مہماں بخانہ

خوش آمدید، کہ ''مبارک باد'' می خوانیم
کہ ما بمقدم تو شرفہا بہ پنداریم

بخیر مقدم تو ما ہمگنان خوش نودیم
ز دیر بآمدت انتظارہا ہمی داریم

حالِ دل

وہ دعاؤں کا جو تھا سلسلہ قائم نہ رہا
دل کے جذبات میں پہلا سا تلاطم نہ رہا

بلبلِ نغمہ سرا کا جو گلا گھونٹ دیا
رنگِ گل پر جو تھا اس کا وہ ترنم نہ رہا

غنچۂ گل ہے مگر اب وہ شگفتہ کیوں ہو
اب نسیمِ سحری کا جو تیمّم نہ رہا

لطف جو مخزنِ الطاف سے تھے گونا گوں
اسکے داعی کے لبوں پر وہ تبسم نہ رہا

قلزمِ بحر میں ہے عنصرِ ما بے پایاں
بن ہوا اس میں بھی موجوں کا تجسّم نہ رہا

ایک اک لفظ ترا ہے درتاباں اے فضلؔ
کر زباں بند کہ اب وقتِ تکلم نہ رہا

یادِ ایامِ گذشتہ کی کروں کیا میں اب
کچھ نہیں اس میں وفا کا جو تحتّم نہ رہا

بوئے گل نالۂ دل وہم پرستی ہیں سب
ہیچ ہے اس میں بقا کا جو تقوّم نہ رہا

صبح سویرے مورخہ ۱۹؍ جون ۱۹۶۵ء

ایک گل شگفتہ سے خطاب

اے گل یہ تیرا حسن دلکش کہاں سے آیا
یہ بو کدھر سے آئی یہ رنگ کیسے لایا

بے جان تو ہے خود پھر یہ دلبری ہے کیسی
جانوں کو موہ لینا یہ گُن ہے کس سے پایا

یہ لطف و یہ نزاکت مَن مُوہنی یہ صورت
کس نے تجھے ہے بخشی کس نے تجھے سجایا

ہنستا ہے تو چمن میں گلشن کو بھی ہنساتا
بے جان شَیِٔ ہو کیسے بلبل کو پھر رلایا

اندام تیرا نازک پر دل ترا ہے سنگیں
خاموش لا ابالی ہر دل کو چھین لایا

یہ شان دلربائی کس نے تجھے سکھائی
بیجان کس نے تجھکو اے مانوس جاں بنایا

خلاق کا ہے جلوہ قدرت کا ہے کرشمہ
ہر شی کو اس نے یاں پر معجز نما بنایا

ہے ہر حسیں کی یہ خو، ہر ماہرو کی عادت
صیدنگہ بنا کر ہر دل کو ہے رلایا

تو ایک گل ہے پر شاعر کا ہے دل گلستاں
نغمہ سراہ کر تجھکو بے خزاں بنایا

اے فضلؔ دل کے نقطے میں جلوہ ہو اسی کا
حسن و کشش میں جس نے نظم جہاں بسایا

تلمیحاتِ شورش

دربابت کتاب ''فریڈز نک ماسٹر''

حدیث یاد یار مہرباں تنقید کی زد میں
یہ کہ لیجئے کہ رامَاین میں رَاوَن کی کہانی ہے
ہم اس پیر مغاں کا نام لیں تو گالیاں کھائیں
سنا ہے قاتلان سید احمد کی نشانی ہے
جواز مئے پہ رند و محتسب میں ٹھن گئی شورش
سبھی پہچانتے ہیں انکی (یہ) آویزلیش پرانی ہے

متفرقات

مریداں چو اطفال وہ مثل ابا
تھے بےفکر و مأمون آغوش میں سب

بحال یتیمی پریشاں ہیں سارے
مراحم کو سب یاد کرتے ہوئے ہیں

مدارس مساجد ہیں گریان سارے
یتامیٰ مساکیں ہیں نالاں ان پر

وہ بےنفس و بےلوث خادم تھے دیں کے
سبھی اُنپہ آنسو بہاتے ہوئے ہیں

وہ جنت معلّیٰ کے ساکن ہیں یا رب
تو فردوس سے متصل کردے ان کو

بشارت حدیثوں سے حاصل ہے ہمکو
اسی پر ہم اتقان کرتے ہوئے ہیں

رہے سلسلہ جاری انکا خدایا
مدد جانشیں کو ملے تجھ سے دائم

فیوض ان سے فیضاں رہے نور افشاں
دعا ہم یہی دل سے کرتے ہوئے ہیں

بفضلِ خدا سلسلہ یہ رہیگا — دوامًا فیوض اسکے جاری رہینگے

کہ احباب ہیں متحد با مودّت — جو سیراب ہر آن ہوتے ہوئے ہیں

فطوبیٰ لسکان ارض مقدس — ویا حبذا جار بیت اور زمزم

خوشا ای معلیٰ کے مہماں کہ اس جا — جو بارانِ رحمت برستے ہوئے ہیں

رہے فاطمہ اور اولاد انکے — سدا عافیت میں تمام آفتوں سے

خدایا نگہبان تو ہے سبھوں کا — تمنا یہ ہم پیش کرتے ہوئے ہیں

ہوں شمس الہدیٰ خان مأموں ہمہ دم — نگہبان بن ان کا تو خود خدایا

ہیں عاشق وہ اس درسگہ کا بلا شک — ہمیشہ سے خدمات کرتے ہوئے ہیں

یہ گلزار شاہِ نذیر احمد استاذ ما — اسکو یا رب تو منظور کر لے

مہک اسکی پھیلے ہمہ دم ہمہ جا
گلاں رنگ رنگ اس سے ہنستے ہوئے ہیں

برائے محفل نزول قرآن، لوہا گاڑا

قوم مسلم تن ہو تم قرآں تمہاری جان ہے
یہ تمہاری ہے حقیقت دین ہے ایمان ہے

خُلقه القرآن کا رمز اور ہے یہی خلق عظیم
سیرت احمد شریعت ہو بہ ہو قرآن ہے

انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین کو سوچ لو
محفلِ تنزیل قرآں میں تمہاری شان ہے

مدح میں قرآن کے رطب اللسان اغیار بھی
ناسخِ ادیان بلا شک جلوۂ قرآن ہے

خاتم پیغمبراں سردار کونین مصطفا
آپ کی سیرت یہ عملی نقشۂ قرآن ہے

عدل کو جس نے بسایا دہر میں وہ دیکھ لو
صاحب قرآن محمد سید اکوان ہے

اہل دنیا نے نہ اپنایا جو اس قرآن کو
ساری دنیا دیکھ لو اب کلبۂ احزان ہے

زہر قاتل ہیں برائے اہل دولت دہر میں
یہ مساوات واخوت جو حکمتِ قرآن ہے

مال سے اور دھیان سے محنت مشقت سے جو کیں
کوششیں اسمیں مبارک خدمتِ قرآن ہے

دین میں دنیا میں انکو سرخ رو کر ای خدا
ہر یکے شیدای دیں ہے عاشقِ قرآن ہے

فضلؔ تیرا ہو ہمیشہ انپہ ای پروردگار
جذبۂ حب نبی ان میں ہے اور اتقان ہے

متفرقات

میں نہیں کہتا کہ تیرے کام میں ہو کچھ خلل
وقتِ فرصت میں جو آ ؤ اس میں کیوں ہو مضمحل

نہیں ہے حسن عمل مجھ میں نی زباں میں اثر　　　ہے حالِ زار مرے دل کے اور ہے زیروزبر

اگر چہ ترکِ سوسائٹی نہیں تمہیں آساں
مگر ہے اسکا ضرر ظاہر وعیان وبیاں

خطاب بہ گل کہ احمد کبیر پیش کردہ

بتاریخ: ۲/۴/ ۱۹۶۵ء

ای گل تازہ سحر ساز ہے یہ رنگ ترا
دیکھکر تجھکو ہے مست طبع سخنور میرا

کس حسیں نے تجھے چھینا ہے تری شاخ سے وہ　　　ہمچو صیّاد ہے دل اسکا ہے پُر صید ترا

شاخ گلشن سے تجھے کس نے چھڑایا ای گل　　　اس ستمگار نے دل تیرا دکھایا ای گل

فضل کرنا ہے دعا اے مرے گلچیں تجھکو
ہمچو گل حسن میں ہوں ظاہر و باطن تیرا

برائے پلیٹون

رموزِ علمِ قرآن وسنن ہم سیکھے جائینگے
فنونِ جنگ میں بھی ماہرِ فن بنتے جائینگے

تلاطم اک بپا سینوں میں ہے جذبات کا عالم — تمنای دلِ مضطر کو ہم پائینگے پالینگے
اطاعت سُنّۃً وتوحید وقرآں کی ہے رمز جاں — فنونِ عصریہ بھی اس کی خاطر پڑھتے جائینگے
وطن کے نگہباں اور آبروئ قوم بھی ہم ہیں — ہم اپنی قوم کی توقیر وعزت کو بڑھائینگے
یہ بنگلہ دیش ہے اسکا ذرہ بھر کوئی کرے نقصاں — اڑائیں دھجّیاں اسکی اسے برباد کردینگے

ہے فضلِ خالقِ عالَم ہمارے ساتھ اور نصرت
نہ دشمن سے ہمیں ہیبت نہ اس سے خوف کھائینگے

وداعیات

روح کردار بنو قابل اقوال بنو
فارغ از قال بنو صاحب احوال بنو
از فضل

فائنل امتحان کیلئے روانہ ہوتے وقت طلبائے فاضل وعالم کو مندرجۂ ذیل دعاؤں کے ساتھ رخصت کرنا جو فی البدیہیہ پیش کی گئیں۔ ۱۹۶۴ء

یا الٰہی مرے بچوں کو ہدایت کرنا
ان کو اس کام میں ہر گونہ اعانت کرنا

ان کو ہو شرح صدر اور ہو تحریر آساں
کامیابی کے انہیں کردے تو سب کچھ ساماں

وہ سوالات کہ آویں تو جوابیں لکھنا
ہوں درست اور ہو سہولت سے نکاتیں لکھنا

جو کمی ان میں ہو اسکو تو ہی پورا کردے
تو موفِّق ہے مسبِّب سب ہی پورا کردے

ہم گنہ گار ہیں ناکارہ ہیں نادان ہم ہیں
پر غلام شہِ بطحا ہیں تو ذی شان ہم ہیں

سن لے یارب یہ دعا تو ہے سمیع الدعوات
ہو یہ مقبول دعا تو ہے مجیب الدعوات

در گذر فضل سے کرنا نادم و شرمندہ ہے وہ
ہے گنہ گار ترے در پہ سر افگندہ ہے وہ

مسدس قدیم

بر پند طلبائے فارغین از فائنل امتحان (فاضل) بوقت رخصت از یں مدرسہ بتقریب جلسۂ سالانہ در ۱۹۴۵ء کہ شاعر دراں وقت ہم ملازم ایں درسگاہ بود

اے عزیز و یہ دعا ہے کہ تم آباد رہو　　سروبستاں کے نمط خوشدل وآزاد رہو
گل خنداں کی طرح خرم ودلشاد رہو　　چیرہ دستی سے خزاں کی سدا آزاد رہو
سرو شمشاد گلستان حکیمی تم ہو
خوشہ چینان دبستان نذیری تم ہو

ہو مبارک تمہیں اب اہل وطن سے ملنا　　گل وریحاں کی صفت باغ وچمن سے ملنا
ناز ونعمت سے جہاں تم رہو بیغم پلنا　　شاہد آز سے ملنے کو شمع ساں جلنا
نونہالان چمن زار حکیمی تم ہو
یاسمینان سمن زار نذیری تم ہو

جس پہ فیاض ہیں طاہر بھی ہیں سلطان ہیں فدا　　نیز الیاس وحبیب اور حکیماں ہیں فدا
مستفیض وحسن وقاضی دوراں ہیں فدا　　اصطفےٰ نیز بشیر اور عزیزاں ہیں فدا

اس گلستاں کے گل ولالۂ خنداں تم ہو
اسی گلشن کے ریاحین بہاراں تم ہو

روح کردار بنو قابل اقوال بنو　　فارغ از قال بنو صاحب احوال بنو
والۂ علم و حِکَم جامع افضال بنو　　پیکر خلق حسن صاحب اعمال بنو

درس خوانان دبستان حکیمی تم ہو
بادہ نوشان خمستان نذیری تم ہو

حق شناسی میں نہ لائم کی ملامت سے ڈرو　　عدل سازی میں نہ ظالم کی بطالت سے ڈرو
خدمت دین میں اَصلاً نہ مشقت سے ڈرو　　بہر ابطال بواطل نہ کہ محنت سے ڈرو

نغمہ خوانان ریاضات حکیمی تم ہو
مستفیضان فیوضات نذیری تم ہو

فرقہ بازی حسد ونفس پرستی نہ کرو　　دیں فروشی ودغابازی وسستی نہ کرو
حیلہ وحرص وریا عادت پستی نہ کرو　　چھوڑ دو ان کو سبھی ان میں درشتی نہ کرو

مدح خوانان روایات حکیمی تم ہو
قصہ گویانِ حکایاتِ نذیری تم ہو

گشتگان رہ تسلیم و رضا ہو ہر آں　　غم امروز سے فردا سے نہ ہوتم حیراں
شاد ماں قدر وقضا سے رہوتم جملہ اَوان　　حوصلے پست نہ ہوں اور رہو مردانہ نشاں
خوشہ چینان عنایات حکیمی تم ہو
زلّہ گیران شمیمات نذیری تم ہو
ہاں اکابر کو دعاؤں سے نہ بھولو ہرگز　　خیرخواہوں کو ثناؤں سے نہ بھولو ہرگز
اہل شوری کو بھی جانوں سے نہ بھولو ہرگز　　اہل قریہ کو بھی ناموں نہ بھولو ہرگز
پرورش یافتۂ راغ چنوتی ہو تم
تخم اپنا شتۂ باغ چنوتی ہو تم
گرم کردار رہو کوہ صفت تم ہو اٹل　　سور ماوار رہو گرم رفتارِ عمل
حوصلہ عالی رہے اس میں مچاد و ہلچل　　ہمدم ملک رہو غمخور اقوام و ملل
جانگیران نِعَم خوردۂ لبستی تم ہو
گل بشگفتۂ بستان چنوتی تم ہو
حسن اخلاق ہی بس تمکو رہے مدنظر　　صحبت بد کا نہ ہوتم پہ کبھی زشت اثر
فتنہ پردازی مفسد سے نہ ہو کوئی ضرر　　شجرۂ علم وفنوں کا رہو ہر آں بر غور
عیش پروردۂ احسان چنوتی تم ہو
نونہالان گلستان چنوتی تم ہو
فضلؔ کی ہیں یہ دعائیں تری درگہ میں خدا　　ہونگی مقبول ہے امید ورجا دل میں سدا
تجھ سے مایوس نہیں ہوتے کبھی اہل وفا　　ترے الطاف ہیں بے حد کرم وجود وسخا
کامراں دہر میں طلاب چنوتی تم ہو
برخوران ذوی الالباب چنوتی تم ہو

چندے از جواہرے کلمات سفتہ برشتہ نظم بتقریب الوداعیہ

طلبائے فاضلین فارغین چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ ۱۹۷۴ء

منجانب فارغین از مدرسۂ حکیمیہ عالیہ چنوتی ۱۹۷۴ء

طلوع آفتاب علم قرآں سے ہے نورانی
جہاں کے گوشہ گوشہ ہر کجا ہے نور افشانی

شناور بحر اسرار و رموز علم قرآں جو
ہوا اس نے کیا دامن پُر از دریائے لمعانی

عنادل ہم رہے ہیں اس گلستان نذیری کے
محبت اسکی سب کے دل میں ہے باصد فراوانی

فیوض و مہر حضرات اساتیذ دبستاں کے
نہیں طاقت کہ شکرانہ کریں ہم با در افشانی

نجوم ضو فشان آسمان علم وحکمت کے
طبیب حاذق اندر تربیت ہر ایک لاثانی

کہیں بھی ہم رہیں پر ہم نہ بھولیں گے نہ بھولیں گے
الٰہی ہو وفا داری ہماری موج سامانی

عنایت تیری یارب اس چمنزار حکیمی پر
رہے بے انتہا تا مہر ومہ در چرخ گردانی

ہم اپنے دوستوں کو جیتے جی ہرگز نہ بھولیں گے
جو ہیں طلاب اسکے محوو مشغوف سبق خوانی

بہت گستاخیاں کوتاہیاں صادر ہوئیں ہم سے
طلبگار معافی اب ہیں ہم باصد پشیمانی

طلبگار دعا ہیں دست بستہ آپ کے آگے
ہیں بچے آپ کے ہم اور فرزندان روحانی

الٰہی فضل کر توفیق دے اعمال نیکو کی
ہو اخلاص عمل ہم کو ہوں پھر انوار عرفانی

دعا و وصیت بہ پیش حضرات عازمین حج جناب شاہ حافظ احمد صاحب مدظلہ و جناب چودھری مقبول احمد صاحب

مورخہ ۱۰ / نومبر ۱۹۷۴ء۔ بمدرسہ حکیمیہ چنوتی

چہ خوش آباد ہے دل جلوہ گاہ نور یزدانی
دل شیدائے عاشق مخزن اسرار عرفانی

نگاہ مرد مؤمن فرش سے تا عرش پروازاں
ہے سینہ ان کا ہمچوں قلزم جذبات ایمانی

مبارک عازمین حج بیت اللہ مبارک ہو
حضوری بارگاہ رب میں با ایں جذب روحانی

وہ دلکش زمزمہ لبیک کا یارب مبارک ہو
لباس عاشقاں احرام کا ہے رمز روحانی

مقامات مقدس کی زیارت حبذا کیا خوش
زیارت کعبۂ بیت العتیق قدس سامانی

طواف کعبہ وسعی صفا مروہ مبارک ہو
وقوف عرفہ میں عرفاں منی میں رمز قربانی

دیار عشق میں جذب قلوب عاشقاں برحق
رہیگا پُر ثمر اور باعث انوار فیضانی

سلامت سے سفر با عافیت طیٔ منازل ہوں
ہمہ جا پھر ہمہ احوال میں ہو حفظ یزدانی

خدا کے واسطے ہمکو بھی دل میں یاد رکھنا جب
مناجاتوں میں ہوں مستغرق احوال عرفانی

مقامات مقدس میں پھر اوقات خصوصی میں
رکھیں گے ہم سبھوں کو بھی شریک حال وجدانی

ہو حاصل حج مبرور ومناسک سب مکمل ہوں
سفر میں کامیابی پھر ہو زائد قرب روحانی

حضوری جبکہ دربار حبیب کبریا میں ہو
مکین سبز گنبد منزل اسرار قرآنی

شفیع المذنبین روحی فداہ رحمت عالم
اِمام المرسلین شمس الضحیٰ محبوب صمدانی

گذارش ہو سلام باعقیدت ہم سب غلاموں کے
زسودای دل غمگین بااخلاص ایمانی

خدایا شاہ حافظ چودھری مقبول دونوں کو
امانت دیتے ہیں واپس ملیں دونوں بآسانی

خدا یا فضل کر، کر منعطف شاہ دو عالم کو
عنایات خصوصی ہوں ، خصوصی نور افشانی

ہمارے حال پر بھی لطف فرما اے مرے خالق
کہ ہم نالائقی ، ناکارگی میں ہیں جو لاثانی

از جانب طلبائے فاضلین فارغین مسترخصین خطاباً باساتذۂ ایشاں وطلبائے لاحقین

مورخہ ۲۳/اپریل ۱۹۶۹ء

ادا حسن قدم کی ہر جگہ جلوہ فشاں ہرآں
مقام قرب میں حیرت زدہ شاہین سب حیراں
عنادل گلشن خلقت کے ہیں تازہ زباں ہرجا
مقام حمد میں رطب اللساں سب بادل شاداں
عیاں ہے شان ختم المرسلیں ہر نظم سے ان کے
عجب طرز عمل تدبیر حفظ دیں رہی شایاں
عیاں اعجاز دین احمدی ہر گوشہ عالم میں
عیاں آفاق عالم میں ہمہ جا جلوۂ قرآں
علمبر دار دیں ہیں درسگاہیں شان سے قائم
نہیں ممکن کہ مٹ جاوے جہاں سے دین نورافشاں
عیاں ہے شان گلزار نذیری عطر افشاں ہے
باسلوب حسن جاری ہے پھر ہے فائق اقراں

الہی ہو اضافہ دن بدن اسکی ترقی میں
الہی اسکو ہو امن واماں از گردش دوراں

اشاعت اسکی ہو دائم افادہ اسکا پائندہ
مہکتی مشکبو اس باغ کی دائم بہجت شاں

ظہور علم دیں کے یہ رہے سر چشمہ عالم میں
منور نور قرآں سے ہو یاں ہر طالب عرفاں

افادیت ہو اسکی خالص و بےلوث و بے پایاں
شموس علم دیں آفاق میں ہوتے رہیں تاباں

حکیمی گلشن اسلام کے ہیں بلبلاں ہم سب
وفاداران عہد صدق ہیں ہم سب صفا کیشاں

اساتیذ وتلامیذ اسکے ہیں محبوب دل بے شک
فراموشی نہیں ممکن ہے ہم سے تا ابد اے جاں

یہ نخلستان الفت ہر زماں تازہ رہے یارب
بہار بےخزاں حاصل ہو اسکو تجھ سے اے رحماں

جدائی ہے یہ جسمانی مگر یہ جان ودل ہرآں
رہیں گے مدح خواں اس گلشن دلکش کے ہر دوراں

الہی کر عطا فضل وکرم سے اپنے ہم سب کو
کہ اخلاص عمل خلق حسن محکم ہو پھر ایماں

خطاب بطلبائے مدرسہ

نوجواں مرد مسلماں مسلم باکار بن
سعی پیہم فطرت جولان چوں پر کار بن

ہمچو پروانہ لپٹ جا نور قرآں سے لپٹ
شوق سے چن چن لے نور اور مطلع انوار بن

بحرِ بے پایاں وہ قرآں ہے رموز اسرار کا
آشنا اس کا تو ہو اور مخزن اسرار بن

علم ہے پاکیزہ وہ پاکیزہ خوئی شرط ہے
چوں گل پاکیزہ بن پاکیزہ خوش اطوار بن

قول صادق، عمل صالح، نرمی اخلاق میں
فخر ملت بن تو فرد زمرۂ ابرار بن

الفت گلہائے باغِ علمِ قرآنی میں تو مٹ
دے نکمّا پن مٹادے اور گل و گلزار بن

اسوۂ جان جہاں کے حسن کا دلدادہ بن
پھر چراغ جستجو چوں لالۂ گلزار بن

امتحان عشق میں ہرگز نہ ہوں پسپائیاں
طارق خارا شگاف و مسلم خود دار بن

غفلت و عجز و کسل رخصت ہوں تیری طبع سے
خوگر اشغال پیہم پیکر کردار بن

ہو رضا معبود کا مطلوب تیرا بے ریا
اور اٹل اخلاص میں چوں حیدر کرار بن

مدعا کی ہو رکاوٹ گردش ایام اگر
کوہ استقلال ہوجا پیروِ احرار بن

ہو زبانِ رخنہ جو اسلام کا گویا کہیں
دے جواب مسکِت وحق حجتِ گفتار بن

ملحدانِ مادی جو حرف گیر دین ہوں
مستعد حفظ دیں بن آہنی دیوار بن

حرصِ زر خوف عدو، یا شہوت وجبن وکسل
گر تجھے چاہے ٹلانے کوہ بن کہسار بن

آندھیاں، طوفان، حملے، دین پر آنے لگے
پر خطر پیش عدو چوں خالد جرّار بن

دور لادیں پُر خطر ہشیار ہو غافل نہ ہو
دشمن دیں پر تو چوں شیرِ نر بیدار بن

فہم وعلم وعمل میں اور فکر و استدلال میں
مستعد ہر فن میں بن دیں کا علمبردار بن

ضبط نفس ضبط لسان وزہد میں اے جانِ من
قابل تقلید بن چوں کاکی وعطار بن

فضلؔ ناکارہ ہے بس لیکن تمنا ہے کہ تو
جانِ من باکار بن باکار بن باکار بن

پندے چند

ایک بلبل تھا چمن میں با ہزاراں داستاں
پرنہیں اس کے ہوئے تم جان ودل سے قدر داں
اے گل خاموش تیرا کون ہو اب نغمہ خواں
کون ہوگا نکتہ رس اور نکتہ سنج ونکتہ داں
اپنے گُن پر حسن پر بیخود رہا نازاں رہا
یاد رکھ ہے حسن ظاہر چند روزہ میہماں
حسن باطن گر ہے تم میں قدر کی شی ہے وہی
لیک وہ بے پرورش کیونکر بنے گا جلوہ شاں
ہے کہاں وہ نکتہ داں جو پرورش دیگا اسے
تم نے سمجھا خود بخود ہوجاؤگے خندہ دہاں
بے نسیم صبحدم غنچہ کبھی ہنستا کہیں ؟
کیا شگفتہ ہوکے وہ ہوتا ہے زیب گلستاں
جان لوتم سا بہت تھے گن کے مالک دہر میں
لیک وہ بے پرورش کے ہوگئے ہیں بے نشاں
گوہر تاباں ہے ہر ہر لفظ تیرا فضلؔ بس
پُر حقیقت ہے مگر خاموش ہوجا اس زماں

در مدح علم

آمده بے شک خطاب ایزدی
مایۂ صد نازہا ھل یستوی

گفت عالم درمیان عابداں
ہمچو بدر کامل اندر تارگاں

از ہزار عابد بر ابلیس شقی
سخت ترشد یک فقیہ متقی

نور علم آمد ز انوار خدا
جہل را ظلمت شماری بے دغا

عالمے کو شد بدنیا حرص وار
شد خطابش در خبر شر الشرار

عالم و جاہل برابر کئے شود
عامی و بینا کجا یکساں شود

نسبت عالم وعابد بے گماں
مثل من شد درمیانِ امتاں

علم پیدا می کند خوف خدا
انما یخشی بہ بین نی افترا

بہر علم دیں کنی جانہا فدا   تا شوی بے ریب محبوب خدا

صاف گفتہ مولوی معنوی   در کتاب لا جوابش مثنوی

گفت پیغمبرؐ ثنای عالماں   افضلیت داد بر کل زاہداں

از نبی آمد خطاب من أراد   کن توجہ سوی قول پر سداد

قلب عالم مخزن اسرار شد   ہم دلش خود مطلع انوار شد

نیت دنیا مکن از علم دیں   کہ شوی آخر پشیماں وخزیں

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں   ایں خیالست ومحالست وجنوں

پندہا بہ پذیر تا فضلؔ خدا
بر سرت نازل شود بے انتہا

خطاب بطالبان جماعت داخل پنجم (ششم) بادعا برائے آنہا

اے ششم والے دعا ہے کہ تم آباد رہو
خوش رہو جملہ مصائب سے تم آزاد رہو

سستی وکسل وتغافل تمہیں کرنا ہے نہیں
فہم اسباق کرو ضبط کرو شاد رہو

چار شخص تم میں بنو قابل اعزاز ضرور
پھر چار ایسے کہ خود لائق امداد رہو

مشرقی پاک کے داخل میں بنو تم اول
اے مرے پیارے حسن چوں گل وشمشاد رہو

عزم پختہ کرو پھر عہد کرو سب ملکر
لکھ کے دیدو مجھے پھر راسخ بنیاد رہو

مدعا فضلؔ کا ہے تم کرو دنیا میں عروج
عبد صالح بنو قرآن کے منقاد رہو

خطاب بطالبان داخل ششم (پنجم)

اے طالبان پنجم ہے میری یہ تمنا
داخل کے امتحاں میں اعزاز ہاتھ کرنا

ہیں تین لڑکے تم میں لائق اسی کے جانو
گر اعتبار کرلو اور بات میری مانو

احمد کبیر واشرف اور مصطفےٰ کو لازم
سعی عمل سے کرلے اس منزلت کو قائم

پھر دو ہوں لڑکے ایسے امداد کرلیں حاصل
دعوی مرا ہو سچا ہرگز نہ ہو وہ باطل

سب مل کے مشورہ تم کرلو ابھی سے پیارے
اور فضلؔ کو بتادو کیا ہیں نتیجے سارے

کوشش کروگے جو تم امداد ہو خدا کی
مشہور ہے بشارت آقائے مصطفےٰ کی

تنبیہ بانجام

کیا خوب وہ نازاں ہیں جادوئِ بہاراں پر
لب پہ ہے تبسم دل شاداں ہے گلستاں پر

امید وفا کرنا اس حسن ونزاکت سے
امید سلامت کرنا آتش سوزاں پر

آنا ہے خزاں کا اور اس حسن کا ڈھلنا ہے
دیکھیں گے وہ یاروں کو انداز گریزاں پر

کچھ حسن درونی کی تحقیق تو کرنی ہے
لیکن یہ نہیں آساں ہر غافل ونا داں پر

انجام بخوبی ہو ہے اس کیلئے لازم
جگنو کی نہ ہو ترجیح پھر شمع شبستاں پر

گھوڑے میں گدھے میں کچھ فرق نہیں ہے یاں
اے فضل تو خامش رہ ہے بار زباں داں پر

ہر بات تری موتی تہ تک ہے نگہ تیری
پر قدر نہ ہوگی یاں دولت کے ثنا خواں پر
احباب بھی رنگیں ہیں پھر خود بھی وہ گلرو ہیں
کیا راز عیاں ہو پھر ہر طفل دبستاں پر
زاغوں کو دیا رتبہ بلبل کے ترنم پر
کیا خوب نوازش ہے اسرار سخنداں پر
دولت پہ غرور ان کا پھر حسن پہ پہ فخاری
ہیں چال عجب یہ سب اک خواب بہاراں پر
امید ترقی پر افکار فلک پیما
پھر کیا ہو نظر انکی آثار زمستاں پر

نوجوانوں میں علم دین کے حصول کی اہمیت پیدا کرنا اور وطن کی پاسبانی کیلئے لڑنے اور جذبات پیدا کرنے کے متعلق

چند کلمات

پڑھیں گے علم دیں، دیں کے مجاہد بنتے جائیں گے
علوم دیں کو اور فنِّ سپاہی سیکھے جائیں گے

وطن کے نوجواں ہیں ہم وطن کے پاسباں ہم ہیں
وطن کا کوئی دشمن ہو اسے پنجہ دکھائیں گے

ہیں ہم سب شیر دل شیر زماں بیدار دل ہم ہیں
مصیبت کوئی آوے ہم نہ ہمت ہار بیٹھیں گے

تڑپ ہے جستجو ہے عشق ہے عزم بلند بھی ہے
حصول مدعائے دل کریں گے کر دکھائیں گے

ہمارے دل ہے یا خود قلزم امواج آگیں ہے
تہیّہ دل کو ہے جذبات کا دریا بہائینگے

ہیں ہم مرد مسلماں مرد میداں پیکر ہمت
کوئی مشکل جو کام آوے نہ اس سے جی چرائیں گے

الٰہی المدد تو کارساز بندگاں اسکی
بھروسہ تجھ پہ ہے جو کام بھی ہم کرنے جائیں گے

مراد اپنی جہاں ہو واں سے حاصل کر چکینگے ہم
زمیں سے تا فلک چھانینگے پھر دریا گھنگا لینگے

خدایا فضل کر اور عزم واستقلال دے ہم میں
تو ہم بے ریب اپنی سعی سے مقصد کو پالینگے

میں نہیں کہتا کہ تیرے کام میں جو ہو کچھ خلل — وقت فرصت میں جو آؤ اس میں کیوں ہو مضمحل
نہیں ہے حسن عمل مجھ میں نے زباں میں اثر — ہے حال زار مرے دل کے پھر زیر وزبر
اگرچہ ترک سوسائٹی نہیں تمہیں آساں — مگر ہے اس کا ضرر ظاہر وعیاں وبیاں

طالبان علم دیں کو حامی وطن ہونے کیلئے حوصلہ افزائی کلمات

طالب ہیں علم دیں کے مطلوب وہ ہمارا
حامی ہیں ہم وطن کے محبوب وہ ہمارا

عالم بنیں گے عامل اور ہم بنیں سپاہی
ہر فن میں دیکھ لو گے تم حوصلہ ہمارا

ہم بے ہراس وپختہ کارو شجاع بھی ہیں
بے مثل عزم دیکھو گے بے شبہ ہمارا

یہ سرزمین بنگلہ دیش جو ہمکو خدا نے بخشی
دلکش عجب ہے نصرت کا زمزمہ ہمارا

توحید کی امانت جب ہے ہمارے دل میں
بجتا رہیگا غلبہ کا دمدمہ ہمارا

اس سرزمیں پہ اعدا جو ڈالے کوئی خدشہ
دشمن کے آگے دیکھو گے دبدبہ ہمارا

یارب بھروسا تجھ ہی پر ہمکو ہے ہمہ دم
اعلیٰ ترقیوں پر ہو مدرسہ ہمارا

فضل خدا جو ہم پر ہوتے رہے ہمہ دم
بے خدشہ باظفر ہو ہر مرحلہ ہمارا

طالبانِ دین کے اندر دینی جذبات پیدا کرنے کیلئے چند کلمات

پروانہ علم دیں کے شیدائے نور قرآں
ہیں جستجو میں اسکے ہم شمع چوں گدازاں

ہم خون دل کے بدلے چنتے رہیں گے اسکو
ہم ہیں ترستے اسکو وہ ہے ہمارے جاناں

دل میں تڑپ ہے اسکی سوز وگداز اسکی
توحید ومعرفت کے انوار اس سے تاباں

جذبات کا ہے طوفاں جویایِ دلربا ہیں
سوز جگر ہمارے سینوں میں شعلہ ساماں

وہ آروزو، امنگیں جو دل میں موجزن ہیں
تڑپارہی ہیں ہم کو ہیں ہم سراپا جویاں

اے پیارا وطن تو بیحد ہے پیارا ہم کو
تو ہے ہماری عزت ہم ہیں ترے نگہباں

اے خالق دو عالم داتا ہے تو ہمیں دے
سوز جگر ہمیں دے، دے دل میں نور ایماں

نقش قدم پہ شاہ کونین کے ہمہ دم
آنکھوں کے بل چلیں حاصل ہو رضائے رحماں

اے فضلؔ تو دعا کر درگاہ میں خدا کی
بچے ہوں زندہ دل سب پر جوش مرد میداں

خطاب بطلبائے سابقین

مورخہ ۲۱؍نومبر ۱۹۶۵ء

اہل علم دین ہو تم خوش نصیب وخوش خصال
خوش رہو پھر کامراں مقصود میں ای نیکفال
اور نکو کاری نکو خوئی میں قائم لا زوال

مدعای علم دیں جو کچھ ہے اسکا ہو رہو
خدمت دیں میں جو کچھ کرنا ہے اسکا ہو رہو
دیں گنوا کر نام دنیا کا نہ لوای خوش خیال

میں نہیں دولت کمانے سے تمہیں روکا کبھی
جستجوِ رزق میں تمکو نہیں ٹوکا کبھی
پر یہی کہتا ہوں خالق کو نہ بھول ای میرے لال

آبرو اسلام کی تم سے بڑھے ہے مدعا
جلوۂ قرآن تم سے بڑھ چلے ہے مدعا
اسوۂ احمدؐ کا شیدا تمکو رکھے ذو الجلال

بحرو برّ میں اور ہوا میں وہ جوانمردی تیری
دشمنوں پر یوں تبہ کاری وہ پا مردی تری
سب ہی سب ہیں معجزے اسلام کے ای نو نہال
جس نے تمکو سارے عالم میں کیا مشہور اب
جس نے دشمن کو کیا میدان سے مغرور اب
حرمت اسلام ہے اعزاز رب لا یزال
کیا نہ سمجھی تم نے اب بھی آن اپنے دین کی
کیا نہ دیکھی تم نے اب بھی شان اپنے دین کی
بہر مومن لطف ہے اور نہر کافر ہے وبال
ای گلالِ گلعذرانِ حکیمی گلستاں
خوشہ چینانِ دبستانِ نذیری بیگماں
منہمک اعلای دیں میں تم رہو با حال وقال
جتنے اغراض و مقاصد انجمن کے ہیں سبھی
عزم راسخ سے کرو حاصل نہ ہٹنا ہے کبھی
حوصلہ مردِ مسلماں کا ہے ہونا با کمال
پستی ہمت مسلماں کو نہ زیبا ہے کبھی
خامی عزم و عمل شایاں نہ انساں کو کبھی
چوں جبل بن جا اٹل بنتا نہیں ہے خستہ حال

مذہب اسلام تیری جان ہے تو جسم ہے
روح تیری جذبۂ ایمان ہے تو جسم ہے
یہ نہ ہوں اس قوم پر پھر ہے وبال اندر وبال

مدرسہ کی خدمتیں تم نے بہت کیں خوش رہو
لاحقیں کی ہمت افزائی بہت کیں خوش رہو
ہمچو ماضی ہو توجہ بہر مستقبل و حال

فضلؔ کے دل کی دعا ہے تم سدا شاداں رہو
ظاہر و باطن میں تم ہمچوں گلِ خنداں رہو
ہر زماں نازل ہوں الطافِ خدائِ ذو الجلال

مدحیات

خدایا تیری چوکھٹ پر بھکاری ایک آتا ہے
معافی ہو گناہوں کی سوالی ایک آتا ہے

از مؤلف

کلمات المدح والثناء

لحضرۃ الشیخ مولانا عبدالمجید صاحب دام فیضہ

پیر صاحب، گارنگیہ، ستکانیہ، چٹوگرام.

مقام حمد میں ششدر ملک اور جن و انساں ہیں
کہ درکِ کنہ ناممکن مگر تصدیق وایماں ہیں

عنایات وکرم تیرے ہیں بیحد ہم پہ اے خالق
سپاس وحمد کیونکر ہوں کہ ہم ناکارہ ناداں ہیں

سلامی پیش ہو ہم سے شہِ بطحا کی حضرت میں
زہے قسمت کہ امت آپ کی ہم ہیں شاداں ہیں

منازل اہل عرفاں کی بتاؤں کیا کہ ناداں ہوں
مراتب بے شمار اور بیکراں دریائے عرفاں ہیں

جو الطاف خداوندی ہمیشہ سایہ افگن ہیں
کہ ہر ہر دور میں اُمت پہ انجم نورِ افشاں ہیں

عیاں اعجاز ختم المرسلیں ہے ہر زمانے میں
کہ صدہا مہرتابان ولایت ضوء افشاں ہیں

جناب حضرت عبد المجید شاہ ملک دیں
چراغ سالکین و شمع بزم اہل اتقاں ہیں

طبیب حاذق اصلاح نفس وتزکیہ تلقیں
کہ بحر علم ظاہر قلزم اسرار وعرفاں ہیں

علوم دین کے حبر عظیم و مجمع ابحر
کہ نحریر فنون وفائق اقران و اَعیاں ہیں

علوم دیں کا چشمہ جو کیا جاری رہے جاری
قیامت تک خدایا کار ہائے فیض ساماں ہیں

وہ استاذ اساتیذ زماں ہیں علم ظاہر میں
بمنصب رتبۂ شیخ المشائخ بحر عرفاں ہیں

رئیس ہادیاں مأویٰ وملجائے خلائق ہیں
سنی المنزلۃ افلاک دیں کے شمس تاباں ہیں

ہزاروں ہیں تلامیذ علوم ظاہر و باطن
طریق ہولناک عشق میں وہ مرد میداں ہیں

رہیں گے زندہ دل امت شہِ کونین کے بیشک
علی رَغم العِدیٰ جو اولیائے دیں بفیضاں ہیں

وحید دہر ہیں ارشاد واحقاق حقیقت میں
گل خندان گلزار شریعت مشک افشاں ہیں

الٰہی صحت وطول حیات وجلوہ سامانی
رہیں قائم کہ محبوب قلوب اہل ایماں ہیں

تمنائے دلی فضؔل وکرم سے تیرے حاصل ہو
دعا ہائے دل خستہ سدا مقبول یزداں ہیں

بتقریب جلسۂ سالانہ مدرسہ اشاعت العلوم بڑاہاتیہ

(جس میں بیت الشرف کی ہمہ دم اعانت و مدد جاری رہتی تھی)

خدایا تیری چوکھٹ پر بھکاری ایک آتا ہے
معافی ہو گناہوں کی سوالی ایک آتا ہے
نہیں سرمایۂ اعمال کچھ ناکارہ ہے لیکن
توسل بادشاہ سبز گنبد کا پکڑتا ہے
اگر گرداب ہائل اور کشتی بھی ہلکی پر
جو کشتیباں ہو ماہر تو نیّا پار لگتا ہے
اشاعت ہے علوم دین کی یا سالانہ جلسہ ہے
بنا اب باغ جنت بوئے خوش ہر سو چھڑکتا ہے
بتا اب رہر وان میکدے کے واسطے منزل
کہ ہر اک شمع بیت الشرف پر پروانہ بنتا ہے
ہزاروں خشک لب ایک ایک جرعے سے بنے سیراب
مریض ظاہر و باطن ہر اک یاں پر سنورتا ہے

حذاقت کا نظارہ ہے ہزاروں گندہ دل دیکھے
کہ جادو تربیت سے باصفا ہرایک بنتا ہے

ہزاروں مردہ دل اپنی علالت سے تھے سب غافل
کہ اک ہی قم باذن اللہ سے ان کو جلاتا ہے

ہزاروں سست دل نا آشنائِ آشنا دیکھے
بیک جام ان کو مستانہ چو پروانہ بناتا ہے

حوالَینَا ہو تم لا علینا کہدو حاسد سے
کہ چمگاڈر ہی سورج سے سدا بیزار رہتا ہے

ھمایِ فیض باش نیکوئی بیت الشرف میں ہے
کہیں کرگس کے بازو حوصلہ اس جا کا کرتا ہے

نگاہِ کرگساں گندہ حوراں تحت الثریٰ میں ہیں
خدا کا فضل ہے بیت الشرف میں حُسن برستا ہے

برائے کمیرا گھونہ ۱۹۷۹ء

کرشمہ تیرا یا رب عالم ہستی بساتا ہے
کہ اسکے دور میں اک کار خانہ نظر آتا ہے

عجب حسن قدم کا ظاہر و باطن میں جلوہ ہے
دل عاقل کو اس کا حسن دیوانہ بناتا ہے

جو ظاہر کو کیا ہے تو نے روشن ان ستاروں سے
تو باطن نور عرفاں سے اجالا کر دکھایا ہے

اگر چہ سلسلہ دو ہیں نظام و نظم بھی دو ہیں
حقیقت میں ہر اک نور محمد ہی سے آتا ہے

وہاں نور محمد سے سہانا روشنی حاصل
یہاں انساں کے دل میں برق بن کر وہ چمکتا ہے

یہی ہے برق عشق خود ہی اچھل کر مانگ لیتا ہے
امانت جس سے ڈرکر آسماں انکار کرتا ہے

ولایت میں رسالت کی امانت آ گئی جس دم
ابوبکر و عمر، عثماں علی ایک ایک بنتا ہے

صحابہ تابعین جملہ ائمہ سب ستارے ہیں
علی سے سلسلہ اس کا مشائخ تک چمکتا ہے

ولایت سینۂ محبوب سبحانی میں آ چمکی
لبالب ساغر مئے پی کے قرب تام ہوتا ہے

نسب میں نیز نسبت میں شہنشاہ ولایت ہیں
کخردلۃ علی حکم اتصالی کام بنتا ہے

نہ کیوں ہو قطب عالم غوث اعظم محبوب سبحانی
نحیف اسلام پھر تازہ دم ان ہی سے بنتا ہے

چھنا سارا جہاں میں نور جیلاں شک نہیں لیکن
زمیں چٹگام پر بن کر کے اختر وہ چھلکتا ہے

خدایا جانشیں کا ان کے اور فیضاں بڑھا دے تو
کہ ہر گونہ مریض ان سے سدا فیضان پاتا ہے

سوالی فضل یارب ان بزرگوں کے توسل سے
بھکاری خاتمہ بالخیر کا بنکر کے روتا ہے

اللہ اکبر

خانقاہ حامدیہ ومدرسہ فرقانیہ سلامیہ ساتکانیہ، چٹوگرام

مبارک مرکز ارشاد و تلقیں　　مقام تزکیہ اصلاح و تزییں
نوزدہ صد سن وپنجاہ وشش در (۱۹۵۶)　　بنائے خانقاہ حامدی ست ایں
خوشا ایں محفل ترتیل قرآں　　حماھا اللہ از آفات دوراں
سلامیہ کہ شد نامش بنایش　　شد از عبد السلام بحر عرفاں

بالفاظ دیگر

مبارک مشہد انوار عرفاں
مدار طالبان قرب رحماں
سن پنجاہ وشش بعد از نوردہ
اساس خانقاہ حامدی داں
خوشا ایں منزل تعلیم قرآں
حماھا اللہ از آفات دوراں
سلامیہ شدہ نامش بنایش
شد از عبد السلام بحر عرفاں
نگاہ کیمیا ہم داشت سویش
شہِ عبد المجید مہر تاباں

اشعار منظومہ

بجلسۂ سالانہ مدرسہ ۱۹۷۴ء بابت مسجد بیت الشرف

خدایم مالک عز و شرف ہے — یہ امت امتوں میں پُر شرف ہے
نبی خیر الوریٰ مولا ہمارے — یہ نسل آدم ان سے باشرف ہے
ہے انساں اشرف المخلوق ولیکن — محمد باعث و اصل شرف ہے
وہی ہیں باعث ایجاد عالم — وہی ہے ذات جو اصل الشرف ہے
اطاعت آپ کی طاعت خدا کی — یہی راہ ہُدیٰ عین شرف ہے
بزرگان ومشائخ کے توسل — بلاشک باعث فوز و شرف ہے
یہ مسجد کیف زا بیت الشرف ہے — عجب اک خانقا بیت الشرف ہے
وہاں ہیں اخترؔ تاباں ضیا پاش — تو بقعہ نور کا بیت الشرف ہے
نہ کیوں ہو روح پرور جاں نوازا — کہ جلوہ رشد کا بیت الشرف ہے
ہے گہوارہ فیوض اور برکتوں کا — کہ مسند شیخ کا بیت الشرف ہے
ہے سجادہ خلافت کا یہاں پر — زعیم مدعا بیت الشرف ہے
چو رضوان جناں خدام اسکے — چو فردوس عُلا بیت الشرف ہے
دراں خلف رشیدش مسند آرا — جبھی تو پُر ضیا بیت الشرف ہے
مہذب بامروت سب کے سب ہیں — چمن زار ہُدا بیت الشرف ہے
جو شیخ کامل وحاذق ہیں واں پر — بڑھو تلقیں کی جابیت الشرف ہے
عبادت اور تلاوت کا ہے واں دھوم — مقام التجا بیت الشرف ہے
جو ہے امراض نفسانی سے غمگیں — تو جا تیری دوا بیت الشرف ہے

جو ہے امراض جسمانی سے عاجز ۔۔۔ تو جا تیری دعا بیت الشرف ہے
قساوت قلب کا صیقل ہے کرنا ۔۔۔ تو جا واں اسکی جا بیت الشرف ہے
اگر تہذیب نفس کی آرزو ہے ۔۔۔ مراد دل کی جا بیت الشرف ہے
جو ہے مقصد ترا تہذیب اخلاق ۔۔۔ مقام مدعا بیت الشرف ہے
نگاہ غوث صمدانی ہے اس پر ۔۔۔ جبھی تو پُر بھا بیت الشرف ہے
امید عاشقاں و مرجع و مر ۔۔۔ کز اہل وفا بیت الشرف ہے
شہ جبار شیخ ہم زمانہ ۔۔۔ مکیں جسکی وہ جا بیت الشرف ہے
ہے یاں ارشاد و تلقیں و توجہ ۔۔۔ دلیل مدعا بیت الشرف ہے
تلاوت اور دعائیں ، دعوتیں ہیں ۔۔۔ مقام دلکشا بیت الشرف ہے
دعائیں دعوتیں مقبول رب ہیں ۔۔۔ قبولیت کی جا بیت الشرف ہے
محبت میں ہے گر سرشار ہونا ۔۔۔ تو چل مقصد ترا بیت الشرف ہے
تعاون حاملان علم دیں کے ۔۔۔ جو کر تا ہے ریا بیت الشرف ہے
حمایت مسجدوں اور مدرسوں کی ۔۔۔ مسلسل ہے وہ جا بیت الشرف ہے
فیوض اختر تاباں کا سیلاب ۔۔۔ وہ دیکھے اسکی جا بیت الشرف ہے
وہاں ہے دولتوں کا ہُن برسنا ؟ ۔۔۔ تو چوں ابر سخا بیت الشرف ہے
مدارس ہیں مساجد اور مساکین ۔۔۔ تو ان کا ہمنوا بیت الشرف ہے
ہے اس پر مثل باراں فضل رحماں ۔۔۔ غنی از ما سوا بیت الشرف ہے
مقام الفقر فخری کا ہے لیکن ۔۔۔ چو سلطان عطا بیت الشرف ہے
بقائے جا ودانی ہو الٰہی ۔۔۔ جو مرکز خلق کا بیت الشرف ہے

علوم دین کی کشتی رواں ہے
اب اس کا نا خدا بیت الشرف ہے

بیت الشرف

یہ مسجد کیف زا بیت الشر ف ہے
عجب اک جانفزا بیت الشرف ہے

وہاں ہے اختر تاباں ضیا باش
تو بُقعہ نور کا بیت الشرف ہے

نہ کیوں ہوروح پرور جاں نواز
کہ مسند دلکشا بیت الشرف ہے

ہے گہوارہ فیوض اور برکتوں کا
کہ مسند شیخؒ کا بیت الشرف ہے

مجاور چوں گل خنداں ہیں اسکے
کہ فردوس علا بیت الشرف ہے

خلیق اور بامروّت سب ہیں واں پر
مقام پاک زا بیت الشرف ہے

دراں خلف رشیدش مسند آرا
جب ہی تو پُر ضیا بیت الشرف ہے

ریاضت ذکر و فکر و نالہ و آہ
مقام اِلتجا بیت الشرف ہے

قساوت دل کا جو صیقل ہے کرنا
چلو واں اسکی جا بیت الشرف ہے

اگرشائستہ کرنا نفس کو ہے
تو تیز صیقل کی جا بیت الشرف ہے

جو ہے امراض نفسانی سے غمگین
تو جا تیری دوا بیت الشرف ہے

جو ہے امراض جسمانی سے عاجز
تو جا تیری دعا بیت الشرف ہے

جوہے مقصد ترا تہذیب اخلاق
تو جا رشدو ہدیٰ بیت الشرف ہے

نگہ محبوب سبحانی کی اس پر
ہے جس سے پر ضیا بیت الشرف ہے

امید عاشقاں و مرجع ومر
کز اہل وفا بیت الشرف ہے

ہیں شیخ کامل عبدجبّار
مجاز باصفا بیت الشرف ہے

ہیں یاں ارشاد و تلقین و توجہ　　قرین مدّعا بیت الشرف ہے
تلاوت ہے دعائیں دعوتیں ہیں　　کہ جائے باصفا بیت الشرف ہے
محبت میں ہے گر سرشار ہونا　　تو جا مقصد ترا بیت الشرف ہے
فیوض اختر تاباں کو حاصل　　ہے گر کرنا تو جا بیت الشرف ہے
حمایت مسجدوں کی مدرسوں کی　　مسلسل اسکی جا بیت الشرف ہے
خدایا فضل سے اپنے تو دائم　　بجا رکھ باضیا بیت الشرف ہے
چو پروانہ ہیں شیدا مرداں سب　　منوّر مہِ لقا بیت الشرف ہے
خدایم مالک عزّ و شرف ہے　　یہ امت امتوں میں باشرف ہے
نبی خیرالوری مولا ہمارے　　یہ نسل آدم ان سے پر شرف ہے
وہی ہیں باعث ایجاد عالم　　وہی ہے ذات جو اصل الشرف ہے
اطاعت آپکی طاعت خدا کی　　یہی ہے بندگی عینِ شرف ہے

بزرگان و مشائخ کے توسّل
یہی جوڑ باعثِ فوز و شرف ہے

کلمات چند

بتقریب جلسۂ سالانہ چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ

مورخہ ۲۶ر فروری

وہ سماوات ستارے یہ نباتات ہیں سب　　کوہ و دریا و زمیں اور جمادات ہیں سب
اور انسان ہیں حیوان ہیں جنات ہیں سب　　یہی دن رات ہیں اور گردش کرات ہیں سب
اے خدا ہے تری قدرت کا ہر اک ایک نشاں
حمد میں تیری ہیں سب مست ہمہ دم رطب لساں
حسن لیلے کہو ، ہنگامۂ مجنوں بولو　　آبلہ پائی کہو یا دل مفتوں بولو
قیس کی دشت نوردی کو مجنون بولو　　قلب لیلے کو بھی زخموں سے نہ ماموں بولو
ہے ہر اک حسن قدم پر ہی دلیل اتقاں
ہر مد برکو ہے ان ہی سے حصول عرفاں
ظلمت نیست سے ہستی کو اجالا دیکھے　　شب تاریک سے جو صبح کا پالا دیکھے
مرغزاروں میں ہمہ جا گل ولالہ دیکھے　　پیکر حسن کا انداز دو بالا دیکھے
کون ہے جو ترے آگے نہ ہو وہ سجدہ کناں
جذبۂ عشق میں مخمور نہ ہو کیف نشاں

قعر ذلت سے ہے دنیا کو نکالا جس نے ظلمت کفر سے گیتی کو چھڑایا جس نے
ظلم ہٹوا کے یہاں عدل بسایا جس نے دین وایمان سے عالم کو سنوارا جس نے

ان پہ باران ہو رحمت کا خدایا ہر آں
ہم سے تحفہ ہو عقیدت کا خدایا ہرآں

مدرسہ یہ جو حکیمیہ ہے سر سبز مدام ہیں سدا اس پہ فیوضات بزرگاں بدوام
حضرت عبد حکیم قطب زماں پاک مرام شہ نذیر احمد اقران میں اعلی بمقام

پاک روحیں متوجہ ہیں اسی سو ہر آں
جب ہی آباد ہے اقران میں اعلی ذی شاں

حضرت استاذ کی خوابوں میں ملاقات رہی پیارے تلمیذ سے دیدار مناما ت رہی
پاک رویا جو تنفیذ مواسات رہی حکم تھا لفظ میں تشکیل سوالات رہی

اے مرے اختر تابان سمائے عرفاں
مدرسہ کو مرے دیکھا نہیں کیوں تا ایں آں

راز میں حکم تھا استاذ کا ان پر مختم آپ کے دل پہ اثر ہوگیا اس کا محکم
کرلیا شیخ زماں نے یہ ارادہ مصمم آکے اس مدرسہ کو آپ سے کرلیں منظّم

اے خدا اختر تاباں کا ہر اک جائے نشاں
آپ کے جود وسخا کی ہیں عمارات عیاں

شکر ہے زندہ بزرگاں بھی محبت کرتے ہیں اسکی امداد میں ہر وقت عنایت کرتے
حضرت شاہ چنوتی جو رعایت کرتے ہیں دوسروں کو بھی سدا اسکی ہدایت کرتے ہیں

جانشیں بیت شرف حضرت شیخ عرفاں
عبد جبار جو اس پر ہے سخاوت باراں

اس پہ ہے اور بزرگوں کا بھی فیضان مدام　　سرزمیں ہے یہ چنوتی جو بزرگوں کا مقام
اس قدر بارگراں خرچ کا برداشت دوام　　ہورہی ہے بسہولت بخدا نیک انجام
اے خدا رکھ اسے آباد بدور ازماں
حفظ دیں کا رہے سر چشمہ بحد امکاں
اے جوانان دبستان چنوتی سن لو　　بادہ نوشان گلستان حکیمی سن لو
سر و شمشاد گلستان نذیری سن لو　　یا سمینان چمنزار چنوتی سن لو
شادماں قدر وقضا سے رہو تم جملہ اواں
حوصلے پست نہ ہوں اور بنو مردانہ نشاں
روح کردار بنو قابل اقوال بنو　　فارغ از قال بنو صاحب احوال بنو
والہٗ علم وحکم جامع افضال بنو　　پیکر خلق حسن صاحب اعمال بنو
کشتگان رہ تسلیم ورضا ہو ہر آں
غم امروز سے فردا سے نہ ہو تم حیراں
درگذر فضلؔ سے کرا ے خدا شرمندہ ہے وہ　　ہے گنہگار ترے در پہ سر افگندہ ہے وہ
کرلے مقبول دعا گرچہ پراگندہ ہے وہ　　بندہ آخر ہے ترا اگرچہ بہت گندہ ہے وہ
مشکلیں ہوتی ہیں دربار میں تیرے آساں
تو ہے غفار تو ستار عیوب اے رحماں

بتقریب محفل نزول قرآں

بمدرسہ لوہا گاڑا۔ مورخہ ۲۹ رجنوری ۱۹۷۸ء

نزول قرآں کی ہے یہ محفل فیوض رحماں کا یاں ہے جولاں
گذر گئی ہیں بہت سی صدیاں مگر ہے قرآں چوں مہر تاباں
خدا نے انا لحافظوں کے جو نص قطعی میں دی بشارت
ہے فرض ہم پر کہ اسکی کوشش میں ہم رہیں پھر سدا خراماں
ہماری جاں سے عزیز تر۔ ہے ہمارے تن دھن سے زیادہ پیارا
ہمارے ایماں کا وہ نگہباں ہم اسکے ظاہر میں ہیں نگہباں
حروف قرآں اور اسکے حرکات اسکے سکنات کی حراست
ہم اسکے نقطوں کے ہیں نگہباں ہم اسکے معنوں پہ جاں سے قرباں
لہا گاڑا والے اور مددگار سب کو دیتا ہوں میں بشارت
کہ سبز گنبد کی معرفت تم پہ ہوگا ہر آں نزول فیضاں

رہو گے بَن ٹھن کے ہر برس تم برائے ایں محفل مبارک
تمہارے دین اور مال ودولت میں ہو ترقی بہ یمن قرآن
بہت سی اقوام کو ابھارا خدانے قرآن کی بدولت
بہت سی اقوام کو پچھاڑا بشامت وشُومِ ترک قرآں
خدا کے فضل وکرم ہو تم پر کہ تم نے شوق وعقیدتوں سے
نزول قرآں کے ذکر کو تم اجالا کرتے ہو شان شایاں
و انتم اعلون کی بشارت نہیں ہے گنجائش شبہ کچھ اسمیں
اشاعت اسکی کریں گے ہر آں عمل میں لائیں گے حکم قرآں

جلسۂ سالیانہ چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ

کون و مکاں کا خالق تو رب عالمیں ہے
ایاک نعبد اور ایاک نستعیں ہے

حمد و ثنا کا واحد حقدار تو ہی تو ہے
انباز تیرا یارب ہر گز کوئی نہیں ہے

آثار قدرت تو ہر ہر ادا سے ظاہر
و للعجب شکم میں کیڑوں کے انگبیں ہے

سالار کاروان پیغمبراں محمد ﷺ
ہیں شمع بزم امکاں رحمت للعالمیں ہے

روحی فداہ یارب سلّم علیہ دائم
سیرت سے انکی روشن ہر گوشۂ زمیں ہے

اہل ملوکیت کی تھی چیرہ دستی ہر جا
ان چکیوں کے نیچے پستی رہی زمیں ہے

قانون عدل وحق کو آفاق میں بسایا
محبوب کبریاوہ آقائے مؤمنیں ہے

آباد لِلأبدَ ہو یہ گلشن چنوتی
عرصہ سے مدرسہ یہ خدمتگذار دیں ہے

روشن تھی بزم امکاں جن اولیا کے دم سے
ہے یادگاران کے روشن چومۂ جبیں ہے
عبد الحکیم ذیشاں شاہ نذیر احمد
تاباں ستارہ ہر اک روپوش در زمیں ہے
کثرت سے کارنامے جن کے چمک رہے ہیں
شیخ زماں تھے اختر بطحا میں اب مکیں ہے
یارب سبھوں پہ نازل باراں ہو رحمتوں کا
فردوس آشیاں ہوں جو خُلد دل نشیں ہے
زندہ بزرگ حضرت شاہ چنوتی یارب
عاشق ہیں مدرسہ کے سیرت کے نکتہ بیں ہے
اور سر پرست اس کا علامہ شیخ عرفاں
عبد الجبار شیخ اختر کے جانشیں ہے
سلطان واعظیں اور پیارے شفیق و آزاد
محمود حق ، مبارک اور ایک قطب دیں ہے
کردے حیات میں سب کے تو اضافہ یارب
ہر ایک ان کا بے شک حرز متین دیں ہے
یارب شفائے عاجل شمس الہدیٰ کو بخشے
مرض شدید میں وہ مضطر ہے اور حزیں ہے
یارب ہو مدرسہ کا عاشق حبیب احمد
استاذ کل کا بے شک وہ ایک جانشیں ہے
فضل خدا ہو میرے سب مدعا ہوں حاصل
وہاب تو ہے یارب تو رب عالمیں ہے

شب برات

قربان جاؤں تیرے احساں پہ یا الٰہی
بے انتہا ہیں رحمت انعام لاتناہی

جل جلالہ تو عم نوالہ تو
تو وحدہ نرالا قدرت تری نرالی

بے داغ دین جس نے دنیا میں لا بسایا
کیا خوب اک شریعت سیرت میں کر دکھائی

سر تاج انبیانے مژدہ ہمیں سنایا
اکملت دینکم کے اعلان کبریائی

وہ لیلۃ القدر اور یہ لیلۃ البراء ۃ
ختم رسل کی خاطر ہمکو ملیں عطائی

اعراض یا جواہر سارے تڑپ رہے تھے
جور وستم کی وادی دنیا میں تھی تباہی

رحمت مجسم احمد ختم رسل محمد
نور خدا جو آئے دنیا ہوئی اجالی

رحمت کی رات ہے یہ توبہ گنہ کی ہوگی
جو شرمگیں ہو دل سے اور پھر ہو آہ وزاری

برکت کی رات ہے یہ ارزاق میں ہے وسعت
با عاجزی بنو تم رزاق کے بھکاری

قرآن کی تلاوت ذکر و دعا نمازیں
جو ہوسکے تو سمجھو نعمت خدا کی پائی

ناکارہ ہم ہیں یارب فضل وکرم سے اپنے
عفو گناہ کردو ذلت بہت اٹھائی

مغرب سے صبح تک بخشتے ہیں وہ تائبوں کو
بخشش سدا ہے رب کی یہ خاص شب براتی

بتقریب جلسۂ سالانہ مدرسہ حکیمیہ عالیہ چنوتی

مورخہ: ۱۹۷۸ء

بیداغ خدائی تیری ہے یا رب
ہمسر ترا کوئی بھی نہیں

اَن گنت دلائل تیری وحدت کی   آثار خدائی کی گنتی محال
دنیا کے عقلمند جتنے ہیں   انکار کسی کو کچھ بھی نہیں
ایجاد کا وہ نور اولیں پھر   حمد میں رب کے بھی اول
عالم کیلئے آپ ہیں رحمت   ہستی میں برابر آپ کے کوئی نہیں
میزاں کے وقت شفاعت ہو حاصل   جنت کی رکاوٹ کچھ بھی نہیں
قسمت کا دھنی ہیں امت میں وہ   جو حب نبی میں ہوں پروانہ
پھر حب نبی سے جو سینہ ہو خالی   حشر میں رسوا تر اس سے کوئی نہیں
دولت ہے ہمارے حب نبی   انجام ہمارے جب حب نبی

پیارے ہیں نبی اور پیارا یہ قرآں
محبوب تر شئ اس سے کوئی بھی نہیں

در بابت معدن تیل

(جلدی) بوقت ورود عالیجناب عبداللہ المحمود مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۴ء

الٰہی ارض پاکستان میں ہر گونہ راحت ہو
بنے یہ سرزمیں جنت نشاں باشان وشوکت ہو

زمین پاک کوانواع دولت سے تو کر فائز
لگے انباریاں پرسیم وزر کےاور ثروت ہو

الٰہی احتیاج وتنگدستی دور ہوں یاں سے
گرانباری ہوزائل اور پھر کثرت سے دولت ہو

نہ ہواس مملکت میں کوئی پستی اور کمزوری
سکوں ہواورطمانینت ہو پھر طاقت ہوقوت ہو

مسلمانان پاکستان میں ہوں جذباتِ ایمانی
اٹل ہوں دین میں ہمت میں پھر دل میں شجاعت ہو

الٰہی آج ہے اس تیل کے معدن کی عمرانی
تو اس کو پائیداری بخشدے تیلوں کی کثرت ہو

الٰہی ہم غریبوں کوسراغ اسکا دیا تو نے
تو مالا مال ہمکو کر ہمیشہ کی یہ نعمت ہو

ہو اسکا تیل بے پایان وفوارہ ابد تک ہو
ہمیں ہو کامیابی جو معاونِ تیری قدرت ہو

الٰہی معدنیاتی جو پاکستان میں چیزیں ہیں
پتہ ان کا ہمیں دے تو بتا تیری یہ نصرت ہو

الٰہی رحم کرکے تو نے بخشا ہے یہ پاکستان
اسے ہر گونہ ساماں بخشدے تا اسکی زینت ہو

دعائیں فضلؔ نادم کی ہیں درگہ میں ترے یارب
تو سُن لے تا مسلمانوں کو حاصل اس سے رفعت ہو

استقبالیات

حسنِ بہارِ گلشن ہے دل لبھانے والا
کلیوں کو ہے تبسم خوش باغباں ہمارا

از مؤلف

نظم با ستقبالِ

حاجی بشیر صاحب کو رشتۂ گل پہنانا ورکروں کا ایک جلسہ کر کے بصورت مصالحت ترک اسٹرائک کے بعد۔ بالتماس ورکران نوشتہ شد۔

دلکش ، عجب بنا ہے یہ گلستاں ہمارا
جادو نشاں ہے اس دم یہ آشیاں ہمارا
حسن بہار گلشن ہے دل لبھانے والا
کلیوں کو ہے تبسم خوش باغباں ہمارا

تنگی تھی سختیاں تھیں ہم تھے بہت پریشاں
فضل خدا سے اب ہیں وہ مہرباں ہمارا
اندوہ وغم ہیں رخصت تیزی سے اب رواں ہے
امید کی ہواؤں میں بادباں ہمارا

اس فکٹری کے مالک کو اے خدا بڑھادے
تو نگہباں ہے ان کے وہ سائباں ہمارا
ہم سب ملازم ان کے ممنون بہت ہیں بیشک
انکی نوازشوں سے دل شادماں ہمارا

پھولوں کا ہے یہ مالا ظاہر میں پر بباطن
اپنی عقیدتوں کے ہے یہ نشاں ہمارا
کرتے دعا دلوں سے ان کو ہمیشہ یارب
ہر طفل و پیر و برنا ہر نوجواں ہمارا

تہنیت نامہ

بتقریب قدوم عالیجناب گورنر بہادر خان عبدالمنعم خان صاحب، بمکان ستکانیا کالج اور وہاں چنوتی مدرسہ کیلئے دو ہزار پانسو روپئے کا اعلان کرنا۔

شاخوں پہ عندلیباں نازاں ہیں مرحبا خواں
سب پیر و طفل و برنا شاداں ہیں خندہ ساماں
برکت ہے فتح و نصرت آثار ہمت افزا
ہیں خان عبد منعم اس دم ہمارے مہماں
عہدے گورنری کے ہے آپ سے مزین
وہ برج سلطنت ہیں اختر ایک تاباں
یہ مدرسہ چنوتی کا ہے بہت پیاسا
اور خانِ عبد منعم ابر سخائے باراں
ہاں اک عمارت اسکی پینتیس گز کی طولاں
برباد کردیا ہے اسکو گذشتہ طوفاں
ان کی سخاوتوں کا ہر سو ہے ایک شہرہ
ابر بہار ہیں وہ ہر جا پہ ہیں در افشاں
اے فضل اب دعا کر فرصت قلیل ہے بس
اقبال ان کے سر پر دائم ہو ظل افشاں

كلمة الترحيب

بقدوم سعادة السيد/ فؤاد عبد الحميد الخطيب
(سفير المملكة العربية السعودية الأول لدى بنغلاديش)
فى حفلة سيرة النبيﷺ بصنوتى عام ١٣٩٨ھ

قد قدمتم وأنتم أجلة فى الشأن — بقدومكم شرفتونا كل السكّان
لنحبكم بحب رسولنا المصطفى — ولحبكم واللّٰه جزء الإيمان
وهذا الحبّ حقيقة لا تصنع — ولا تملق بل ناش من الإيقان
لنؤقر سكان ديار حبيبنا — ويعزهم كل من أهل الإتقان
لم لا قد نزل هناك جبرئيلنا — بالوحى والآيات للقرآن
فرح الرجال والنساء بجميعهم — نشط الشيوخ والكهول كالصبيان
يامن تحلى بالمكارم خلقكم — يا من تجلى نوركم بالفيضان
شرف لكم لا ريب فيه بحصولكم — شرف الجوار بسيد الأكوان
ولفضلكم حتمًا بدأ بوصولكم — فخر الجوار بكعبة الرحمٰن
فطلعتمونا وانتم شموسنا — وبنور وجوهكم حجل القرآن
ياحبذا شرف العرب بلسانهم — كلسان القرآن واهل الجنان

فلنعم ذا فخر العرب هى مولد — لنبينا هو فخر نوع الإنسان
حبالكم اهل العرب وكرامة — وستأتكم نصرة الرحمٰن
تبا لحساد العرب تبالهم — قوم اليهود وكل ذرا رى الشيطان
ندعو الاله لجلالة الملك السعود — ابقاه قائد ملكه طول زمان
ويكون رعبه غالبا اعداء — ويسوغ نظمه جملة البلدان
هو خادم الحرمين مأوى المسلمين — فلذا هو انسان عين الانسان
فالله بارك فى اسمه هو خالد — فيخلد ملكه بحفظ المنان
فاحفظ اللهم دول المسلمين — منه شر أعدائها بحتم الحفظان
بشرٰى لنا ولكم بحفلة سيـ — ـرة النبى هو باعث الاكوان
فيها لأسوة بحسن نظامها — لحياتنا ومماتنا كل زمان
فيها أساليب المعاشرة كلها — فيها لتكميل ضوابط الإحسان
فيها نظام معاشرة الانسان — فيها قيام عبادة الرحمٰن
فيها السياسة بحسن أطوارها — وإقامة العدل حقًا بميزان
فيها الهدى لصغارنا وكبارنا — تربية فيها وتقوية الايمان
أغراضنا بحفلة ليست الاّ — إشاعة السيرة هى ناسخة الأديان
وصبابة حب النبى فى قلوبنا — لابد لنا منه فى لقاء الرحمٰن
وهداية الناس إلى الامن المدام — فإن السيرة توضح طرق الأمان
خلق عظيم للنبى كالقرآن — فنشرها هى خدمة القرآن
فسيرته والله حرز قلوبنا — هى روحنا هى محكمة البنيان
قد ألهمت هى قبل ستّ سنوات — فى قلب شاه شونوتى شهيد زمان

فاشاعها الله فى الأرض أفاقها ... وأطرافها النائية بقليل زمان
السيرة هى مِرأة دين الإسلام ... من يبتغ غيره ضل بالبطلان
إسلامنا دين لنا لحياتنا ... ومماتنا هو ناسخ الاديان
فحفلة السيرة أثلجت قلوبنا ... تمايل إليها الشيوخ مع شبان
علمائنا شغفوا بها بعلومهم ... وبوعظهم وفصاحة وبيان
رؤسائنا اشتاقوا إليها خدمة ... بمعونة مالية ونظام وعمران
فقرائنا فتبادروا بمحبّة ... وبخدمة بمشقة الأبدان
إن الأمور ثلاثة بعزيمة ... لشاه شونوتى العارف الربانى
المدرسة والحفلة والمسجد ... فالأوليان جرتا بعون السبحان
ثالثها هو مسجد قد ارسمت ... لم يبرز هو فى الوجود حتى الأن
نرجو من اللّٰه الإعانة من لديه ... هو لا يرد راجيه بالحرمان
وصلت علوم الدين الجوانب كلها ... اذ بادرت إلى الآفاق والبلدان
سفائن تجار العرب بشراعها ... سارت الى الممالك الشرقانى
وصلت إلى مناطق غرب بنغالة ... منها إلى شيتاغونغ بحسن الجريان
هذا المقام قد ساعدهم بمناخه ... فكثيرهم استوطنوه بالعمران
فثلاثة أرباع من اهل الوطن ... اولادهم والباقى قديم السكّان
فعلوم العرب شاعت من هنا الى ال ... جوانب بدينه طول زمان
فمدارس بنجلاديش ان آلافها ... فرقانيات بتجويد القرآن
مدارس الحفظ جارية الآ فها ... لخدمة كتاب الله الفرقان
والوسطيات فى الملك وكبرياتها خم ... سة آلاف بفنون علم القرآن

فـالـصـرف والنحو والأدب مع نظمه — وعـلـم البـلاغة والبـديـع بـالبيـان
والـمـنـطـق بالحكمة والفقه وأصوله — علم الحديث بالأصول وتفسير القرآن
وهـذه الـمـدرسة بيـن أعيـنـكـم — منسوبة الى عبد الحكيم قطب الزمان
ومـؤسسها الأستاذ الشاه نذير احمد — حبـر الـعـلـوم ونـحـريـر الـعـرفـان
والشـاه حـافـظ هـذا فـأخوه نسبة — وتـلـمـيـذه فـى الـعـلـم والـعـرفـان
مستغـرق حـب الـرسول على رسله — بـانـى هـذه الـحـفـلة بهـذا الشـان
ساداتـنـا ان أرضـنـا جميلة خضراء — لـكـن ثـروة بطنها مخـــفية إلى الان
فما استطعنا سعى إخراجها بأصوله — فـلـم نـقـدر التمتع بها بشئوم الحرمان
فـأهـل ديـارنـا بعمومنـا مسـاكين — لا نـقـدر تـوسيع المدارس بالحسبان
والـحـال ان طـلابهـا لـــكـثيـرة — بـكثرة جزيــلة برغبة وميـــلان
فهـا أنـا خـادمكـم أحـقـر الـورى — فـضـل الـلـه الـغـافـر الـرحـمـان
قـدمت إليـكـم شـئـونـنـا ملخصًا — لـضيق الـوقـت لا بـخـدعة الـكتمان
ســاداتــنـا ختم الكـلام بـكـلـمة — فـاقـولهـا مـن اسة الـفيـضـان

أعـدائـكـم اعدائنا وأحبابكم
أحبـابـنـا فـأقـولهـا بالإيمان

بقدوم مہمان جناب s.d.o.(B) ctg

یہ دل لبھائے لئے جارہا ہے اب بستاں
چمن چمن ہے یہ گلشن بحسن خود نازاں

ہے پر زکیف یہ منظر، ہے جانفزا گلشن
دمن دمن ہے سحر ساز و دلبری ساماں

ہے دلفریب نظارہ، نگہ نواز سماں
جوصف بصف ہیں گلاں یاں پہ مشکبوافشاں

ہیں بلبلاں وعنادل ہیں قمریاں مل کر
ہیں بزم بزم جشن گیر ونغمہ خواں شاداں

بشاخہائے چمنزار بس قطار وقطار
پرندگاں بنواہا ہیں مرحبا خواں

بہ پنجہ ہائے برگ سبز و سرخ شاخ چنار
یہ نقش حرف ہے welcome بآمدمہماں

قدوم صاحب والائِ s. d. o یاں پر
نویدفوز ومسرت ہے خوش ہیں خرد وکلاں

گلان سفتہ برشتہ سے بن گیا مالا
نشان فرط عقیدت بمحترم ذیشاں

ہوں لطف وفضل خدا آپ پر شبانہ روزی
ہمائے رفعت و اقبال سر پہ سایہ کناں

بتقریب قدوم وزیر صنعت عبداللہ المحمود بمدرسہ چنوتی
وعطیہ اش مقدار (۳۰۰) سہ صدروپیہ برائے کتبخانہ

نسیم الفت سحر کو آ کر نوید محکم سنا رہی ہے
کلی جو قسمت کی ہے تمہاری شگفتہ ہونے کو آ رہی ہے
صبا جو صحن چمن کی جاروب کش ہے اس دم بصد صداقت
کہ میہمان عظیم کی بوئِ خوش ہوا یاں پہ لا رہی ہے
ہان عبد اللہ لقب بہ محمود وزیر صنعت چو مہر روشن
ہوئے یہاں پر جو جلوہ ساماں تو روشنی جھلملا رہی ہے
حکیمیہ درسگاہ چنوتی بصد تشکر ہے مرحبا خواں
عطا جو اسکو ملی ہے ان سے تو شکر اس کا بتا رہی ہے
دعا ہے اب فضلؔ کی طرف سے جناب والا کی عافیت کی
جو دل کے تہ سے بصد محبت دعا ترقی کی آ رہی ہے

بخیر مقدم جناب سید الطاف حسین صاحب

ڈپٹی اسسٹنٹ ڈائرکٹر مشرقی پاکستان

مورخہ ۲۰؍نومبر ۱۹۶۴ء

ہے چشم مخمور فرش رہ اب صبا جو مژدہ سنارہی ہے

کسی کی آمد کی جو خبر ہے بہار جوبن دکھا رہی ہے

عنادل شاخہائے گلشن جشن جشن نغمہ گا رہے ہیں

ہنسیں جو کلیاں چمن ہے خنداں تو مشکبو چھن کے آ رہی ہے

قدوم الطاف حسین صاحب ہوا ہے سب ہی کی روح پرور

چو مہر روشن ہیں جلوہ ساماں تو روشنی جھلملا رہی ہے

ہیں خاندان رسول اکرمؐ کے خلف صالح بصد محاسن

کہ مفخر قوم و ملک ہیں وہ سیادت انکی جتا رہی ہے

وہ مجمع ابحر علوم وفنون دنیا ودیں میں پھر وہ

مکارم اخلاق کے ہیں منبع کہ سیرت انکی بتا رہی ہے

ہیں جاں نثار علوم قرآں ،فنوں دیں میں بھی موج ساماں

کہ ماہر ہر علوم ہیں وہ لیاقت انکی بتا رہی ہے

ہمارے سر پر ہیں سایہ افگن وہ افسر مہرباں ہمارے
ہمائے اقبال ان پہ سایہ کرے دعا دل سے آ رہی ہے

وہ برق ہیچوں ہیں خندہ ساماں سخاوتوں میں چو ابر باراں
حکیمیہ درسگہ چنوتی کی بھی پیاس اپنی جتا رہی ہے

یہ پھول کا جو بنا ہے مالا گلے لگالیں جناب والا
ہمارے دل کی عقیدتوں کی اسی سے بوئے خوش آ رہی ہے

چلو چلو فضلؔ اب دعا کیلئے اٹھاوگے ہاتھ اپنا
درون دل سے بحق مہماں دعا ترقی کی آ رہی ہے

بتقریب قدم رنجۂ نمایندگان میمن خدمت کمیٹی چاٹگام

مرغان باغ ہیں سو شاخوں پہ نغمہ خواناں
حسن گل وگلستاں تاباں ہے خندہ شاداں
باد نسیم نے کیں گلکاریاں چمن میں
صحن چمن پہ شبنم خوشیوں سے ہے در افشاں
ہے ساز و باز الفت بلبل میں گل میں اس دم
آثار عمدگی اب موسم میں ہیں نمایاں
یہ خوبیاں یہ نزہت یہ حسن و دل فریبی
یہ آشیاں ہمارے فردوس پر ہے نازاں
آمد ہے میہماں کی ہے خیر مقدم ان کا
ہر طفل و پیر و برنا فرط خوشی میں نازاں
برکت ہے فتح ونصرت آثار ہمت افزا
خدمت کمیٹی میمن کا ہم پہ ہے جو احساں

وہ اک حیات تازہ ساتھ اپنے لائے ہونگے
زندہ ولی کے جذبے ہیں ہم میں موج ساماں
ہو اک نگاہ شفقت اس درسگہ پہ انکی
آگے کو ہم بڑھیں گے بے روک مثل طوفاں
دن دونی رات چوگنی انکی ترقیاں ہوں
عزت میں دولتوں میں یارب ہیں ہم دعا خواں
ہے فضلؔ کی دعا یا رب تیری بارگہ میں
ہوں وہ بجان و دل ان بچوں کے خیر خواہاں

بتقریب قدوم صدر ورکرس یونین بہ عزیز نگر۔ از طرف ورکرس پارٹی بالتماس لیڈران ورکرس نوشتہ شد۔

قدوم میمنت افزوں ہوا ہے آج یہاں
دلوں کے حب و عقیدت کو کیا کریں گے عیاں

جو ان کے منت و احسان ہم سبھوں پر ہے
شمار اس کا نہ تحریر کرسکے نہ بیان

ہمارے محسن و محبوب و رہنما لیڈر
جناب چودھری نور الکبیر عالی شاں

ہیں وہ ٹراسٹی لائق برائے پورٹ ٹراسٹ
ہیں صدر قابل ورکرس یونین ذی شاں

وہ رکن بورڈ ہیں اڈوائزروں کے بس ہشیار
ہمارے حال پہ ان کا سدا ہے دل گریاں

تھے تنگیوں میں مصائب میں ہم زحد مغموم
انہوں نے خوبی تدبیر سے کردیا فرحاں

ہو ان پہ فضل خدا رحمتوں کا ہو بھو چار
سدا ہو لطف وکرم اور عنایت رحماں

برائے مدرسۃ اسلامیہ قطبد یہ بتقریب قدوم گورنر صاحب بہادر عبدالمنعم خان بالتماس ناظم آں مدرسہ

ہے خندہ زن ارم پر اب گلستاں ہمارا
دلکش عجب بنا ہے یہ آشیاں ہمارا

جادو بھرا ہے کیوں اب حسن بہار گلشن
کلیوں کو ہے تبسم خوش باغباں ہمارا

مرغان باغ ہر سو ہیجان اڑ رہے ہیں
بس جاں نواز اس دم ہے بوستاں ہمارا

جذبات کی ترنگوں میں ہیں شناور اس دم
ہر طفل و پیر و برنا ہر نوجواں ہمارا

عسرت تھی گردشیں تھیں سیلاب تھا، تھا طوفان
برباد ہو چکا تھا یہ خان وماں ہمارا

اندوہ وغم ہیں رخصت تیزی سے اب رواں ہے
امید کی ہواؤں میں بادماں ہمارا

اس مدرسہ پر اس دم سایہ پڑا ہما کا
ہیں خان عبدمنعم جب میہماں ہمارا

یہ درسگاہ دینی پھوسوں میں بس رہی ہے
وہ کہہ رہی ہے ہوگا پختہ مکاں ہمارا

نظر کرم جو ہم پر اب آپ کی پڑی ہے
فضلؔ خدا سے ہوگا دل شادماں ہمارا

اقبال ساتھ ہوگا ہوگا عروج تیرا
ہے یہ دعا ہماری ای میہماں ہمارا

خطاب بطلبائے سابقین کہ ممبران انجمن طلبائے سابقین اندو بہر ترقی مدرسہ من حیث التعلیم و من جہتہ المالیات کوشاں۔ دراجلاس سالیانۂ آں بحیثیت خطبۂ صدارت پیش کردہ شد۔ فضلؔ

اے گلستان حکیمیؔ کے چمیدہ پھولو
اے چمنزارِ نذیریؔ کے دمیدہ پھولو
اور گلزار چنوتی کے چنیدہ پھولو
بلبل ستان چنوتیؔ کے شمیدہ پھولو

اک نئی روح جو پھنک جائے تمہارے دم سے
جسم پژ مردہ چمک جائے تمہارے دم سے

کارواں جو کہ روانہ ہوا منزل کی طرف
قیسؔ چوں جو کہ شتاباں ہوا محمل کی طرف
راہ پُر خار کا رہرو ہوا محفل کی طرف
راحتیں چھوڑ دواں ہے رہ مشکل کی طرف

جستجو اور یہ تڑپ ان میں کہاں سے آئیں
تم ہی معدن ہو کہ بجلی سی ادھر سے آئیں

سابقین تم ہو کہ سوتے سے جگایا ان کو
لاحقین تھے چوں شگوفے تو ہنسایا ان کو
بے خبر تھے تو خبردار بنایا ان کو
عمل پیہم کے لئے شوق دلایا ان کو

انہیں احساس ہے احسان کے تمہارے ہر دم
خوگر شکر ہیں احسان کے تمہارے پیہم

خود شناسی کا انہیں راز بتایا تم نے سعی پیہم کا بھی دمساز بنایا تم نے
مرغ بے پر تھے تو شہباز بنایا تم نے راز سر بستۂ پرواز بتایا تم نے

بے جلا دل ہے تو اس دل کے مجلی تم ہو
اور مربی ہو تم اونکے متولی تم ہو

لے لیا مدرسے کو اسکی ترقی کیلئے تم نے ایثار کیا اسکی ترقی کیلئے
وہ بلند حوصلہ جو تم نے کیا اس کیلئے اچھی تعلیم کے اسلوب بنا اس کیلئے

حسن تنظیم کو جاری کیا اس میں تم نے
خوئے سیماب کو ساری کیا اس میں تم نے

دور لادیں کے تمرد کا شناسا تم ہو دین وایماں سے تجرد کا شناسا تم ہو
عہد الحاد وتجدد کا شناسا تم ہو اور تعدی کا تشدد کا شناسا تم ہو

خدمت دیں کا کیا عزم مصمم تم نے
اس غرض سے کیا اقدام محتم تم نے

درد ہے ملت بیضا کا تمہارے دل میں حال ہے خشیت مولا کا تمہارے دل میں
عشق ہے سرور عالم کا تمہارے دل میں شوق ہے رتبۂ علیا کا تمہارے دل میں

شوق پرواز میں تم کو ہے پر افشاں ہونا
نیم رہ پر نہیں زیبا ہے جو ترساں ہونا

مدرسہ کی ابھی تنظیم تمہارا مقصد انتظامات کی تقویم تمہارا مقصد
اسکی شہرت کی ہے تفخیم تمہارا مقصد اسکے حالات کی ترمیم تمہارا مقصد
عظمت مقصد اعلیٰ ہیں سمجھے ہم بھی
حوصلے اسکے مطابق رہو تو لے تم بھی

آفت دہر سے محفوظ ہوں شاداں ہرآں بدر کامل ساہوں بے نقص ضیاشاں ہرآں
مظہر حسن شیم ہوں وہ نمایاں ہرآں اوراظہار کمالات میں ذی شاں ہرآں
مسلم شیردل و مؤمن صادق وہ ہوں
فتنۂ دہر سے مامون وموفق وہ ہوں

ہمچوں صدیق برافت بسیاست چو عمر ہمچو عثماں بسخاوت چو علی شیر ظفر
طرز الحاد نوازی زشما زیر وزبر جملہ اسباب بواطل بفم نار و سقر
ایں دعا ہا زلب ولہجۂ ایں ہیچمداں
کل پذیرا شوند از رحمت ولطف رحماں

عہد حاضر میں جو بچنا ہے مسلمانوں کو علم قرآں کو بچانا ہے مسلمانوں کو
اہل باطل سے نمٹنا ہے مسلمانوں کو دہریت سے بھی چھڑانا ہے مسلمانوں کو
عصر حاضر کے فنوں کو بھی ہے پڑھنا لازم
جب بھی رکھ سکتے ہو ہستی کو تمہاری قائم

یہ غلط رائے ہے کہتے ہیں مسلماں ہیں ہم　　نام کافی ہے یہ بس قوم مسلماں ہیں ہم
عمل وتقوی کے سوا بھی تو مسلماں ہیں ہم　　چھوڑ ملا کی کہانی کہ مسلماں ہیں ہم

جیتے عزت سے ہیں وہ قوم نصاری دیکھو
نام مذہب ہے صرف ان کا سہارا دیکھو

قول اقبال ہے ملا کی کہانی تو نہیں　　قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
عمل وایماں ہے تو آباد ہو برباد نہیں　　وہ نہیں کچھ بھی نہیں ہم بھی نہیں تم بھی نہیں

اسوۂ احمد مرسل کو اجالا کردو
تم پہ ہو فضل خدا اسکو دوبالا کردو

چندے از کلمات منظومہ

بتقریب قدوم میہمان عالی تبار عالیجناب میر حسن علی صاحب مدظلہ
اسسٹنٹ رجسٹر مدرسہ ایجوکیشن بورڈ ڈھاکہ۔

مورخہ ۶/مارچ ۱۹۷۷ھ

اے دل محو عقیدت تو سخنداں ہوجا
تہنیت خوان قدم رنجۂ مہماں ہوجا

مژدہ اے مدرسہ جلوے ہیں مبارک ان کے
مور بے مایہ تھا ہمدوش سلیماں ہوجا

حوصلہ بخش ہوا مقدم میمون ان کا
بڑھ کے اب راہ ترقی پہ خراماں ہوجا

حد فاصل کو تو سر کادے اور آگے بڑھ جا
صف فاضل سے تو کامل کا تواناں ہوجا

تجھ پہ اب ابر بہاراں جو ہوا سایہ فگن
ہنس کے اے غنچۂ امید گلستاں ہوجا

نیر برج حکم ہیں جو ضیا پاش یہاں
نور چن کر تو بھی اب ماہ درخشاں ہوجا

گوہر درج شرف ہیں وہی پھر ذرہ نواز
حضرت میر حسن کا تو مدح ہو جا

گرچہ ہے تشنہ لبی حد سے زیادہ لیکن
فکر کیا آپ جو بحر فراواں ہوجا

باغباں کی ہے پڑی تجھ پہ نگاہ شفقت
گل وریحاں سے تو اب پور بداماں ہوجا

فضلؔ اب اور نہ کر سمع خراشی انکی
تو نہیں اہل زباں اب تو خموشاں ہوجا

اے خدا آپ کو اقبال وبلندی ہو عطا
اور ہر حال میں تو ان کا نگہباں ہوجا

زباں سے اور قلم سے ہدایت دیں ہے
ہیں ذکر و فکر وعبادت ریاضت عرفاں

ہے بیت شرف یا کہ ظل بیت عتیق
ہے یا کہ گنبد خضرا کا راز اس میں نہاں

سخائے والی خضرا کا کچھ نمونہ دیکھ
کہ نفع خلق خدا کا ہے تماشہ عیاں

رموز قول نبی الخلق عیال اللہ
نگاہ بیت شرف میں عیاں ہیں وہ بیاں

کلمات منظوم

بقدوم شاہان دوراں حضرت شاہ صاحب چنوتی وشاہ بیت الشرف
بحفلۂ حولیۂ حافظیہ فرقانیہ پچھّم چنوتی

مورخہ ۲۰/جنوری یوم جمعہ ۱۹۷۸ھ

ہیں حمد و شکر خدا در ضمیر وہم بزباں
صبا! سلام ما بحضور حبیب ما برساں

حافظیہ فرقانیہ پچھّم چنوتی کا
ہے باغ باغ یہ فرقانیہ چوں گل خنداں

قدوم حضرت شیخ زمان بیت شرف
ہزار شمس و قمر کا طلوع ہے یکساں

عجیب طرز جہانگیر ہے دل ربا ٹرینگ
جو بیت شرف سے جاری ہے مشکبو ساماں

ہوئی مشیت ایزد کہ خدمت دیں لے
کیا تھا اختر توفیق کو اس جگہ لمعاں

بمثل سیل رواں خدمتیں ہوئیں جاری
چنانچہ بیت شرف قلزم ست بے پایاں

بتقریب رونق افزائی جناب مسٹر محمد یعقوب صاحب

اسسٹنٹ انسپکٹر آف اسکولز چٹاگانگ ڈویزن

عجیب دلکش سماں ہے یارب، عجب بہاراں، گلاں ہیں خنداں
کہ نخلہائے چمن ہیں استادہ منتظر گو کسی کے اس آں
یہ گلستان نذیری اس دم عروس زیبائے دلربا ہے
نگاہ جس سو اٹھارہا ہوں نظارہ ہے ہمچو باغ رضواں
صبائے مژدہ سنائی افسر معائنہ کی ہے آمد اس جا
کہ طفل و پیر و جواں سبھی اس پہ شادماں اور سب ہیں نازاں
جناب مسٹر محمد یعقوب رونق افزا ہیں آج اس جا
بنا ہے باغ ارم یہ گلشن ہیں عندلیبان مرحبا خواں
شگوفہ ہائے امید دل میں شگفتہ ہو کر کے ہنس پڑے ہیں
کہ افسر مہرباں ہیں یاں نکو فال جلوہ افشاں
دعا ہے یارب خلوص دل سے جناب افسر کی ہو ترقی
کہ اپنے فضل و کرم سے انکو رکھیں گے اقبال مند شاداں

یہ مدرسہ اولیا کے سایہ تلے بخوبی ہے جاری دائم
مدد خدا کی ہے بین الاقراں ستارہ چوں یہ ہے نور افشاں
مہین عرفاں جناب عبدالحکیمؔ و شاہ نذیرؔ احمد
ہیں بانی اسکے یہ دونوں ہستی دو رہنمائے طریق عرفاں
وہ شیخ مرحوم شاہ اخترؔ رہے ہیں وابستہ اس سے دائم
بڑے بڑے کارنامے ان کے جو مدرسے میں ہیں اب نمایاں
خدا کا فضلؔ وکرم ہے زندہ دلی بھی پشت و پناہ ہے اس کا
کہ حضرت شاہ حافظ احمد جو عازم حج ہوئے ہیں اس آں
خدا سے طول حیات انکی بجان ودل مانگتے ہیں ہم
کہ فائدہ خلق کو ہے ان سے، ہے مدرسہ کے بھی وہ نگہباں

کلمات چند

بتقریب خوش آمدید جناب معین الدین احمد خان صاحب

ڈائرکٹر جنرل اسلامک فاؤنڈیشن بنگلہ دیش۔

خدائے عز وجل کی سپاس ورد زباں
صبا! سلام بحضور شہِ بطحا برساں

یہ دل لبھائے لئے جارہا ہے اب بستاں
چمن چمن ہے سحر ساز و دلبری ساماں

ہے دلفریب نظارہ ، نگہ نواز سماں
کہ غنچہ ہائے شگفتہ ہیں بوئے مشک افشاں

بشاخ نخل عنادل و بلبلاں باہم
ہیں بزم بزم جشن گیر و نغمہ خواں شاداں

قدوم خان معین الدین ہے وہ ڈائرکٹر
ہے باغ باغ دبستاں حکیمیہ ذیشاں

یہ گلستان نذیریؔ ہے پُر بہار ایں دم
خوش آمدید ہے گویا ہر ایک پیر و جواں

ہوا ہے سایہ فگن یاں ہمائے فال نکو
مطالبات برآیند بسہل تر فیضاں

معین دیں کو ملا عہدۂ خدمت اسلام
ہے بنگلہ دیش کی قسمت عجیب خیرنشاں

نگاہ ڈال کے دیکھو کرشمۂ قدرت
گھنگھور گھٹا چھٹ گئی ہے جلوۂ قرآں

کیا ہے شاہ چنوتی نے چرچا سیرت کا
وہ اب ہمہ آفاق میں ہے مہر ضو افشاں

خدا کرے کہ ہمہ جا ہو غلغلہ اسکا
کر سیرت شہِ بطحا کا حسن ہو تاباں

شگوفہ ہائے شگفتہ سے بن گیا مالا
کرینگے زیب گلو آپ محترم مہماں!

ہوں لطف و فضل خدا آپ پر شبان روزی
ہمایِ رفعت واقبال سر پہ سایہ کناں

کلمات چند

بتقریب قدوم افسر عالی تبارڈپٹی اسسٹنڈ ڈائرکٹر علاقۂ چاٹگام

عالیجناب سید الطاف حسین صاحب دام اقبالہ

بمقام چنوتی حکیمیہ سنیر مدرسہ، ساتکانیہ (جنوبی) چٹوگرام ۱۹۶۶ء

لسان نطق را ورد ثنا بس کیف زا آمد
فدائے بارگاہ شاہ یثرب جانِ ما آمد

نوائے مرحبا اہلا باستقبال شاں خوانم
کہ مہمان عزیز القدر مابس خوش لقا آمد

شدہ فرش رہ شاں دیدہ ہائے انتظار ما
قدومش غنچۂ دل را نسیم جاں فزا آمد

ضمیرش روشن وعلمش فراواں نکتہ بیں دانا
کہ الطاف حسین ما چو ابر با سخا آمد

ادیب قول تازی ماہر اقوال پارس ہم
علوم عصریہ زیر قلمدانش بجا آمد

مہین کار دان و افسر عالی تبار ما
کہ خود سر رشتۂ تعلیم را عقدہ کشا آمد

سیادت درنسب حاصل سعادت سیرت و کامل
علوم دین را حامی تقی با صفا آمد

زپُر گفتن تو باز آ ہمچوں دانایاں سخنداناں
دعایت بہر اقبالش شد و فضل خدا آمد

نظم باستقبال الحاج بشیر صاحب (عزیز الدین لمیٹیڈ)

فردوس پر ہے نازاں یہ آشیاں ہمارا
کیوں آج مثل دلہن ہے گلستاں ہمارا
شرمندہ اسکے آگے باغ ارم ہے بیشک
خوش آمدید گویا ہے باغباں ہمارا
جس سونگاہ ڈالوں دلکش سماں ہے قائم
پر جوش بامسرت ہر نغمہ خواں ہمارا
آمد بشیؔر کی ہے اللہ کی بشارت
نظر عنایتوں میں ہے کارواں ہمارا
عسرت تھی اور مصیبت لیکن نہیں تھا کچھ غم
اللہ جل شانہ ہے مہرباں ہمارا
دن دونی رات چوگنی ہو آپ کی ترقی
ہے یہ دعا ہماری ای میہماں ہمارا
ایماں سے دل منور دولت میں ہو ترقی
جود عطا کا ان سے جاری ہو یاں فوارا
فضؔل خدا ہے شامل ہر حال میں تمہارے
بیشک ہے یہ عقیدہ اور یہ گماں ہمارا

گذارشات چند

بتقریب قدم رنجۂ جناب مولوی معین الدین خان PHD صاحب

دراسلامک ہسٹری لکچرار۔

بمقام چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ ساتکانیہ، چٹوگرام مورخہ ۵ر ستمبر ۱۹۶۶ء

ہے پر زکیف یہ دل ، جاں نواز ہے ساماں
چمن چمن ہے گلستاں گلاں ہیں سب خنداں
نظارہ دلکش و آثار کامیابی ہیں
ہیں میہمان مکرم یہاں پہ ضو افشاں
ہیں بلبلاں بمسرت بجوش خوش الحاں
بخیر مقدم مہماں ہیں مرحبا خواناں
نوازش آپ کی ہے یاں پہ جلوہ فرمائی
بشکر حسن توجہ سبھی ہیں رطب لساں
مزاج نرم ہے شیریں زباں بلند اخلاق
شریف نیک سیر ذی وقار و عالی شاں
ہے شغل آپ کا علم وفنوں کی تحقیق
ہے شغف و غرق حقائق نہ فکر سود وزیاں

مطالعہ میں تاریخ کے بن گئے ماہر
ہیں ہسٹری میں وہ اسلام کے بحر بے پایاں

باحترام جناب معین دیں صاحب
لقب ملا ہے جو پی۔ایچ۔ڈی ان کا ہے شایاں

ہماری یہ ہے گذارش ہوجا گزیں دل میں
چنوتی مدرسہ ہر آں سدا ہوں نفع رساں

ہے یادگار حکیمی یہ گلستان نذیرؔ
چمن ہے تازہ یہ ہردم ہے مشکبو شایاں

دعا ہے فضلؔ کی اقبال مندیاں ہوں ساتھ
ہو دل میں دین کی وقعت مدام ہوں شاداں

بتقریب جلسۂ سالانہ مدرسۂ ھاشمیہ عالیہ کوکس بازار

در حجاب لن ترانی ذات بے ہمتا نہاں
بازہمچوں مہر تاباں ذرّہ ذرّہ میں عیاں

عقل بے عشق فلسفی کے ٹھوکریں کھاتی رہی
ایک آہِ دردِ دل تا آسماں ہے پُر فشاں

احمد مختار پر ہوں رحمتیں نازل مدام
باعث کون ومکان روح وروان دو جہاں

عالم ناسوت میں ہیں بوالبشر آدم صفی
عالم انوار میں آپ اصل کل کون ومکاں

مژدہ ات بادای ہاشمیہ درسگہ تو بنگئی
بقعۂ انوار ہیں جلوہ فشاں شیخ زماں.

جسپہ مردان خدا ڈالیں نگاہ مرحمت
کیمیا بنکر رہیگا ایک دن وہ بیگماں

ہاشمیہ مدرسہ ہے ایک گلشن پر بہار
ماہرِفن مظہر دانا ہیں اسکا باغباں

اے خدائے مہرباں دائم بہاراں رکھ اِسے
تربیت تعلیم اسکی ہو منظّم ہر اواں

یہ رہے سرچشمہ حفظ علم دین احمدی
علم قرآں کی اشاعت اس سے ہو باعزِّ وشاں

یااللہ اس درسگہ کے جملہ استاذوں پہ ہو
دین ودنیا کی ترقی کا ستارہ ضوفشاں

صحت وہمت عزیمت بخش ای پروردگار
جتنے ہیں چھوٹے بڑے اس درسگہ کے طالباں

ہے تمہیں حاصل عزیزو! ماہر استاذوں کا درس
دولت علم وہنر قابو میں کرلو بے زیاں

فہم ودانش کو لگاؤ کام میں پیارے مرے
ہے یہاں قابل اساتذ اور ناظم کاردان

شکر یہ تم پر ہے لازم نعمت عظمی کا اب
لائق استاذان روشندل ہیں تم پر ضوفشاں

خدمت استاد اور فرماں بری ہووے مدام
آسمان علم کے بن جاؤتم خورشید شاں

یاں بھی چمکو واں بھی چمکو تم چمکتے ہی رہو
قوم کی عظمت تم ہی سے ہوگی حاصل بیگماں

رسمہائ دور حاضر ہیں برے پیارے مرے
اسمیں ہرگز تم نہ جاؤ تم رہو عالی نشاں

عزم و ہمت سے علوم دین کو حاصل کرو
خدمت دیں میں ہمہ دم تم رہو اخلاص شاں

فضل کی یہ سب دعائیں لطف سے کرلے قبول
مژدہ لاتقنطوا سے دل ہمارا ہے جواں

بتقریب قدوم

افضل آغا صاحب دسٹرکٹ مجسٹریٹ چٹوگرام بمدرسہ عالیہ، ستکانیہ

بالتماس C.O عزیزالحق صاحب نوشتہ شد

مورخہ: ۲۰ر ستمبر ۱۹۵۹ء

ای دلِ محوِ عقیدت تو سخنداں ہوجا
تہنیت خوانِ قد مرنجۂ مہماں ہوجا

مژدہ ای مدرسہ! جلوے ہیں مبارک انکے
مورِ بے مایہ تھا تو شاہِ سلیماں ہوجا

حوصلہ بَخش ہوا مقدمِ میموں اُن کا
بڑھ کے اب راہ ترقی پہ خراماں ہوجا

تجھ پہ وہ ابر بہاراں جو ہوا سایہ فگن
ہنسکے ای غنچۂ امید گلستاں ہوجا

نیّرِ برجِ حکومت جو ضیا پاش ہیں یاں
نور چنکر تو بھی اب ماہِ درخشاں ہوجا

گوہر درجِ شرف ہیں وہ رعایا پرور
سیّدِ افضلِ آغا کا ثنا خواں ہوجا

گرچہ ہے تشنہ لبی حد سے زیادہ لیکن
فکر کیا؟ آب جُو بحرِ فراواں ہوجا

فخر جتنا تجھے ای رشتۂ گل ہو ہے بجا
ناز سے زیب گلو و بَرِ مہماں ہوجا

آج ہے ابر گُہر بار برستا آیا
رخصت ای تشنہ لبی دور گریزاں ہوجا

افضلؔ آغا جو ہیں جود و سخا میں افضل
شکر ای مدرسہ اب باسر و ساماں ہوجا

باغباں کی ہے پڑی تجھ پہ نگاہِ شفقت
گل و ریحاں سے تو اب پُر کئے داماں ہوجا

فضلؔ رب اور نکر سمع خراشی انکی
اُنکے اقبال کی رب دل سے دعا خواں ہوجا

ایخدا انکو ہو اقبال و بلندی حاصل
اور ہر حال میں تو انکا نگہباں ہوجا

تهنیات

نوائے مرحبا اھلاً و سہلاً ہر زباں میں ہے
باستقبال نوشا صاحبِ اقبال و عالی شاں

از مؤلف

تہنیت شادی

بتقریب شادی مولوی امیر احمد برادر مولوی شفیق احمد، مہتمم مدرسہ

جس سونگاہ ڈالوں الفت ہے آشکارا
ہے بندِ جذبِ باہم ہر ایک اِک ستارا

جذبات باہمی سے گلشن ہے آشکارا
الفت کا ہے یہ جادو باغ و بہار سارا

دریا کو مَہ سے الفت بلبل کو گل سے الفت
اور حسن مہ جبیں سے ہے درد دل گوارا

الفت سے نظم عالم الفت سے رسم قائم
تھی کوھکَن کی ہمت الفت کے ہی سہارا

آباد نسل آدم الفت کے ہی بدولت
الفت نے بوالبشر کو جنت سے ہے اتارا

جذبات عشق نے پھر جولان کر دکھایا
پرواز ہو چکی پھر فردوس تک دوبارا

بقافیۂ دیگر

کچھ آج عشق والفت کا دھوم دیکھتا ہوں
زلف نگار کی بو مشموم دیکھتا ہوں

ہیں دیدہ ہائے عاشق مخمورمیٔ زالفت
مہرو کے دل میں بھی ہے اب جستجوئے الفت

کا کل کی مشکبویاں آئی نسیم سے ہے
شادی کی یہ خبریاں لائی نسیم نے ہے

مہر و وفا کی بندش ہوگی جو پوری اس دم
یارب یہ عہد و پیماں قائم رہے ہمہ دم

نوشا کو ہے نصیحت دلداریاں ہوں تم میں
دلجوئیوں میں اسکی بیداریاں ہوں تم میں

باد نسیم بن کر غنچے کو ہے ہنسانا
پھر زندگی کا گلشن اب تم کو ہے سجانا

اے ماہروتم اپنے عاشق کا دل لبھانا
ناز و ادا سے اسکو قابو میں کر دکھانا

دوتن ہو گرچہ باہم یکجان بن کے رہنا
خوش زندگی وعشرت سامان بن کے رہنا

یارب بنی ، بنا میں بنتی رہے ہمیشہ
با عافیت معیشت چلتی رہے ہمیشہ

کلثوم دلربا ہو اور ہو امیر شاداں
برتاؤ دلکشا ہو ہردو ہوں خندہ ساماں

اے فضل بس دعا کر لطف خدا ہو ان پر
آپس میں ہو محبت خوش وہ رہیں برابر

یارب دلوں میں ان کے جذبات دین ایماں
ہوں موجزن ہمہ دم اے پاک رب رحماں

دیگر بتقریب شادی امیر

یہ دل لبھائے لئے جارہا ہے اب بستاں
ہے بزم بزم جشن محفل مسرت شاں

چو بادہ نوش ہے دل مست کیف زا منظر
کہ حسن وعشق ہے دراندروں کارکناں

ڈھرک رہا ہے یہ دل انتظار ہے دشوار
لگن لگن ہے ، ہے مخمور دل چو میخواراں

وہ مہ لقا کہ بانداز ودلفریب آمادہ
بناوک نگہِ ناز ہے چو صیاداں

عجب ہے عاشق لاچار خوش ہے آمادہ
کہ صید بن کے قفس بند ہو چلے شاداں

یہ شان عشق ہے مہرو وفا کا ہے یہ حال
کہ پائے بند سلاسل ہوکے بھی ہر ایک شاداں

بخار زار عشق گام می زنی تو امیرؔ
خدا بفضل خودش داردت سپاس نشاں

بصدق دل شوی بردار ناز کلثومت
کہ رو بعشق تو مائل شود چو جانبازاں

کہ خانہ داری ہر دو شما شود زیبا
تو عند لیب شوی او چوں گل وریحاں

نیاز در دل تو دار و ناز در دل او
نیاز و ناز چو یکجا شوند شوی فرحاں

بہار عیش و مسرت شود بتو دائم
بشکر ایزد خود ہر زماں شو تازہ زباں

قدم ز راہ شریعت منہ گہے بیروں
کہ لطف و فضلؔ خدا بر شما شود باراں

باز دیگر بتقریب شادی امیرؔ

اب وصل جان جاں کا ہے انتظار میرا
دل پر نہیں ہے اس دم کچھ اختیار میرا
جذبات جستجو میں ہے قلب موج ساماں
کس کیلئے ہے خالی ہر گوشہ دل کا میرا

صبر وسکون غائب بے چین ہو رہا ہوں
ہے لحہ لحہ دل کو کس کی طرف اشارہ
موسم ہے دلکشا بس ہے لالہ زار عالم
اڑتا ہے ہر نواحی خوشیوں کا اب پھریرا
ہے شان دل ربائی باد نسیم کو جو
اٹکھیلیاں چمن میں غنچوں سے ہیں سویرا
ہے خوشگوار عالم مست شباب گلشن
قابو میں دل نہیں ہے وہ محو گلعذارا

شاخوں پہ عندلیباں بے تاب مرحبا خواں
دولھا میاں ہیں آئے سب ہی کے ہیں وہ پیارا
فضلؔ خدا کی بارش ہر دہ بنا بنی پر
ہوتی رہے ہمہ دم ہر ایک ہے دلارا
لازم ہے شکر اس کا جسکی یہ صنعتیں ہیں
جس میں نہو یہ حالت وہ دل ہے سنگ خارا

بتقریب جشن شادی

(حمد و نعت)

شان جمال جسکی ہر سو ہے آشکارا
پیدا کیا ہے جس نے شمس و قمر ستارا
ہے تخت گاہ اسکی میرا یہ قلب مضطر
بندہ ہوں شیفتہ وہ معبود ہے ہمارا
سرتاج انبیا کے جن کا ہوں جاں فدا میں
محبوب رب ہیں جس نے عالم کو ہے سنوارا

رجوع بمضمون

غنچے ہیں مسکراتے بلبل ہے لو لگاتے
جس سو نگاہ ڈالوں خوشیوں کا ہے فوارا

قافیہ دیگر

بزم نکاح ہے یا گلشن سجا ہوا ہے
ہر سو مسرتوں کا ڈنگا بجا ہوا ہے

دولہا سے خطاب

محبوب میرے نوشا رحمان کے ہو پیارے
چمکے ہیں آج تیری تقدیر کے ستارے

غنچہ ہے، نازنیں ہے ہے دُرِّ غیر سفتہ
ہمچوں نسیم بن جا کرلے اسے شگفتہ

مردانگی مروت ہوں جاں نوازیاں ہوں
عشرت معاشرت میں جنت نشانیاں ہوں

دولھن سے ہو محبت اور ہوں وفا مودّت
دونوں میں ہو صداقت ایمان ودیں مروت

دولھن سے خطاب

اے نازنین خوش خو ہر دم رہو سلامت
ہوں خانہ داریوں میں امن واماں وراحت

فطرت میں خو وفا کی جادو بھری نگاہیں
دلداریاں ہوں دل میں الفت بھری ہوں باتیں

رشتے میں الفتوں کے الجھا کے قید کرلے
دولھا میاں کے دل کو عشوہ کے صید کرلے

ہو یہ ملن مبارک اور شادماں رہو تم
دنیا و دین دونوں میں کامراں رہو تم

دعائیہ

یارب بنی بنا میں بنتی رہے ہمہ دم
دنیا میں کامراں ہوں اور دیں رہے مقدم
صحت ہو تندرستی رزقوں میں ہو فراخی
شیر وشکر ہوں دونوں ہو خوب خانہ داری
ہے عبد حیؔ کی جانب سے یہ دعا خدایا
ہو وصل با مودت ہو با وفا خدایا

بتقریب جشن شادی جناب مولانا شیخ محمد اقبال مجددی صاحب

ساکن باہولی، پٹیہ، چٹوگرام۔

بامسماۃ عائشہ بیگم دختر نیکوسیر جناب مولانا ممتاز علی صاحب ساکن الٰہ اباد،

کنچن نگر، پٹیہ، چٹوگرام مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۷۵ھ

من جانب مدرسین مدرسہ شاہ چاند اولیا، پٹیہ، چٹوگرام

عیاں آثار خلاقی ہیں ہر سو لاشریکی شاں
نگہ میں ہوشمندان ذی عرفاں کے ہیں تاباں

ادا حسن قدم کی دلربائی میں مسلّم ہے
اگر چشم بصیرت کو ہو حاصل عقل نور افشاں

الٰہی رحمتیں نازل ہوں شاہ سبز گنبد پر
مسلسل بے عدد عرش بریں سے دائماً باراں

وحید المنزلت برج فضیلت میں صفوت میں
محمد، احمد و محمود و یٰسیں نیر تاباں

مہین بزم امکاں شمع تاباں راہ عرفاں کے
مقام حمد کے ہیں آپ علمبردار رفعت شاں

شگون نیک ہے بزم جشن الفت نشاں اس دم
اجالا گوشہ گوشہ پیر وبرنا خرم و شاداں

سیانا وقت ہے اور موہنی صورت ہے دلبر کی
مہکتی مشکبو گل سے فضا ہے عنبریں ساماں

عنادل مرحبا خواں شاخہائے نخل پر ہر سو
نسیم جانفزا سے ہیں چمن میں غنچہ ہا خنداں

نوائے مرحبا اہلا و سہلا ہر زباں میں ہے
باستقبال نوشا صاحب اقبال وعالی شاں

الٰہی ہو مبارک یہ لگن رشتہ بھی موزوں ہو
جناب اقبال کے اور عائشہ کے خانہ آباداں

بنا میں اور نبی میں اے خدا بنتی رہے ہر دم
ہمیشہ الفت مابین ہو دو جسم ہوں یکجاں

سدا مابین اقبال عائشہ رشتہ محبت کا
رہے محکم ہوں دونوں کامراں اور ہوں شاداں

فراخی خانہ داری میں ہو اور خوشحال ہوں دائم
ہوں ہر دو کامیاب دین و دنیا ثروت و ایماں

ہماری سب دعائیں فضل سے اپنے گوارا کر
کہ تو مالک ہے مولا اور تو وہاب اے رحماں

بتقریب شادی خواہر شاکرہ، سرکار باڑی، لوہا گاڑا

آثار قدرت اس کے ہر سو ہیں آشکارا — حسن ازل کی شاں ہے باغ و بہار سارا
وہ شاہ سبز گنبد ہوں جاں فدا میں ان پر — محبوب رب ہیں جس نے عالم کو ہے سنوارا
حسن گل و گلستاں میں سحر سازیاں ہیں — جس سو نگاہ ڈالوں خوشیوں کا ہے فوارا
ہے عندلیب گلشن محو ترنم اس دم — مستی میں جھومتا ہے ہر ایک اک ستارا
ہر سو جشن جشن ہے ہر جا لگن لگن ہے — بیخود مسرتوں میں ہر ہر جواں ہمارا
ہے بزم شادی خُرّم ہر لب پہ ہے تبسم — گویا کہ بزم رضواں کو ہے یہاں اتارا
شادی مبارک اور یہ الفت بھی ہو مبارک — اب ذکر مرحبا خوانی سبکو ہے گوارا
نوشا چو یوسف کنعان اور ہے وہ دولھن — اک ہی کشش میں انکو لائی ہے لوہا گارا
خود سعد اکبر اس دم ہے ضوء فگن انہیں پر — انجام نیک ہو اور ملنا ہو پیارا پیارا
دونوں میں خوب الفت ہو درد حالیوں میں — ہر ایک دوسرے کا درماں ہو اور چارہ
روزی و روزگاروں میں خانہ داریوں میں — تابان انکی یارب قسمت کا ہو ستارہ
دنیا کی کامرانی حاصل ہو انکو یارب — اور کار دیں بھی ان سے ہوتا رہے سنوارا

ہیں فضلؔ کی دعائیں یارب قبول کرلے
ہے بارگہ میں تیری یہ مدّعا ہمارا

بتقریب شادی مولانا علاء الدین ایم ایم فرسٹ کلاس
با مسماۃ شاعرہ بیگم، کل گاؤں

برجستہ معجزہ ہے قدرت کا بزم امکاں
ممکن سے غیر ممکن واجب کا وصف شایاں

بے انتہا سلاموں کا تحفہ پہنچے یا رب
دربار سبز گنبد میں اے خدائے رحماں

یہ درد دل ہے جس نے انساں کو شرف بخشا
ور نہ عبادتوں میں کرّوبیاں تھے ذی شاں

ہیں مدّ و جزر دریا الفت کے ہی کرشمے
الفت ہے اور محبت جان نظام امکاں

الفت کی کارسازی ہے جذب باہمی سے
تاروں کی انجمن ہیں افلاک میں درخشاں

الفت کی ہے کرامت دلہا ہے اور دولھن
ہوتے ہیں پا بزنجیر خود شادماں و نازاں

ہے آج جشن شادی بزم سرور و فرحت
نغمہ سرا عنادل اندوہ وغم گریزاں

عاشق کا سینہ دریا جذبات کا تلاطم
ہے انتظار مشکل مَہ رو ہو جلوہ افشاں

سودائے دل میں پہنچے تیر نگاہ مہ رو
اس دم ہیں مرحبا خواں حوران باغ رضواں

احسن ہے منزل محفل شاندار و زیبا
نوشا علاء دیں ہیں چوں مہر نور افشاں

نوشا علآء دیں کی ہو یہ لگن مبارک
مہتاب شاعرہ سے ہو یہ ملن گل افشاں

مابین ہر دو الفت ہو دائم اور محبت
خالص ہو پختہ ہر آں ہر حال میں نمایاں

آپس کی خانہ داری ہو با نظام یا رب
ارزاق میں فراخی احوال میں ہوں شاداں

اعمال میں نکوئی اخلاق میں صفائی
ظاہر میں راست باز وباطن میں پختہ ایماں

مدثر دعا خواں ہے دست بستہ یارب
کرلے قبول سب ہی اے پاک رب رحماں

بتقریب جشن شادی مولوی غلام قادر (فاضل و بی اے)
بامسماۃ شہناز لطفہ بیگم بنت مولوی اکرام الحق چنوتوی۔ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۶۴ء

دلِ شاعر میں کیوں جذبات کا طوفان ہے اس دم
زمیں سے تا باَنجم حسن کا جولان ہے اس دم

ادھر کلیاں تبسم میں ادا میں، سحر سازی میں
ادھر شاخوں پہ ہرسو نغمہ خوش الحان ہے اس دم

بساکیں دولت از گفتار خیزد قول صادق ہے
گلِ مقصود سے بلبل کا پُرداماں ہے اس دم

وہاں حوران جنت کے جو چرچا آج سنتا ہوں
کہ یاں بلبل میں گل میں وصل کا سامان ہے اس دم

سجاہے یہ چمن فردوس چوں، جادو کا عالم ہے
کہ جذبات مسرّت سے بَسَا بُستان ہے اس دم

سراپا حسن ہے، ہے بزم شادی خانہ داری کی
کہ اس جا عرش سے بس کیفِ زا فیضان ہے اس دم

بنا بلبل غلامؔ قادر فاضل ہے بی اے ہے
بنی شہنازؔ لطفہ چوں گل خنداں ہے اس دم

بنا میں اور بنی میں ہر زماں یارب رہے بنتی
کہ انکی بے شبہ ہر دلعزیزی کی شان ہے اس دم

بناؔ ہے غیرتِ یوسفؔ بنی ہے رشک مہرویاں
سدا خرم رہیں دونوں جوں ہر یکے شادان ہے اسدم

بناؔ کی اور بنی کی شان ہوں الفت نشاں دائم
ہے دل کی یہ دعا یارب کہ دل نالان ہے اس دم

ہو ان میں دین کا جذبہ، رہے دنیاوی میں بھی شاداں
دعائے فضلؔ ہے یہ اور یہی اذعان ہے اس دم

بتقریب شادی شہناز لطفہ دولہا کو ہار پہنانا

نسیما! تجھکو ہے گلشن سجانا، گل کِھلانا ہے
صبا کو مژدۂ وصل گل و بلبل سنانا ہے
شگوفے بند منہ کو گد گدانا پھر ہنسانا ہے
سجا کر موتیاں شبنم کو پھر جادو دکھانا ہے
نظارے گلستاں کے دیکھ کر دل مست جاناں ہے
کچھ اپنے درد دل کی داستاں ان کو بتانا ہے
جو فرش رہ بنی ہے دیدۂ مشتاق فصل گل
گل رعنا کو اپنے حسن کا جلوہ دکھانا ہے
کسی کی آمد آمد کا جو شہرہ پڑگیا ہر سو
عنادل کو ترانے ، قمریوں کو نغمہ گانا ہے
کہا ہاتف نے تم آمادۂ دلداریاں بن کر
رہوگے منتظر نوشہ کا یاں پر آج آنا ہے
تہ دل سے مبارک باد، کہنا ہم کو زیبا ہے
گلوں کے ہار کو زیب گلو ان کا بنانا ہے
خدا کا فضؔل ہو دو دل میں باہم آشنائی ہو
کہ الفت کی روش میں کیف زایہ گھر بسانا ہے

فقرہ ہائے چند بتقریب جشن شادی شہزادۂ ارجمند میاں جمال احمد
صاحبزادہ عالی جناب مولانا شاہ حافظ احمد (رح)

نگاہ ڈالوں جدھر عجب اک سماں ہے پر کیف ولطف وفیضاں
ہے جشن شادی کا شہرہ ہر جا مسرتیں ہر سو موج ساماں
ہوں محو حیرت یہ بزم قدرت ہر ایک شیٔ دل اُبھار رہی ہے
رموز اسرار عشق واُلفت حقائق درد دل نمایاں
ہوا ہے لبریز جام فطرت مئے محبت کی مستیوں سے
ترانہ ٔبزمِ شادیانہ ہے روح افزاو کیف ساماں
بہار نے چوں مسیح اِک جانِ تازہ بخشی ہے اب چمن کو
جمال وحسن گلاں سے بستان بنا ہے باغِ ارم پہ نازاں
بنا ہے نوشہ جمال شہزادۂ جہانگیر خوش لقب اب
جمال نور جہاں سے منزل ترا ہو بھر پور نور افشاں
لگن ہے اچھی ہے وقت میموں ہے سعد اکبر ضیا فگن یاں
زبان ہر طفل وپیر وبرنا ہے مرحبا گو بدل دُعاخواں
بنا ہے فردوس اب چنوتی دَمَن دَمَن ہر گلی چمن ہے
نوید وصل جمال ونور جہاں ہر خانہ ہے چراغاں
دعا ہے یہ فضل ناتواں کی بنا بنی کی بنا ہو دائم
ہو خانۂ آباد یا الٰہی فیوض وبرکات کا ہو باراں

بتقریب شادی حافظ محمد ہارون الرشید صاحب

مؤرخہ ۲۰/ مارچ ۱۹۷۸ء

اگر چہ حیطۂ ادراک سے بیروں تو اے رحماں
حجاب لن ترانی میں چھپا تو ہے عظیم الشان

جمال حسن تو خود روی گل پر جلوہ افگن ہے
جلال شان تو ہے قلب مجنوں پر ضیا انساں

تری قدرت ہے لیکن آشکارا بزم ہستی میں
کہ ہے پر نور خلاقی سے تیری عالم امکاں

جناب رحمۃ للعالمیں کی نعت کیا بولوں
کہ جنگی شان میں خود مدح خواں ہے آیت قرآں

چراغاں انجم افلاک کا ہے جذب باہم سے
جہاں آباد انس وجذب باہم سے ہے با ایں شاں

رہے بیتاب آدم نعمتوں میں باغ جنت کی
انیس زندگی کی الفتوں کے تشنہ با ارماں

ہے جان زندگی الفت ہے کیف زندگی الفت
نہ ہو الفت تو ہے بے لطف پھیکی زندگی اے جاں
مبارک فال ہے اک جوڑ کی پڑتی لگن ہے آج
بنا پر اور بنی پر سعد اکبر خود ہے نور افشاں
بنا ہاروں بنی رضیہ پہ ہو باران لطف تو
بنا میں اور بنی میں اے خدا بنتی رہے ہر آں
جناب شاہ حافظ کی دعائیں انکے ساتھی ہیں
مبارک بادخواں ہم سب ہیں ان کے ساتھ بااتقاں
ولی شاہ چنوتی اور مربی اور والی بھی
تو پھر کیا شک مبارک یہ لگن ہے اور عالیشاں
وہاں حوران جنت میں بھی چرچا ہو رہا ہوگا
زمیں پر وصل بلبل اور گل کا ہو رہا ساماں
بنا ہے شاہ منزل گلشن فردوس کے ہمچوں
کہ گویا عرش سے بس کیف زا فیضاں کا ہے باراں
بنا کی اور بنی کی شان ہو الفت نشاں دائم
ہوان میں دیں کا جذبہ نیز دنیا کا بھی ہوشایاں
سہ تن یکجا گذاریں خانہ داری خانہ آبادی
دعائیں فضل کی کرلے گوارا اے مرے رحماں

دعائیہ

زندگی کو صابرؔ و رقیہؔ کی کردے کامراں
یا الٰہی ہر طرح وہ خوش رہیں اور شادماں

ان میں ہو پر کیف الفت اور وہ شیر وشکر
باسعادت ، عافیت ، ثروت رہیں وہ بے گماں

وہ چراغ عمر ان دونوں کے روشن مستدام
جسم ظاہر وہ ہوں دونوں درحقیقت ایک جاں

رزق و روزی میں فراخی تندرستی ہو مدام
اور ذریات میں برکت خدائے مہرباں!

صالحات العمل کی توفیق ہو یارب انہیں
خانہ داری ہو بخوبی ، دین ہو روح ورواں

خطاب بہ مولود مسعود کہ خانۂ عزیزم مولوی عزیز اللہ را منور و مبتہج ساخت کہ ہمشیرہ زادۂ عزیز من مولوی روح الامین سلمہ ربہ است

اے کہ تو مہر درخشاں بر دل ماضوفشاں — طالع اسعد ، سعادت شان تاطول زماں
اے ہما اقبال تو ہستی ہمایوں فال تو — تو گل خندان باغ مشکبوئے بے خزاں
مَقْدمِ توشد حیات تازہ بہر ہمگناں — عافیت ہمدم ترا باشد حیات جاوداں
جاں توئی ایں خانوادہ ہست جسمت بیگماں — باسلامت باش اے چشم وچراغ خانداں
جان مادر قرۃ العین پدر اے نونہال — ہر زماں مامون باش از جملہ آفات جہاں
باش با جملہ محاسن باش جاوید عزیز — تا شوی با دولت ونُعَماتِ عالم کامراں
ایں دعا ہا فضلؔ بہر تو کنداے خوش لقا — تا پذیرفتہ شوند آنہا بہ خلاق جہاں

خطاب بروح الامین سلمہ ربہ

دعا ہمی کنم اے روح کامراں باشی — بزندگی ہمہ جا خوش و شادماں باشی
نکو خصال وخجستہ خو ، بلند اقبال — ہمہ زماں تو ز آفات در اماں باشی
ہماں گروہ کہ در امتحاں مشاہرہ یابند — خدا کند کہ بفضلش تو از ہماں باشی
نشایدت کہ بکوشش کنی گہے غفلت — نبایدت کہ در انجام در زیاں باشی
مباش غافل ازیں مدعائے ما اے جاں — کہ مادر وپدرت خوش تو کامراں باشی
و نیز راقم ایں حرفہا شود خرم — دراز عمر شود محبوب ہمگناں باشی

رقعۂ دعوت نامہ

باحباب بتقریب شادی خود از جانب مولوی محمد صابر ساکن فتح گہ (پٹنگہ) چٹوگرام در ۱۹۶۲ء ام
بالتماس دوستش مولوی جمال الدین (فاضل۔آئی-اے) برادر نسبتی من نوشتہ شد

کچھ میری بھی سن لو ۔ او (مرے) قافلہ والو
بے باق چلے آؤ ۔ اور رونق کو بڑھاؤ
او قافلہ ۔ والو ۔۲

کچھ موسم ہے سیانا ۔ (پھر) ہے گل کا زمانا
ہے بلبل کا ترانا ۔ ہے مستی کا نشانا
لازم تمہیں آنا ۔۲

وہ آتی ہے سہاگن ۔ اسے کرنا ہے رِسپشَن
مرے سینے میں ہے تڑپن (اور) مستی میں ہے جوبَن
ہے تمکو جانا یہ جشن ۔ ۲

اپریل کا چھٹا ہے دن (ہے) بزم شادی کے جشن
ہے جای پٹنگہ دکن (بس) اُلفت کا ہے بندھن
ہے تمکو بسانا گلشن ۔۲

ہے یہ صابر کا بلانا ۔ لازم ہے تمہیں آنا
کچھ کرنا نہ بہانا ۔ مجھے ہرگز نہ ستانا
لازم ہے اسی بزم میں آنا
پھر ہے محفل کو سجانا

تقریب جشن شادی

مولوی صابر احمد، پتنگہ، چٹوگرام

اگر چہ حیطۂ ادراک سے بیروں ہے تو یارب
نقاب لن ترانی میں چھپا بیچوں ہے تو یارب

تجلّائی جمالت جلوہ افگن روی گلگوں پر
جلالِ شانِ تو ہے جلوہ ساماں خوی مجنوں پر

تری رفعت ہے لیکن آشکارا بزم ہستی میں
ہے خلاقی تری ہر ہر بلندی اور پستی میں

چراغاں انجم افلاک کا ہے جذبِ باہم سے
جہاں آباد الفت سے ہے اور ہے جذب باہم سے

رہے بےتاب آدم نعمتوں میں باغ جنت کی
کہ روح عالم کون ومکاں ہے تشنہ الفت کی

ہے جان زندگی الفت، ہے کیفِ زندگی الفت
نہ ہو وہ پھر ہے یہ بے لطف پھیکی زندگی نکبت

مبارک فال ہے اک جوڑ کی پڑتی لگن ہے آج
بنا پر اور بنی پر سعد اکبر ضوفگن ہے آج

مراثی

گلستاں پر بہاراں جو رہا تھا

خزاں دیدہ ہے بے رونق ہے پیچاں

از مؤلف

کلمات چند

بر وصال حضرۃ العلامہ شیخ طریقت و عارف شریعت شاہ مولانا میر محمد اختر صاحب تغمد اللہ بغفرانہ واُسکنہ فسیح جنّاتہ، شیخ بیت الشرف، چٹوگرام

اے گلستان ارم ارض حسین چاٹگام　　　اے جبال چاٹگام وسر زمین چاٹگام
اے بحار چاٹگام وماء وطین چاٹگام　　　اے مکان چاٹگام واے مکین چاٹگام

تیرا وہ فرزند اختر اخترؔ تاباں کہاں ؟
وہ چراغ خاندان میر نور افشاں کہاں ؟

کیوں چمنہائے علوم دیں ہیں سنساں حسرتا　　　غرق بحر حزن ہر پیر و جواں واحسرتا
ہے زمیں محزون وبیخود ہم زماں واحسرتا　　　خانقاہیں بن گئیں ملک خموشاں حسرتا

تیرا وہ فرزند اختر اخترؔ تاباں کہاں ؟
وہ چراغ خاندان میر نور افشاں کہاں ؟

گوہر درج شرف وہ اخترؔ برج یقیں　　　شمع راہ عشق وعرفاں وہ سراج سالکیں
ماہر تلقین و اصلاح نفوس طالبیں　　　زہد وتقوی میں مجسم وہ رئیس زاہدیں

تیرا وہ فرزند اختر اخترؔ تاباں کہاں ؟
وہ چراغ خاندان میر نور افشاں کہاں ؟

آہ وہ مثل پدر بہر مریداں مہرباں پیکر رحم وکرم از بہر ہر طفل وجواں
باسخا و با مروت دل چو دریا بیکراں جود میں وہ حاتم دوراں تھے واللہ بیگماں

آہ وہ غمخوار مسکیناں محتاجاں کہاں ؟
ہادی راہ ہدیٰ وہ اختؔر تاباں کہاں ؟

جاں برب جاں سپردی خوب کردی عاشقا خودثبوت عشق دادی خوب کردی عاشقا
عاشق جانباز ہستی خوب کردی عاشقا خودفنافی اللہ بودی خوب کردی عاشقا

مرشد راہ طریقت اختؔر تاباں کہاں ؟
عارف رمز حقیقت شمع نور افشاں کہاں ؟

اے منیٰ قرباں گہ اسماعیلؑ کی تو تھی کبھی امتحاں گاہ خلیل اللہ بھی تو تھی کبھی
ذبح گاہ عاشق جانباز بھی تو تھی کبھی رزمگہ تلہ جبیں وصبر کی تو تھی کبھی

دے بتا ہمکو ہمارے اختؔر تاباں کہاں ؟
تا مبارک باد دوں انکو وہ نور افشاں کہاں ؟

اے مکیں جنت معلیٰ کے مبارکباد ہے وافرح! اماں خدیجہؓ کے قریب آباد ہے
ارض بطحا کی مبارک خاک میں دلشاد ہے اور جوار رحمت رب میں تو خوش آزاد ہے

پر تری فرقت میں ہر انساں کو ہے آہ وفغاں
ہر مرید و معتقد ہے غمزدہ نالہ کناں

کلمات مرثیہ

بروفات حسرت آیات شیخ طریقت
حضرت شاہ صوفی مولانا عبدالسلام صاحب،

مورخہ ۱۷ ؍ جون ۱۹۶۸ء

رخ زیبا تھا جن کا نور افشاں
نگاہیں جستجو میں ان کے حیراں

گلستاں پر بہاراں جو رہا تھا — خزاں دیدہ ہے بے رونق ہے بیجاں
چلے معشوق کے دیدار میں تم — رلاکر سب کو اے محبوب رحماں
ہوئے آزاد قید عنصری سے — بنے ہو طائر قدسی گلستاں
ہوئے محبوب سے مل کر کے تم خوش — جدائی میں ترے لاکھوں ہیں گریاں
توجہ تھی تری اکسیر اعظم — دل عشاق اس سے زیست ساماں
قلوب قاسیہ کی تھی جو صیقل — حذاقت تیری بر اصلاح انساں
تری تعلیم وتلقیں تزکیہ سب — بتحریک لطائف برق ساماں
ہزاروں دل اجاگر کرگئے تم — تری تھی تربیت شمع شبستاں
وہ سادی زندگی تقوی ، طہارت — وہ اخلاق حسن ، چوں خلق قرآں
وہ پرواز بلندی صبر وہمت — وہ استغراق اور استقلال وعرفاں
تھا تو اسلاف کا نادر نمونہ — ترے اخلاق اخلاق بزرگاں

کٹی ہے عمر تیری خدمتوں میں افادہ باافاضہ تھا تیری شان
مکیں کون ومکاں کا تھا تو لیکن ترے ادراک میں افلاک حیراں
ترے کشف وکرامت کا وہ عالم حجاب عنصری تجھ سے گریزاں
طریقت کے تمامی سلسلوں میں رہا تو ناخدائِ بحر عرفاں
فیوض صحبت و کیف و توجہ کئے مردہ دلوں کو زندہ شاداں
ترا رتبہ ہمیں کیا ہو تصور مکاں سے لامکاں تک تیرا جولاں
تری روشن ضمیری کیا بیاں ہو خجل ہے تیرے آگے مہر تاباں
زمین شور سا قلب مکدر تری صحبت سے لاکھوں اب گلستاں
بنے ہو ساکن دار السلام اب تم اے عبدؔ السلام شیخ عرفاں
بسال ہشت شصت وصد نوزدہ بہفدہ جوں ہوئے واصل بہ یزداں
جو سچا عشق لے آیا ترے پاس ہوا ہے پورا اسکے دل کے ارماں
جو درد دل کو لے آیا ترے یاں ملا ہر درد دل کا اسکو درماں
رذائل کو فضائل سے بدلنا مہارت تجھکو تھی از طرف یزداں
جدائی میں تیری بے تاب سارے یتیموں جیسے روتے ہیں مریداں
وہ تیری خندہ پیشانی مروت مزاحی گفتگو گہ گہ بیاراں
اَمیر اُے کوئی یا کوئی مفلس ترے دربار میں تھے سب ہی یکساں
رہی دنیا تری قدموں پہ لیکن ترا دل خالق دنیا پر قرباں

ترا فضل وکرم ہو یا الٰہی
نہ ہو نسبت سے ان کی ہمکو حرماں

چندے از قطرات اشک بیاد وتذ کار الحاج مولانا شمس الہدیٰ خاں صاحب مرحوم،

اے گلشن فنا خو کیا ہی عجب تری شاں
آباد و شاد ایں دم، دم بھر میں پھر ہو ویراں
اس آں شگفتی ہے اور مشکبوی و مستی
دلکش ہے حسن منظر ہے گلستاں بہاراں

واحسرتا کہ اک ہی چشم زدن میں دیکھا
نئ گل ہے اور نہ بلبل اور بوستان ویراں
یہ دور ہست اور نیست یہ جنگ بود ونابود
اب مثل برق خنداں اب ہی چوں ابر باراں

اے بے وفا زمانہ طوفاں کا آشیانہ
افسانہ چوں ہے زد میں سیل مرور دوراں
شمس الہدیٰ سخی و تقوی شعار عالم
پابند بندگی تھے بیدار راہ عرفاں

رخصت ہوئے ہیں ہم سے داغ فراق دے کر
پر یادگار ان کے ہیں سینکڑوں نمایاں

وہ سادگی تمہاری وہ بے ریا کی خو بو
کیا خوب تھی تواضع با دولت فراواں

دریا دلی تمہاری دیں پروری تمہاری
آثار اسکے ہر سو ہیں ایک اِک درخشاں

یہ حفظ خانہ اور یہ شاندار مدرسہ ہے
تیرے فراق میں سب اندوہگین وگریاں

یہ مدرسہ جو تمکو جاں سے عزیز تر تھا
دیوار و در ہیں اسکے محزون اور نالاں

جس سو نگاہ ڈالوں ماتم برس رہا ہے
چہروں میں غم نمایاں دلہا بسینہ بریاں

فضل و کرم سے تیرے درجہ بلند ہو ان کے
اور مغفرت ہماری بھی ہو خدائے رحماں !

دعائیہ

جانب سے ہم سبھوں کی پہنچے ثواب بیحد
رحلت کئے ہیں جتنے خدام ایں دبستاں

عبد الحکیم کامل شاہِ نذیر عارف
ان کے رفیق کاراں بنیادایں گلستاں

لائق جناب خاکی فاضل جمال یوسف
اور قاری نور حق پھر مرحوم عبد سجاں

مرحوم طاہر احمد فاضل غلام قادر
اس سلسلہ میں تھے اک ماسٹر جناب سلطاں

ان سبکو اور ہمکو تو بخشدے الٰہی
بے انتہا ہے رحمت تیری خدای رحماں

فضل وکرم سے اپنے کرلے دعا قبول اور
اس مدرسہ کو قائم رکھ تا مرور ازماں

بیادالمحدث الجلیل حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ

سابق شیخ الحدیث ومفتی دارالعلوم چٹوگرام وازساکنِ صرتی، ساتکانیہ، چٹوگرام.

خلاّقِ جہاں ہیں معبود ہمارے ہم شاکرین رب متیں ہیں
صدہا درود ہم سے پہنچے وہاں جس جا نبی الأمین ہیں

آہ اے گلشن دار العلوم تیرا وہ باغبان اب ہیں کہاں
جن سے تھی تیری بہار مدام باغ جناں کے اب مکین ہیں

آہ اے زمین ستکانیہ! بیشک تو سنگدل ہے یہاں
فرزند کو اپنے چھپالیا گریان اب اہل زمین ہیں

مولانا محمد امین تھے علم حدیث کے امین بھی
وہ کر چکے امانت ادا بااسم ومسمی آپ امین ہیں

تھے قلزم علم حدیث آپ اور مخزن اسرار قرآں بھی
سینہ تھا سمندر وسعت میں وہ بحر علوم بالیقین ہیں

یا درس علوم وحکمت تھا یا شاغل وعظ ونصیحت تھے
لمحات انکی زندگی کے گوہرودُر سے زیادہ ثمین ہیں

شیدائے کتب بینی رہے پروانۂ شمع علوم رہے
گر بحر علوم تھے کوئی یاں وہ مولانا محمد امین ہیں

استاذ اساتیذ زماں آلاف تلامیذ کی جاں
مرجع تھے اہل علم کے جو شیخ حدیث محمد امین ہیں

اِک بحر تھے ذخار علوم اِک شمس سماواتِ فنون
یاں فائق الأقران گر تھا کوئی ماہر فنون محمد اَمین ہیں

تقریر میں آپ تھے ہچوترنگ مضمون بھی ہوتا تھا رنگ برنگ
تبیان وبلاغت میں گر کہنا ہے سحباں زماں محمد اَمین ہیں

نالاں بنایا تم نے لاکھوں کو زارزار رلایا ہم طفل وجواں کو
بے تاب جن کے لئے خرد وکلاں محبوب زماں محمد امین ہیں

موت العالم موت العالم ہے کیا حال کہوں بادل بریاں
پورا نہ ہوگا جن کا مسند اب وہ علامہ محمد امین ہیں

تھے آپ نمونۂ سیرت نیک پابند قوانین فرائض خود
محکم تھے آپ دین ودیانت میں بے داغ معلم محمد امین ہیں

چندے از کلمات موزون در تاثرات قلب محزون بفراق اکرم الاحباب حضرۃ الشیخ
العلامۃ الفاضل مجمع الفضائل الحاج الشاہ مولانا عبد المجید
تغمده الله بغفرانه وأسكنه فسيح جنانه، پیر صاحب گارنگیہ، ساتکانیہ، چٹوگرام۔

رحم اے پرودگار و خالق کون ومکاں
مبتلا امت ہے اور دور فتن شعلہ زناں

تونے بھیجا ہے برائے حفظ دین مصطفے
سیکڑوں غوث وقطب اوتاد وابدال جہاں

بعد ختم المرسلیں باب رسالت بند ہے
لیک ابواب ولایت ہیں کشادہ ہر زماں

نور افشاں امت خیر الوری پر ہیں سدا
آسمان معرفت کے بیشمار استارگاں

معجزہ قرآں کا انا نحن نزلنا کو دیکھ
جو بقا اس دین کی ہے تا قیامت بیگماں

فرقہ ہائے لاخدایاں کی ہے کوشش رات دن
اس زمیں سے ہو فنا ذکر خدائے مہرباں

پر سمجھتے ہی نہیں وہ عقل کے اندھے کہ گر
اٹھ گیا نام خدا ہوگی قیامت خیز شاں

امت خیر الوری پر ہیں نوازش بے حساب
انتم الاعلون نص باشرط ایماں و اماں

اے زمیں ستکانیہ کی تو ہے مردم خیز خوب
اولیاء تجھ سے ہیں پیدا ہمچو مہر ضوفشاں

حضرت عبد المجید شیخ دوراں آفتاب
دور دوران کی شعاعیں پہنچیں ہر جا بیگماں

آہ آں استاذ ذوالقرنین سب کو چھوڑ کر
راہی عقبیٰ ہوئے در موقف قربت نشاں

آپ ہیں مسرور بیشک بزم محبوبی میں لیک
آپ کی فرقت میں لاکھوں خلق ہیں گریہ کناں

مرد میداں آپ تھے ملک ریاضت کے رئیس
مشعل راہ طریقت مرجع ہر انس وجاں

کامل عالی تبار ومعدن خلق حسن
منبع صدق وصفا و ہادی خرد وکلاں

جتنے ہیں اولاد روحانی وصُلبی آپ کے
دیجئے سب کو تسلی مالک ہر دو جہاں

فیض روحانی مسلسل ان سے جاری اے خدا
ہو فراواں امت خیر البشر پر ہر اواں

رفعت درجات انکو اور ہمیں عفو گناہ
ہوں ترے فضل وکرم سے اے خدائے مہرباں

مرثیۂ میاں خیر البشر چودھری مرحوم

بہت جانکاہ یارب یہ خبر ہے　　قیامت رحلت خیر البشر ہے
شہادت تھی نصیب انکی وہ بیشک　　شہید ملت خیر البشر ہے
بنی ماتم کدہ دنیا ہے اس دم　　ہوئی جو فرقت خیر البشر ہے
نکو خو، حامیٔ دیں باوفا تھے　　شرافت سیرت خیر البشر ہے
مدارس ، خانقاہ ومسجدوں میں　　ہمہ جا خدمت خیر البشر ہے
وہ تھے نور نظر مرشد کے اپنے　　اب انکو قربت خیر البشر ہے
چنوتی مدرسہ روتا رہیگا　　رہین منت خیر البشر ہے
وہ تھا اک آسرا غربت زدوں کا　　دلوں میں الفت خیر البشر ہے
تھا اک گل گلشن عالم کا خنداں　　وہی ہاں صورت خیر البشر ہے
سن چونسٹھ کی ہشتم جنوری شام　　وہ روز رحلت خیر البشر ہے
خدایا مورد رحمت ہو وہ جا　　جہاں اب تربت خیر البشر ہے
ہوئے اندوہ گیں سب پھر یہ راقم　　غمین فرقت خیر البشر ہے

تفاول فضلؔ کا یارب ہو سچا
بہارِ جنتِ خیر البشر ہے

دعائیات

اے خدا ہیبت اسلام دو بالا کردے
قوت دشمن دیں کو تہ وبالا کردے

از مؤلف

کلمات دعائیہ

از جانب حضرت شاہ صاحب مدظلہ

بقلم شاعر

سارا جہاں کا والی تیری ہی ہے خدائی
ممکن نہیں ہے اس میں شرکت دوئی دوتائی

معبودیت میں یکتا توحید ہے حقیقت
دعوی ترا ہے برحق لاربّ ماسوائی

آں گوہر رسالت آن پیکر صفوت
سلطان جلوہ فرما بر تخت مصطفائی

سالار انبیا نور اولین ہستی
سردار ہر دو عالم باشان مجتبائی

خیر الوری کی سیرت خلق عظیم قرآں
روشن ہے اس میں بیشک قرآں کی رہنمائی

چرچا ہو اس کا یارب ہر گوشئہ جہاں میں
سیرت کی روشنی میں احمدؐ کی مقتدائی

سیرت ہے رہنمائے امن وامان عالم
دنیا کے اہل دانش ہیں آپ کے فدائی

سیاح لامکان و مہمان رب رحماں
مرکب براق تھا اور رفرف کی ہمنوائی

جبریل کی رفاقت افلاک کی سیاحت
یہ شان آپ کی تھی ایسی تھی دلربائی

کیسا بلند رتبہ کیا حال قرب دیکھو
نقش قدم پہ ان کے لاکھوں کی جبہہ سائی

سارا جہان عاشق ہو آپ کا خدایا
معصوم ہوں جہاں سے اطوار ناسزائی

سیرت کی ہے یہ محفل کرلے قبول یارب
اسکے اثر کو انساں کے دل میں ہورسائی

کر تو ہدایت اس سے ان سب کو بھی الٰہی
مذہب ہے جن کا لادیں مشرب ہے بے وفائی

بھرپور جلوہ سیرت کا اس سے ہو خدایا
جو موہ لے دلوں کو مرضوں کی ہو دوائی

ان سب ضیافتوں کو منظور کر الٰہی
کرتے ہیں سب سخی جو حضرت کے ہیں فدائی

ان کی تجارتوں میں اور کاروبار سب میں
دن دوگنی ترقی ہو اور نہ ہو گھٹائی

ہر دل میں ہو محبت خیر الوریٰؐ کی زندہ
تیری رضا ہو مقصد باصدق وبے ریائی

مالوں سے تن بدن سے جو کررہے ہیں خدمت
کرلے قبول سب کو دے رنج سے رہائی

حضرات عالماں و حضرات واعظیں سب
رتبے بڑھادے ان کے دن دوگنی صفائی

سب حاضرین محفل حب نبی میں آئے
کر مغفرت سبھوں کی آیا ہوں مدعائی

حافظؔ کی سب دعائیں فضلؔ وکرم سے سن لے
سب ملکے تیرے در پر کرتے ہیں ہم گدائی

کلمات دعائیہ منظومہ بہر شفائے شیخ اختر رح

شان جمال تیری ہر سو ہے آشکارا
پیدا کیا ہے تو نے شمس و قمر ، ستارا

جس سو نگاہ ڈالوں تیری نشانیاں ہیں
خالق ہے تو سبھی کا ہر ایک بندہ تیرا

یثرب میں شاہ دیں کو پہنچے سلام یارب
روز جزا میں امت کے ہونگے وہ سہارا

ناکارہ، نابکار و بے عمل اور غافل
بے مایہ شرگیں ہوں پھر بھی ہوں بندہ تیرا

در پر ترے بھکاری ہم سب ہیں ہاتھ اٹھائے
حاضر ہیں دل شکستہ تیرا کرم ہے چارہ

روشن ضمیر بندہ تیرا وہ شاہ اختر
مرجھا نہ جائے یارب اک تازہ گل ہے تیرا

امراض گوں بگوں میں ہیں مبتلا وہ دائم
یہ حال دیکھ کر یارب دل ہے پارہ پارہ

بیماریوں میں یارب کمزور و ناتواں ہیں
بے تاب درد سے ہیں نازک ہے جسم سارا

ہم سب بھکاری تیرے در پر شفا کے سائل
تو ہے مجیب دعوات و مہرباں ہمارا

بچے ہیں مدرسے کے روتے ہیں تیرے آگے
بیتاب و بیقرار اور ہر دل ہے پارہ پارہ

ہیں سینکڑوں مریداں جو خوشہ چیں ہیں انکے
آہوں میں زاریوں میں لاکھوں تجھے پکارا

یارب شفائے عاجل ہر مرض سے الم سے
کر آپ کو عطا اب داتا ہے تو ہمارا

مانا ہے ابتلا میں درجات کی بلندی
صابر ہیں آپ اس میں پر ہم ہیں دلفگارا

نازک ہے جسم چوں گل درد و الم سے بیحد
دل زار زار سب کے آنکھیں ہیں اشکبارا

طول حیات ان کے باعافیت سلامت
ہے یہ سوال رحماں کرلے اسے گوارا
آباد رکھ ہمیشہ محفل کو اس طرح پر
جو دین کے موافق ہے انتظام سارا
کتنے دلوں کو یارب پگھلا دیا انہوں نے
جو اک زماں میں ہر اک تھا مثل سنگ خارا
یہ جذبۂ محبت یہ سوز دل یہ زاری
آہ و بکا کا عالم اور گریہ زارا
یہ توبہ و ندامت یہ التجا ، دعائیں
اخلاص کا یہ عالم نظم و عمل سنوارا
سر چشمۂ ہدایت قائم رہے یہ دائم
اڑتا رہے فلک پر اسلام کا پھر یرا
یہ مدرسہ چنوتی جس کا ہیں آپ محسن
قائم رکھ اسکو دائم اور علم کا فوارا
تیرا ہو فضل یارب خنداں ہو غنچۂ دل
تیری پناہ میں ہم سب مانگتے سہارا

دعا برائے فیض احمد میاں

زمیندار الیشیا خال مولانا شفیق صاحب

مہتمم چنوتی حکیمیہ کامل مدرسہ

قربان جاؤں اس پر جس نے مجھے بنایا
اور زندگی کا ہر گوں سامان بھی سجایا

ملک عدم سے ہمکو ہستی میں لانے والا
تقویم احسن اس نے دیکر مجھے جلایا

احسان کیا بتاؤں اور شکر کیا کروں میں
عجز بیاں نے مجھکو دل دل بہت رلایا

ہے مالدار لوگوں میں خوش نصیب جس نے
شکر و سپاس سے خود کو باوفا بتایا

جس نے خدا کو جانا اور رب کو ہے جس نے مانا
خالق کا ڈر ہے دل میں اور نفس کو دبایا

راہ خدا میں بخشا فیاض دل وہی ہے
خلق خدا کی خدمت مالوں سے کر دکھایا

فضل خدا سے محشر میں کامراں وہ ہوگا
دنیا میں رہ کے جس نے جنت میں گھر بسایا

فضل وکرم خدا کے فیاض پر ہو دائم
اس مدرسہ چنوتی پر جو کرم دکھایا

دعا بدربار الٰہی از انصار
(مسلمانوں کی ہمت افزائی کے لئے دعاء)

الٰہی ہم میں خود داری وفاداری شجاعت ہو
بلندی حوصلہ میں ہمت عالی عنایت ہو

رذالت پستیٔ ہمت خساست سستی و غفلت
نہ ہو ہم میں وہ خو جو قوم کے حق میں خجالت ہو

ہیں ہم مرد مسلماں شیر میداں جاں نثار دیں
وطن کی آبرو ہم سے بڑھے ہم میں وہ ہمت ہو

مسلماں ہم سپاہی ہم مجاہد مرد میداں ہم
نئی شیرازہ بندی ہم میں ہو تازہ شجاعت ہو

بنیں ہم سر زمین پاک کے انصار با شوکت
ہمارے دبدبے ہوں غلبہ ہو دشمن کی شامت ہو

ہیں ہم اخلاف خالدؓ طارق وموسیٰ کے ہیں اولاد
عدو کی موت کا ساماں ہماری فتح و نصرت ہو

ہیں ہم سب یادگار حیدر کرار عالی شاں
ہماری برق سامانی میں اعدا کی ہلاکت ہو

رگوں میں خوں کا فوراں ہو دلوں میں جذبۂ ایماں
بڑھیں آگے بمثل خالد جرار جرأت ہو

خدایا فضلؔ ہو تیرا تو ہم منزل کو پالیں گے
ہیں ہم حقدار زمیں اور ہماری واں اقامت ہو

خطاب بانوارالحق خطیبی سومی بر حسن تحریر (دعائیہ)

خنداں شوائے شگوفہ زریں نقاب تو — تا عندلیب شاخ شود مست ونغمہ گو
فضل خدائے پاک بتو سایہ افگند — ہم ظل لطف بر من بے مایہ افگند

دعوت نامہ برائے علمائے کرام

بتقریب جلسۂ سالانۂ مدرسہ عالیہ چنوتی ۱۹۷۸ء

الحمد لله الغنى الديان ثم الصلاة على النبى ذى البرهان
بشرى لنا ولكم معشر الخلان قد حانت الحولية بعد حولان
للادارة التعليمية العالية فى قرية صنوتى قائمة بالشان
يوم الاحد خامس فبرائر الآتى لنا قد ارخت بعون ربنا الرحمان
فاسعوا اليها حبا مع الأصحاب والأحباب والإخوان ذى اليقظان
ها انا الداعى اليها حبيب احمد خادمها وخادم علوم القرآن

وصلى الله تعالى على خير خلقه وبارك وسلم۔

تمت بالخیر

بقیہ تقاریظ

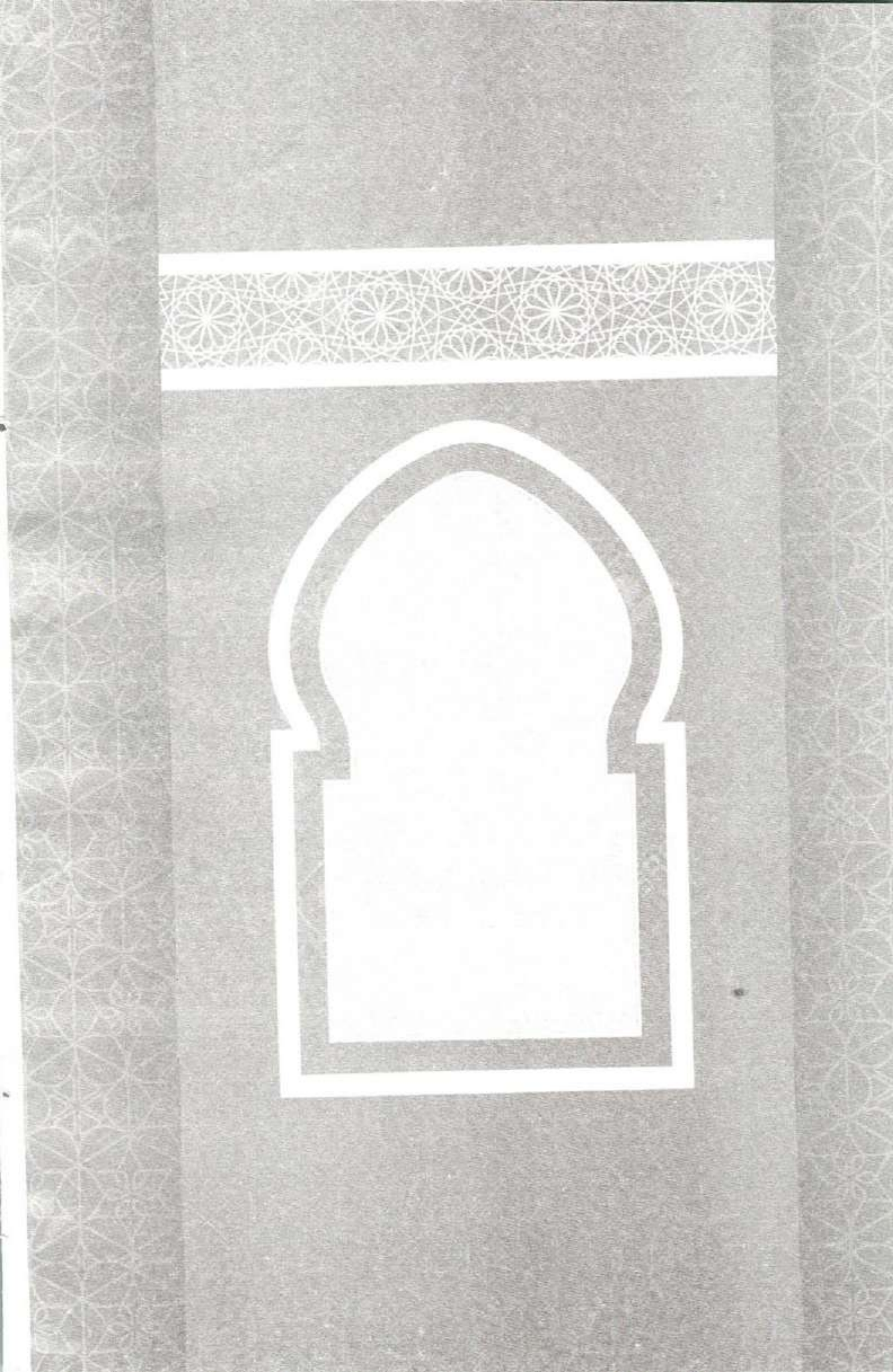

حرف نالہ بر وصال ناظم اعلیٰ چنوتی

حضرت علاّمہ فضل اللّٰہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

مرحوم حضرت مولانا شفیق احمد صاحب

سابق استاد چنوتی حکیمیہ کامل مدرسہ، و پرنسپل، امیرآباد صوفیہ عالیہ مدرسہ، لوہاگاڑا، چاٹگام۔

حرف نالہ بر وصالِ پدرِ روحانی ما
تاجدارِ علم و فن ہمچوں غزالیِ زماں

فوقیت کی ہر فضا کا نجم ثاقب آپ تھے
ناظم اعلیٰ سے مشہور جابجا عالی نشاں

آجکل کا نامور سب طفل مکتب آپکا
تھی ادا ہر ہر نرالی جملہ جاہ وعزّ شاں

ان سے روشن تھا گلستاں و دبستان علوم
ہم جو سب یاں خاک و گل ہیں آپ بُرگ وجانِ جاں

ناز کرتی ہے انہیں پر کرسی بالا درس
تھی ودیعت در جبلّت جو ہر شعلہ نہاں

زندہ دل پختہ خیال فصل المقال بھی آپ تھے
تھی لڑی موتی کی ہر ہر بات انکی پُرعیاں

آپ کا قلم وزباں تھی گو کہ سیف ذوالفقار
پُرزہ پُرزہ کرکے چھوڑا حق تلف بے باکیاں

معرکہٗ زندگی میں فائز مرام ایک سالار تھا
شیر دل شایاں بہادر بحر لطف بیکراں

علامہ فضل اللہ رحمہ اللہ ایک عظیم شخصیت

بقلم: نعیم اللہ بن مولانا عبد السلام
مقیم سعودی عرب
سابق معاون قاضی، محکمۂ طائف

سرزمین بنگال اپنی تاریخ تہذیب اور ثقافت کے لحاظ سے ہمیشہ ممتاز رہی ہے اور اہل اردو سے اس کے روابط تاریخی حیثیت رکھتے ہیں بنگلہ اور اردو بولنے والوں کے درمیان تجارتی اور تہذیبی تعلقات کی قدامت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا، دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کے وجود نے اس کو چار چاند لگا دیا اہل بنگال خصوصًا بنگلہ دیش سابق مشرقی پاکستان کے باشندے فنون لطیفہ اور علم ادب سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں اس علمی سرزمین نے بہت سے نابغۂ روزگار علماء، محدثین، مفسرین، ادباء، شعراء اور آرٹسٹ پیدا کئے ہیں اور عصر حاضر میں مولانا محمد سلطان ذوق ندوی اور ان کی ادبی نسل میں مولانا پروفیسر ڈاکٹر ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی اپنی انفرادی اور ممتاز خصوصیات کے لحاظ سے صفحات تاریخ حال پر نمایاں مقام حاصل کر چکے ہیں جنہوں نے اپنے والد مرحوم جناب علامہ فضل اللہ مرحوم کی علمی وراثت کو پڑھنے سمجھنے اور پھر اس کو علمی ادبی دنیامیں نشر کرنے کا بیڑا اٹھایااور الشبل في المخبر مثل الأسد کے تحت اس پر کام کا آغاز کر چکا ہے اور یہ کاوش علامہ مرحوم کی خدمات کی ایک پر تو ہے جناب ڈاکٹر ابوالرضاء ندوی کو رب العزت نے بہت سارے

اوصاف سے ممیّز کیا ہے ان کی شبانہ روز کاوش ہر میدان کو محیط ہے انہوں نے زمانۂ طالب علمی سے لے کر پارلیمنٹ کی ممبر شپ تک علمی ادبی سیاسی سماجی ثقافتی رفاہی اور اکیڈمک ....وہ کارنامے انجام دیے ہیں جسے کوئی صاحب فکر انگشت بدنداں ہو کر دیکھ سکتا ہے مگر احاطہ نہیں کر سکتا آج انہوں نے اپنے والد مرحوم کی کاوشوں کو منظر عام پر لانے کے لیے جو بیڑہ اٹھایا ہے یہ عظیم مبارک بوجھ انہی کا حصہ ہے اور وہی اس کے لائق حقدار ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست + تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی عربی فارسی اور اردو زبان پر مکمل مہارت رکھتے ہیں اور اس کی ادبی زبان سے بخوبی واقف ہیں وہ خیام کی رندی و سرمستی، سعدی کی اخلاقی شاعری، اقبال کے شاہین اور بے خودی، فردوسی و حافظ کی تلاطم خیزی کو صرف سمجھتے نہیں بلکہ شاعرانہ نکتہ سنجیوں، قدرت کلام اور اصناف شعر پر ان کی فن کارانہ گرفت ہے اور ان کی تقریر و تحریر کو سننے اور پڑھنے والے اس سے بخوبی واقف ہیں۔

عجیب اتفاق ہے علامہ فضل اللہ مرحوم والد ابوالرضاء ندوی کی بے پناہ کاوشیں اب تک منظر عام پر بوجوہ آ نہ سکیں ورنہ ان کی کاوشیں ان کی شہرت و مقبولیت کو بام عروج تک پہنچانے کیلئے جغرافیائی حدود کی پابند نہیں ہوتیں بلکہ نسیم صبح کی مانند ہندو پاک ایران سے چل کر بغداد، رے، سمرقند و بخارا تک پہنچ چکی ہوتی۔

علامہ مرحوم کے کلام کو بغور دیکھیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ ان کے نعتیہ یا حمدیہ کلمات اسرار الٰہی ہیں گویا ایک متحرک اور منظّم چشمہ موجزن ہے اور

اس کے تمام تموج اور توسیع میں کہیں کوئی کمی نہیں ہے یا ایک چمن ہے جس میں لطافت مآب لالۂ گل کے مناظر موجود ہیں اور کہیں نہ کسی پھول کے قرب میں خَس ہے اور نہ کسی برگ گل پر کوئی ذرۂ غبار، اسے عطائے الٰہی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے؟ دیکھئے حمد الٰہی :

شانِ جمال جس کی ہر سو ہے آشکارا
پیدا کیا ہے جس نے شمس و قمر ستارا
ہے تخت گاہ اس کی میرا یہ قلب مضطر
بندہ ہوں شیفتہ وہ معبود ہے ہمارا
مرجھا ہوا ہوں اب پر اِک تازہ گل تھا تیرا
باغ جناں میں تیرے میرا رہا بسیرا
مایوس مرحمت سے ہونا نہیں ہے تجھ کو
اے فضل تیرا رب ہے آمرزگار تیرا
جذبات جستجو کا سینوں میں ہو تلاطم
معشوقِ علم دیں ہو، ہو دین ان کا پیارا

علّامہ مرحوم ایک دردمند دل رکھتے ہیں ان کا پورا وجود گویا سوز و گداز کے خمیر سے اٹھا ہے ان کے ہاں ہر حرف ایک آنسو اور ہر مصرع ایک آہ کی صورت

اختیار کرکے ان کے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت مہیا کرتا ہے ان کے ہاں ہجر کی دل گدا ختگی اور وصل کے نشاط سامانی دونوں ہی کیفیات موجود ہیں لیکن ہجر و وصال کی ان وجدانی منزلوں میں جذبے کی وہ گہرائی خیال کی وہ رفعت اور اسلوب کی وہ سنبھلی ہوئی کیفیت ہر جگہ نظر آتی ہے جو حمد و نعت میں احتیاط اور سلامت روی کی شرائط ہیں۔

علامہ مرحوم نعت میں اپنے سچے گہرے اور نازک جذبوں کو خوبصورتی سے پیش کر کے نعت کو شخصی سطح پر لے آتے ہیں وہیں ان کی نعت گوئی ایک مقصدی پیکر بھی اختیار کرلیتی ہے، وہ نعت کو امت کے اجتماعی آشوب کا مظہر اور ملت کے آلام وامراض کے سلسلے میں چارہ گری اور مداواطلبی کا وسیلہ بھی سمجھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ہدایت کی پیاسی یہ دنیا تھی ساری
سراپا وہ نور ہدیٰ بن کے آیا
جو چھائی ہوئی مردنی تھی ہمہ جا
جلانے کو آب بقا بن کے آیا

شاعر کی نظر میں تمام عالم اسلام و انسانیت کی اصلاح، فوز و فلاح اور امن و سلامتی کا دارومدار ابتدائی تربیت پر ہے اور اس کا تسلسل گود سے لے کر قبر تک ہے اور ہادیٔ عالم و محسن انسانیت کی عملی اور انقلابی زندگی کے نقش قدم پر چل کر ہی ان اعلیٰ مقاصد کا حصول ممکن ہے :

اے تارے آسماں کے اے جگمگانے والے
ہم کو بھلانے والے اے دل لبھانے والے

بچے سمجھ کے ہم کو، ناداں سمجھ کے ہم کو
چمکار ہے ہو ہم کو، دھوکے میں لانے والے

بچے ہیں ہم مسلمان اور حوصلے ہمارے
اوپر بہت ہیں تم سے پرواز لانے والے

مخلوق تم ہو اور ہم خلاق کے ہیں عاشق
قربان اس کے احسانوں پر ہیں ہونے والے

پیارے خلیل کے اور امت ہیں مصطفیٰ کے
پیغام اِنّیْ وَجَّہْتُ ہم سنانے والے

ہیں قوم کے دلارے ہم نو نہال ان کے
کردار سے ہم ان کی عزت بڑھانے والے

عاشق ہیں علم دین کے، ہیں پاسبان وطن کے
جوشِ جہاد دل میں موجوں میں آنے والے

یارب ہمیں بچانا فضل و کرم سے اپنے
عشرت پرستیوں سے تو ہے بچانے والے

ہم شیر دل ہیں بچے منزل کو پاچکیں گے
فضل خدا سے ہم ہیں مقصد کو پانے والے

ہم نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ علامہ مرحوم کا دور پر فتن دور تھا ہر طرف افرا تفری تھی جسد امت پر چھرا گھونپا جارہا تھا عالم اسلام کے نقشے کو یکسر تبدیل کر دیا گیا تھا پوری امت پر خطر، تلاطم خیز موجوں اور گرداب میں پھنس چکی تھی اور علامہ مرحوم کا دل مضطر امت اسلامیہ کے جملہ احساسات کو سمیٹے ہوئے تھا اور یہ وہ وقت تھا جب اہل اللہ کا دل اور اس کے ہاتھ اللہ رب العزت کے دربار میں گڑگڑاتے اور اٹھتے ہیں اس کیفیت کا ایک نظارہ ملاحظہ فرمائیں :

ہم عجب دور فتن میں ہوئے یا رب
ہر طرف رنگ فرنگی ہے ہویدا یارب

دین رخصت ہے تو لادین کا ہے سودا یارب
طرز مغرب کے ہیں ہم عاشق و شیدا یارب

شان اسلام کو عالم میں دوبالا کر دے
نور قرآن کو دنیا میں اجالا کر دے

جذبۂ خدمت قرآن ہو ہمارے دل میں
موجزن جذبۂ ایمان ہو ہمارے دل میں

جوشش عشق کا طوفان ہو ہمارے دل میں
شوق پرواز کا سامان ہو ہمارے دل میں

اپنے اسلاف کی سی ہم میں عزیمت دیدے
بول بالا ہو ترا ہم میں وہ ہمت دیدے

کسے خبر تھی کہ بر صغیر کی مردم خیز زمین ارض بنگال خصوصا چاٹگام میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا جو شاعری کے جسم میں ایک نئی روح پھونک دے گا جس کی بدولت اُفق ادب کے ایسے تصورات معرض وجود میں آئیں گے جس کے آگے شمس و قمر اور کہکشاں کی چمک و دمک دھندپڑ جائے گی جس کے کلام میں غالب کا بے نظیر تخیل، اقبال کی اونچی پرواز، حافظ کی روانی جابجا نظر آتی ہے جس نے اردو کے جسد خاکی میں جلوہ افروز ہو کر شاعری کے چمن کی آبیاری کی۔

علامہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے تمام علمی ادبی گوشوں کو احاطہ کرنا ناممکن ہے وہ ایسا سمندر ہے جس کا کوئی ساحل نظر نہیں آتا موتیوں کے اس سمندر میں جس پر ہم قلم آزمائی کر رہے ہیں وہ ان کے علمی سمندر کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے ان کے کلام کے اندر عشق الہی، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نشاط و سرور بانکپن، شجاعت سادگی اور بہت کچھ نظر آتا ہے اور جب لکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آمد کا ایک سلسلہ ہے جو رکنے کا نام ہی نہیں لیتا ایسا لگتا ہے کہ موزون الفاظ کا ایک دریا ہے جو بہتا جارہا ہے یا ایک چشمہ ہے جو ابلتا جارہا ہے گویا اقبال نے ان کے لیے ہی کہا تھا :

محفل ہستی تری بربط سے سرمایہ دار
جس طرح ندی کے نغموں سے سکوت کو بہار
تیرے فردوس تخیل سے ہے قدرت کی بہار
تری کِشتِ فکر سے اگتے ہیں عالم سبزہ زار

علامہ مرحوم کی شاعری میں بہت سارے رنگ نظر آتے ہیں یہ انیسویں صدی کے آغاز کا وہ زمانہ تھا جب دنیا گومگو حالت میں تھی اور دنیا عالمی جنگوں سے نجات حاصل کر کے یک گونہ سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ خریطۂ عالم پر تقسیم کا عمل جاری تھا فتنوں اور فحاشی ادوار نے اپنا رنگ جمالیا تھا، آزادی کی تحاریک زوروں پر تھیں، عالم اسلام کے جسد ضعیف پر چھرے گھونپے جا رہے تھے امت اسلامیہ کا زوال واضح نظر آ رہا تھا یہی وجہ ہے انکی شاعری میں امت، درماندہ قوم اور ہمارے نصیب ملک کے امراض کی تشخیص نظر آتی ہے۔

اردو کے علاوہ ان کی فارسی میں بھی گہرائیت اور گیرائیت خوب ہے، اسرار خودی، رموز بے خودی، اور پیام مشرق کے خیالات کو بہت خوبصورتی سے اجاگر کیا گیا ہے، اردو فارسی کی آمیزش سے علامہ مرحوم نے اپنے قلم سے جو خاص رنگ بھرا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے گیسوئے اردو کو کس قدر سنوارنے کی کوشش کی ہے گویا شاعر نے انہیں کے لیے کہا تھا :

زندگی مضمر ہے تیری شوخی تحریر میں
تاب گویائی سے جنبش ہے لب تصویر میں

علامہ مرحوم کی کاوشوں کو پڑھ کر اور اس کی گہرائیت میں اتر کر میرا ان سے والہانہ لگاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے انگشت قلم سے نکلے ہر لفظ کو پڑھتا جاؤں کہ کس طرح الفاظ کے ذریعے قطرے میں دریا اور جزو میں کُل

کو دکھانے کا طلسماتی عمل انجام دیا اور اصل شاعری کا نام بھی یہی ہے، شعر کا قاری اور سامع باشعور و باذوق اگر قلم سے نکلے موتیوں پر غور کریں گے تو ان کی شاعری میں روایتی و ثقافتی رنگوں کے باہمی رشتوں، صوتی کیفیتوں اور غنائی اہنگوں کو ضرور دیکھے گا۔

یہاں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک خوش ذوق انسان تمنا کر سکتا ہے فطرت کے دلکش مناظر، بگڑتے معاشرے پر غم، دل میں ابھرتا درد الم، سر سبز و شادابی، گلپوش سبزہ زار، خوبصورت ماحول، عشق الہی، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور کھلی فضا میں سانس لینے والے انسان اگر ظلمت کی اتاہ گہرائی میں چلے جائے تو اس کے دل میں کس طرح نشتر ٹوٹیں گے، یہی چیز ان کی شاعری میں نظر آتی ہے۔

علامہ مرحوم کی افکار حیات ان کے دماغ کی ایجاد نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی روشن افکار اس میں موجود ہیں انہوں نے سوچ سوچ کر دماغ سے مضامین پیدا نہیں کیے بلکہ اپنے الہامی افکار، حالات حاضرہ اور اپنے محسوسات و واقعات کو اشعار کے سانچے میں ڈھالا ہے، ان کے اشعار میں تاثیر اور سوز و گداز کا بڑا سبب ان کے جذبات کا خلوص صداقت اور دردامت ہے۔ حسن بیان کی دل آویزی نے اس میں اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں، ان کی تشبیہات میں سادگی، اور اشعاروں میں ندرت ہے مصرعوں کی چستی روانی بحر کی آسانی اور خوش آہنگی پڑھنے والے پر ایک خوشگوار اثر چھوڑ جاتی ہے۔ سادگی اور پرکاری کے

کرشمے جابجا نظر آتے ہیں حسین ترکیبیں اور ان کا اچھوتا پن قدم قدم پر دامن نظر کو تھام لیتا ہے۔

علامہ مرحوم کو اللہ رب العزت نے بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا ان تمام نعمتوں میں خدا کی ذات بہتر جانتی ہے کہ کون سی نعمت کس سے بڑی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں ان کے عملی سیاسی سماجی اور فلاحی کاموں کو بہتر شکل میں آگے بڑھانے کے لئے اللہ رب العزت نے ان کو ابوالرضاء ندوی جیسے سپوت عطاء کیا اور جنہوں نے مختصر عرصے میں صرف بنگال اور بنگلہ دیش میں نہیں بلکہ نقشہ عالم کے بہت سارے ممالک میں اپنے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور علامہ مرحوم کی دعائیں اولاد صالح کے لئے تھیں خدا نے اس کے لیے ابوالرضاء ندوی کا انتخاب کیا لہٰذا آج بنگلہ دیش کے پارلیمنٹ سے لے کر اقوام عالم کے مختلف اجتماعات و سیمینار میں ان کی آواز حق گونجتی ہے اور بعید نہیں ان کی یہ کاوشیں جاری رہیں تو بہت جلد خرمن جہل وضلالت جل کر خاکستر ہو جائے اور عالم اسلام سے علم و ہنر کی روشنیاں پھوٹتی نظر آئے۔

علم وادب کی اس محفل کو تو جی چاہتا ہے کہ خوب طول دیا جائے لیکن خوف طوالت سے ان حروف کو ہم انجام تک اس نعت مبارک سے پہنچاتے ہیں جس کو پڑھ کر آپ یقینا جھوم اٹھیں گے اور علامہ فضل اللہ مرحوم کے لیے آپ کے دل کی اتھاہ گہرائی سے دعا نکلے گی۔۔۔

لبوں پہ تبسم ہیں چہرے میں جلوے نگاہوں سے شفقت برستی رہی تھی
اک اک لفظ شیریں جو انکی زبان سے ہو سننے کو خلقت ترستی رہی تھی

وہ رفتار و گفتار و عادات و اطوار و گفت و شنید و ریاضت رفاقت
ہر اک چیز دشمن کا دل موہ لیتی محبت سبھی دل میں بستی رہی تھی

جو معبود باطل سے تھے لو لگائے جو خالق سے ناآشنا سب کے سب تھے
راہ حق دکھانا تھا اور فکر اس کی سدا دل میں کروٹ بدلتی رہی تھی

وہ گردن جو اکڑی ہوئی تھی دنوں سے تھی مغرور شرک و ضلالت میں ڈوبی
جھکایا اسے آپ نے رب کے آگے اگرچہ وہ پہلے جھجکتی رہی تھی

محبت، عطوفت، صداقت، عدالت، رعایت، ہدایت تھیں اخلاق ان کے
بوقت تکلم جو ہوتے درافشاں تو بجلی سی منہ سے چمکتی رہی تھی

پسینے جو تھے جسم اطہر کے خوشبو روایت بتاتی ہے عطروں سے اطیب
گذر آپ کا ہوتا جس راہ سے واں بہت دیر خوشبو مہکتی رہی تھی

طبیعت میں رحمت کا دریا چھپا تھا رہا رحمت عالم ان کا لقب تھا
کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھیں تو روح ان کی بے حد تڑپتی رہی تھی

ملے فضل کو ای خدا ایک قطرہ اسی بحر رحمت سے تیرے کرم سے
توہر دو جہاں اس کے ہونگے اجالا یہ منت میرے دل میں بستی رہی تھی

علامہ مرحوم کی شعر گوئی کا انداز بالکل انفرادی ہے یہ لب و لہجہ انہیں کے لئے مخصوص ہے۔ ان کی غزل کے اشعار ایک خاص کیفیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں جس میں ایسی سحر آفریں تاثیر پائی جاتی ہے جو دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور جدید ذوق کو تسکین دیتی ہے۔ ان کی غزل کا دور ایسا دور تھا کہ غیر منقسم ہندوستان سے فارسی کا ذوق ختم ہو رہا تھا اور سمجھنے کی غرض سے اردو ترجمے کی ضرورت پڑنے لگی تھی اس لئے علامہ مرحوم نے اپنی غزل میں حسن و معیار کے علاوہ زبان کی سلاست روانی کا پورا لحاظ رکھا اس طرح کہ مدعی بھی بیان کر گئے اور اصل شعر کی روح کو بھی کوئی داغ نہ آنے دیا۔
عشق میں خواہ کیسے ہی شدید آلام و مصائب کا سامنا کرنا پڑے علامہ کی نظر میں بے وفائی کی گنجائش نہیں، عشق میں ثابت قدم رہنا ہی دراصل وفا ہے، چاہے محبوب ہمہ وقت دانستہ بے نیازی کا عادی ہو جائے لیکن محبوب کے ساتھ سلسلہ ربط ٹوٹنا نہیں چاہئے، وصل کے ذریعہ نہ سہی حسرت وصل کے اظہار کے ذریعہ ہی سہی، بلکہ مقتل میں اگر جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے، ملاحظہ فرمائیں؛

مقتل جاناں میں اپنا خوں بہاتے جائیں گے
میں شہید عشق ہوں خوشیاں مناتے جائیں گے

اے مرے دلبر تمہیں دلداریاں آتیں نہیں
عاشق لاچار کی دلجوئیاں آتیں نہیں

تیر جو ڈالو گے سینے پر لگاتے جائیں گے
تیغ ابرو کی تمہاری وار کھاتے جائیں گے
اور اثر مہر ووفا کا ہم دکھاتے جائیں گے

مرغ بسمل کی طرح جو میں تڑپتا رہ گیا
لب پہ ان کے تھا تبسم ناز کرتا رہ گیا

ہے تمنا یہ قیامت تک تڑپتے جائیں گے
دردِ دل کا حال کچھ انکو سناتے جائیں گے
قلب سیمابی کا قصہ کچھ بتاتے جائیں گے

دل پہ ان کے کچھ اثر ہو گا نہ ہو گا کیا سوال؟
عاشق لاچار کو لازم ہے کرنا عرض حال
تا ابد عشق ووفا کو ہم نبھتے جائیں گے

عاشق کی آشفتہ سری، وحشت ناکی، غم عشق کی سوزش یہ وہ کیفیات ہیں جس سے شاعر نالۂ دل سے آتش دل بجھانے کی کوشش کرتا ہے اس طرح کہ شب تنہائی میں بے خودی کی شمع روشن ہو جائے اور دل میں اتنی وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ خود زوال غم دردِ دل بن جاتا ہے۔ ذرا غور فرمائیں :

وہ دردِ دل ہی کیا جو دل کو پارا کر نہیں سکتا
جو اس کو ذرہ ذرہ پارا پارا کر نہیں سکتا
علاجِ درد کیوں ناصح؟ وہی محبوب تر شئ ہے
نا زوالِ سوزِ دل دل خود گوارا کر نہیں سکتا

علامہ مرحوم کی نظر میں ہر چیز کی کوئی حد ہے لیکن محبت وہ شئ ہے جس کی کوئی حد نہیں نہ تو اس کو سمندر سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اور نہ سمندر کو سیاہی کے قالب میں ڈھال کر اس کی وسعت کی انتہاء کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ سمندر کتنا وسیع کیوں نہ ہو اس کی انتہاء ساحل پر ہے لیکن محبت کا سلسلہ لامتناہی ہے اور اس کے بیان سے زبان و قلم قاصر ہے۔ کیا خوب فرمایا :

محبت شئ ہے ایسی جو بیاں میں کر نہیں سکتا
جلن ہے گرچہ سینے میں نہاں میں کر نہیں سکتا
اداسی چھا گئی ہے بزمِ حسن و عشق میں لیکن
خموشی ترنم کیوں؟ عیاں میں کر نہیں سکتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از مولانا محمد ابوطاہر قاسمی ندوی

محدث و معین مہتمم جامعہ اسلامیہ پٹیہ، چٹوگرام

حامدا ومصلیًا ومسلمًا امابعد!

دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ انڈیا کی تعلیمی زندگی ۱۴۰۴/۷/۳ء میں مسلم دنیا کی آفاقی شخصیت بین الاقوامی صاحب قلم مفکر اسلام سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کی عمومی اور خصوصی مجلسوں میں بعد عصر اور بعد عشاء کاتب الحروف باضابطہ شریک رہکر فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کیلئے کوشش کرتا تھا بنگلہ دیشی چند طلبہ میں خاص طور پر برادر محترم جناب مولانا پروفیسر ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی قابل ذکر ہیں.

ان مجلسوں میں حضرت مولانا کے قیمتی ملفوظات میں سے ایک اہم بات مجھے یاد ہے جو کہ حضرت مولانا نے مصر کے الاخوان المسلمون کے بانی وقائد شیخ حسن البناء کے تذکرہ میں اپنی ایک تصنیف کے اندر ذکر فرمایا وہ یہ ہے کہ

عام طور پر باپ سے بیٹے کا تعارف ہوتا ہے مگر کبھی کبھی اس کا الٹا بھی ہو جاتا ہے یعنی بیٹے سے باپ کا تعارف ہوتا ہے چنانچہ شیخ حسن البناء کے متعلق ایسا ہی واقعہ پیش آیا.

تیسری اور ایک صورت بنگلہ دیش میں نظر آتی ہے وہ یہ کہ باپ کے ذریعہ بیٹے کا تعارف اور بیٹے کے ذریعہ باپ کا تعارف یہ تیسری صورت کلیات فضل اللہ کے مرتب اور صاحب کلیات کے حق میں صادق آتی ہے.

کلیات فضل اللہ کے مرتب مکرمی جناب مولانا پروفیسر ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی صاحب ممبر آف پارلیمنٹ بنگلہ دیش کے متعلق دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایام طالب علمی میں موصوف کی ذکاوت فطانت اور بے نظیر علمی صلاحیت اور قابلیت دیکھکر مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ مستقبل قریب میں وہ علمی اور دینی حلقہ میں روشن ستارہ اور اسلامی خدمات کیلئے بلندترین منارہ کی ایک عظیم شخصیت ہونے والے ہیں اور خیال آتا تھا کہ اللہ پاک موصوف سے دین کی بڑی خدمت لینگے اسمیں شک نہیں.

بعد کے ایام میں کالشّمس فی نصف النہار جیسے وہ سرزمیں بنگلہ دیش کے افق میں طلوع ہوکر وہ کردار ادا کیا جس کا اندازہ پہلے ہی ہو چکا تھا موصوف کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، تعلیمی، تدریسی اور تصنیفی خدمات، علامہ فضل اللہ فانڈیشن کے ذریعہ قابل ستائش رفاہی خدمات سے لیکر اسلام اور مسلمانوں کیلئے کافی خدمات نظر آتی ہیں.

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش پارلیمنٹ کے اندر وہ عصر حاضر میں اہل حق کا ترجمان اور باطل کے خلاف کلمۂ حق کی آواز بلند کرنے والی واحد شخصیت جس نے اپنی ایک تاریخی تقریر کے ذریعہ اہل سنت والجماعت اور اسلام کے حق میں تمام فرقہ ہائے باطلہ کے خلاف حق اور باطل کو واضح کردیا.

دوسری طرف صاحب کلیات فضل اللہ یعنی موصوف کے مرحوم والد محترم جناب مولانا ابوالبرکات محمد فضل اللہؒ جن کیطرف فضل اللہ فاونڈیشن کی نسبت ہے، کی شخصیت کے متعلق جناب مولانا ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی کا مقدمہ ان کے تعارف کیلئے کافی ہے.

صاحب مرتب برادر گرامی قدر جناب ندوی صاحب کا یہ مقدمہ من وعن مطالعہ کے بعد جونئ معلومات صاحب کلیات کے متعلق بندہ کو حاصل ہوئیں قبل ازیں انکی شخصیت کے متعلق اس کا اندازہ نہیں تھا، انہوں نے ان کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ برصغیر کی عظیم دینی شخصیتوں کا تذکرہ بھی اپنے والد کی نسبت سے کیا ہے نیز ان کی علمی نسبت کا ہمہ گیر دائرہ کا بھی تذکرہ کیا یہ سب مطالعہ کے بعد احقر کی حیرت اور تعجب کی حد ہو گئ. چونکہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تعلیمی زندگی میں موصوف اور ہم ایک گھرانے جیسے تھے اور موصوف کے والد کے متعلق بھی کاتب الحردف کو قدرے معلومات تھیں، بنابریں امسال کی تاریخی سیرت محفل کی ایک نشست کی صدارت کا موقع ہوا وہ بھی موصوف کے تقاضے پر موقع غنیمت سمجھکر موصوف کے والد مرحوم کی قبر کی زیارت کا بھی اتفاق ہوا اور خوب دعاء کی یہ سب اپنی جگہ پر صحیح اور حقیقت ہے مگر کتاب کے مقدمہ نے صاحب کلیات کے متعلق بندہ کی آنکھ کھول دی اور حضرت کے متعلق نئے نئے گوشے جاگزیں ہوئے.

اس مقدمہ میں دیگر قیمتی باتوں کے درمیان دو باتیں مجھے بہت پسند آئیں
(۱) صاحب کلیات وسیع النظر مفتوح القلب بعید التفکر عمیق الفکر اور وسعت صدر کے مالک ہونے کیساتھ معلوم ہوا کہ وہ تنگ نظری سے بہت دور تھے اور وہ دیوبندیت وندویت کے مکتبۂ فکر کے بھی حامل تھے.
(۲) ادبیت شعر شاعری کی قابلیت اور صاحب قلم ہونے کیساتھ وہ ایک اللہ والا انسان اور بزرگ تھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر اسلاف واکابر اور اہل اللہ کے صحبت یافتہ اور صاحب نسبت تھے.
اس سلسلہ میں ۱۹۴۵ میں چنوتی کے طلبۂ فارغین اور فاضلین کو نصیحت کرتے وقت ان کے رشحۂ قلم سے سلوک وطریقت کی عجیب ایک قیمتی اور تاریخی نصیحت نکل چکی تھی.

اشعار

روح کردار بنو قابل اقوال بنو فارغ از قال بنو صاحب احوال بنو
وآلہ علم وحکم جامع افضال بنو پیکر خلق حسن صاحب اعمال بنو
فرقہ بازی حسد ونفس پرستی نہ کرو دین فروشی دغابازی وسستی نہ کرو

گویا کہ وہ مولانا جلال الدین رومی کے ان اشعار کی عکاسی کی ہے

قال را بگذار مرد حال شو پیش مرد کامل پامال شو
آزمودم عقل دور اندیش را بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
جملہ اوراق وکتب در نار کن سینہ را از نور حق گلزار کن

خلاصۂ کلام

صاحب مرتب اور صاحب کلیات یعنی باپ بیٹے میں سے ہر یک اس قابل ہیں کہ ایک سے دوسرے کا تعارف ہوسکتا ہے اور دیوان متنبّی کے اس شعر کے مصداق ہیں.

مضت الدھور وما اتین بمثله　　ولقداتی فعجزن عن نظرائه

آخیر میں صاحب مرتب اور صاحب کلیات دونوں کیلئے دعاء کرتے ہیں کہ ایک کو اللہ تعالی نظر حسد سے حفاظت کریں اور دوسرے کو اولیاء صلحاء، شھداء اور صدیقین کیساتھ جنت الفردوس کے اعلی مقام میں جگہ ملیں، آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاعر اسلامی

علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ قدس سرہ فقید المثال نادر الزمان شخصیت تھے

از مفتی میزان الرحمان سعید،
ڈائریکٹر شیخ زکریا اسلامک ریسرچ سنٹر، ڈھاکہ

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةٌ

محبّ مکرم دوست گرامی قدر ممتاز عالم دین حضرت علامہ ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی حفظہ اللہ رکن قومی اسمبلی نے اپنے عظیم بزرگوار والد محترم عالم متبحر فقید المثال ادیب و شاعر علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ قدس سرہ کی ایک نادر الوجود علمی و ادبی، فکری و اصلاحی تصنیف موسوم ''کلیات فضل اللہ''، کا کچھ حصہ احقر کے پاس ارسال فرما کر حکم فرمایا کہ اسپر میں اپنی عقیدت کا اظہار کروں.

اس ممدوح محترم بزرگ عظیم شخصیت تو بہت پہلے ہی رحلت پا چکے، نہ ہمیں ان کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، نہ ان سے استفادہ کا موقع مگر اتنی بات تو معلوم ہے کہ حضرت والا حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے شاگرد رشید تھے اور متبحر عالم، ہر

فنوں پر انکی دسترس حاصل تھی،، حضرت جیسی نادر شخصیت کی کسی علمی دستاویز پر اپنی عقیدت مندی کا اظہار واقعی بندہ حقیر کیلئے قابل فخر ہے، اسی لئے بندہ ارسال کردہ انکی تصنیف مجموعہ اشعار کا ایک بڑا حصہ بڑے ذوق وشوق سے مطالعہ کیا اور بار بار کیا، یہ مجموعہ عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں لکھا گیا، ایک عجیب وغریب ادبی فکری علمی دستاویز ہے ہر ہر مصرعہ پر نظر کر کے میں نے فیصلہ کیا کہ اس غرائب علمیہ کا سمجھنا مجھ جیسے نا اہل کی بس کی بات نہیں ہے،

حقیقت یہ ہے مجھے فن شعر وشاعری سے اس وقت کوئی لگاؤ نہیں ہے جب جامعہ اسلامیہ پٹیہ میں زیر تعلیم تھا اس وقت حضرت الاستاذ علامہ محمد سلطان ذوق ندوی حفظہ اللہ اور حضرت علامہ ایوب صاحب کی زیر نگرانی کبھی کبھار شعر نویسی کے نام سے سفید کاغذ پر قلم بھی چلا لیتا تھا، لیکن عرصۂ دراز سے مجھے اس سے دلی لگن نہیں رہی، لیکن جب علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ قدس سرہ کا یہ ,,مجموعہ اشعار،، میری نظر سے گزرا میں حیران وششدر ہو کر رہ گیا اور دل دل میں سوچتا رہا کہ ہمارے عزیز ملک بنگال میں ایسی عظیم شخصیت بھی گزری ہے جسکی ادبیت اور شاعریت کا عروج ثریا سے بات کرتا تھا؟ ایسی شخصیت تو صدیوں میں نہیں جنم لیتی ہیں، بلاشبہ علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ کے وجود گرامی ہماری اس سرزمین کے لئے ایک بے بہا سرمایہ تھا، جو آجکل کے اہل علم کو شاید پتہ تک نہیں رہا ہوگا.

ہر زبان کا ادب درحقیقت ایک تابناک آئینہ ہے جس میں انسانیت کا عروج وزوال اور مدو جزر خوشی وغمی ہنسی وزاری حُبّ وبغض جنگ وصلح علم وجہالت کے تمام حالات منعکس ہوکر رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہرقوم کی تاریخ میں ادب وثقافت کی جو اہمیت ہے شاید کسی اور فن کی نہیں ہے انسان ادب وثقافت کو کبھی نظم وشعر سے اور کبھی نثر سے اپنی فطرت وجبلت اور افکار وذوق کے نتائج بہترین طریقے سے سمولیتا ہے.

نیز شعر وشاعری اور ادب وثقافت دونوں دوش بدوش چلتے رہتے ہیں بلکہ اس کو اگر ایک درخت کی دوشاخوں سے تعبیر کی جائے تو بالکل بجا ہے، یقیناً یہ ہنر ومہارت ذوق وشوق اللہ تعالی کی ایک انمول نعمت ہے جو فطری اور اضطراری ہے، اللہ تعالی اپنے چیدہ چنیدہ بندوں ہی کو اسکے لئے منتخب فرمالیتے ہیں،

مگر نیک بندے اس بے بہا دولت واستعداد کو قوم وملت کی خدمت کے لئے نذر کر دیتے ہیں جبکہ عیّار وفُسّاق لوگ اپنی شاعری کو تخریبی اور عیاشی کے لئے رائگاں چھوڑ دیتے ہیں،

میں نے جب حضرت العلامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ صاحب قدس سرہ کی ,, کلیاتِ فضل اللہ،، پڑھی پوری طرح سمجھنا تو ناممکن تھا تاہم جو کچھ ہم نے پڑھا واقعی ان کے یہ اشعار ایک ,,موسوعہ ابیات،، نظر آئے جس میں ایمان وعمل علم وحکمت سمیت

قوم وملت کی صحیح رہنمائی کا ایک زبردست بحر ذخّار ہے حضرت موصوف کے عربی اشعار پرنظر ڈالے تو آپ کو امراء القیس اور حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ کے اشعار سے مماثلت نظر آئیگی، فارسی کے اشعار مولانا روم اور عطار وشیخ سعدی کے اشعار کے ہمسر نظر آتے ہیں، اور اردو کے اشعار پر نظر ڈالی جائے تو ہر ہر سطر قاموس کے سہارا لئے بغیر سمجھنا بھی محال سا معلوم ہوگا، حضرت علامہ ممدوح کے یہ اشعار حمد باری تعالی اور منعوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر ہر قومی وملی فکری دعوتی اصلاحی ظرافتی مضامین پر مشتمل ہیں کہیں امیدوں کی جھلک، کہیں درد وغم کا ولولہ بلکہ اس کا ہر ہر مصرع اہل زبان اور اہل ذوق کے لئے ایک مستند ثبت اور دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، نیز حضرت ممدوح کے یہ سب اشعار بغور مطالعہ کئے جائے تو اسمیں تجزیاتی تحقیقی ادبی وتأثراتی اور ظرافتی سمیت ہر قسم کے مضامین کا ایک سمندر نظر آئیگا، درحقیقت ان عظیم علمی شخصیت کے یہ مجموعہ اشعار میں انہوں نے قوم وملت کے رجحانات کی تشکیل کی، ان میں توازن پیدا کیا، بے اعتدالیوں کو اعتدال بخشا، طنز ومزاح کی اڑ میں گر کی باتیں کہی گئیں، دعوت وتبلیغ کا فریضہ بھی زبردست طریقے سے انجام دیا، فکری راہنمائی اور درست سمتوں میں رائے عام کی بھی تشکیل دی، غلط پالیسیوں اور بگڑی اقدار پر تنقید کر کے بلند اقدار کو فروغ دیا، پالیسی ساز ذہنوں کا رخ درست کیا، اس عظیم شاعر نے انتہائی خلوص وللّٰہیت اور عشق حقیقی کے ساتھ ساتھ دل سے اشعار کہتے گئے،

اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ دل میں وہی بات اترتی ہے جو دل سے لکھی جاتی ہیں، دل کی بات اگرچہ ہلکی ہو اثر ضرور رکھتی ہے،.

ان کا قابل فخر صاحبزادہ یعنی حضرت علامہ ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی صاحب اس وقت ,,کلیات فضل اللہ،، کو طباعت سے مرصع کر کے منظر عام پر لانے جا رہے ہیں، بارگاہ الہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس فقید المثال عظیم شاعر کے مجموعہ ابیات کو قبول فرمائیں، اور تشنگان علم و فن کو ادبی اور علمی فکری افادیت سے مالا مال ہونے کی توفیق سے نوازیں اور ممدوح مکرم علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ قدس سرہ کے درجات کو بلند فرمائیں، نیز انکے لخت جگر ہونہار جید عالم دین مولانا ابو الرضا الندوی صاحب کو اپنے والد گرامی کی بقیہ خدمات کی تکمیل و فروغ دینے کی بھی توفیق عطا فرمائیں.

وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وعلی آلہ و صحبہ اجمعین

حروف آغاز

از حضرت حافظ مولانا زاہد حسین مدظلہ
سابق امام مسجد الامیر سعد بن خالد آل سعود
شہر الخرج، ریاض، سعودی عرب

الحمد لله حمد الشاكرين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين۔

امابعد: حضرۃ العلامۃ جناب مولانا فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ، برصغیر بنگلہ دیش و پاک و ہند کی نمایاں علمی شخصیات میں سے تھے۔ آپ ضلع چاٹگام کی تحصیل ساتکانیہ میں پیدا ہوئے، ہندستان کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ مظاہر علوم سہارنپور سے آپ نے درجۂ امتیاز کے ساتھ اعلیٰ تعلیم کی سند فراغت حاصل کی۔

خالق ارض وسماء نے آپ کے اندر غیر معمولی ذہانت وفطانت اور گونا گوں صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں ۔ چنانچہ مادری زبان بنگلہ ہونے کے باوجود آپ کو عربی، فارسی اور اردو زبان پر اس قدر مہارت اور عبور حاصل تھا کہ آپ کی شاعری اور نثری تحریر پہ خود اہل زباں کو رشک آئے۔ ''کلیات فضل اللہ'' اور شمائل ترمذی، علامہ بوصیریؒ کے قصیدۂ بردہ، ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے شکوہ وجواب شکوہ کے بنگلہ ترجمے سمیت دیگر شاہکار تصانیف آپ کے تبحر علمی کا بین ثبوت ہیں۔ شکل وصورت کے لحاظ سے آپ انتہائی خوبصورت اور سیرت کے حوالے سے بڑے پاکیزہ کردار کے مالک تھے۔

علم رب کائنات کیطرف سے بنی نوع انسان کیلئے نور ہدایت اور عظیم نعمت ہے تاکہ انسان اسکی روشنی میں باہمی امن وامان اور عزت واحترام کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ علم کی اس نعمت کو خدائے لم یزل نے زمین پر اس طرح تقسیم فرمایا کہ انسانوں کی رہنمائی کیلئے جگہ جگہ انبیاء اور مرسلین اور انکے بعد علمائے دین متین پیدا فرمائے۔ یہ نفوس قدسیہ عام

انسانوں کیلئے نہ صرف علم ومعرفت کے مینار ہوتے ہیں بلکہ ربِ ذوالجلال کی جانب سے عظیم احسانات کا مظہر بھی۔

میرا تجزیہ ہے کہ اگر اللہ رب العزت نے اہل دمشق پر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اور انکے شاگرد رشید علامہ ابن قیم الجوزیہؒ کے ذریعے اہل عراق پر امام اعظم ابوحنیفہؒ، ان کے شاگرد وامام ابو یوسفؒ وامام محمد بن الحسن الشیبانی اور مذہب حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبلؒ کی صورت میں اہل مصر پر امام محمد بن ادریس الشافعیؒ اور اہل مدینہ پر امام مالک بن انسؒ کے ذیعہ، اہل نانوتہ پر حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، اہل تھانہ بھون پر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور اہل سہارنپور پر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ جیسے مشاہیر علمائے ربانی کی شکل میں احسانِ عظیم فرمایا تو میں سمجھتا ہوں کہ خِطّہ بنگلہ دیش میں علامہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ جیسی ہمہ جہتی شخصیت کو پیدا کر کے نہ صرف اہل ساتکانیہ وچاٹگام بلکہ اہل سرزمین بنگلہ دیش پر بڑا احسان وفضل فرمایا۔ پھر آپ کے فرزندار جمند برادرعزیز جناب پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی سلمہ ربہ کی عبقری شخصیت کے ذریعہ اس فضل وکرم کے تسلسل کو جاری وساری رکھا۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء.

میری قلبی دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانائے مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور پیارے ابورضا کو مزید توفیق وعمر دراز عطا فرمائے آمین۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

আল্লামা ফজলুল্লাহ ফাউন্ডেশন এর চেয়ারম্যান **অধ্যাপক ড. আবুল আলা মুহাম্মাদ হোছামুদ্দিন**, (আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ.-এর কনিষ্ঠ সন্তান)এর

অভিমত

বার্ষিক পরীক্ষার ফলাফল প্রকাশিত হলো। আমার শ্রদ্ধেয় বাবা আল্লামা ফজলুল্লাহ'র (রহ.) ছাত্র চুনতি হাকিমিয়া কামিল মাদরাসায় আমার শ্রদ্ধাভাজন উস্তাদ মরহুম মাওলানা কামালুদ্দিন মূসা খতিবী রহ. সহাস্য বদনে বাবার কাছে এসে বললেন যে, হুজুর, হোছামুদ্দিনতো পরীক্ষায় ফার্স্ট হয়েছে। বাবা আল্লাহর শুকরিয়া আদায় করার পাশাপাশি বললেন যে, পরীক্ষায় ফার্স্ট হওয়া মুখ্য নয়, যথাযথ জ্ঞানার্জনই মূল কথা। আল্লাহ যদি আমাকে বাঁচিয়ে রাখেন তবে আবু রেজার মতো তাকেও আমি নাহু-সরফসহ সংশ্লিষ্ট বিষয়গুলোতে শক্ত ভিত্তি স্থাপন করাব ইনশাআল্লাহ। কিন্তু আমার দুর্ভাগ্য এর ২/৩ মাস পরই ৪ মার্চ ১৯৭৯ খৃস্টাব্দে বাবা ইন্তেকাল করেন। এর আগে ১৯৭৮ খৃস্টাব্দের শুরুতে বাবা আমাকে চুনতি মাদরাসায় জামাতে নাহুম (বর্তমান ৬ষ্ঠ শ্রেণীতে) ভর্তি করিয়ে দেন। বাবার ক্লাস পাবার সুযোগ না হলেও তাঁর সকল ছাত্রের একই বক্তব্য, তা হলো হুজুরের ক্লাসের পড়া বাড়িতে এসে শিখার দরকার পড়তোনা। হোক সে ক্লাসের একেবারে দূর্বল ছাত্র। বাবার ক্লাস পাবার সুযোগ না পেলেও একবছরে রুমে আমাকে যা পড়িয়েছেন তার স্টাইল, ভাষা সবই আলাদা। এখনো তা আমার স্মৃতিতে দেদীপ্যমান। চুনতি মাদ্‌রাসার জাঁদরেল শিক্ষকগণকে প্রায়শ দেখেছি বিভিন্ন জটিল কিতাবি সমস্যার সমাধানের জন্য বাবার কাছে আসতেন। এখনো মনে আছে শায়খুল হাদীস মাওলানা মুহাম্মাদ আমিন রহ. ও মুহাদ্দিসে সুওম শাহ মাওলানা আব্দুর রাশীদ রহ. দু'জনে সহীহ বুখারী হাতে নিয়ে এসে বাবাকে বলেন, হুজুর একঘণ্টা চেষ্টা করেও এই জটিল সমস্যার সমাধান পাচ্ছিনা। বাবা তৎক্ষণাৎ সমাধান দিলে উনারা আশ্চর্যান্বিত হয়ে যান। এরকম বহু বড় বড় ওয়ায়েজকে দেখেছি সীরাতুন্নাবীর সময় বাবার কাছে এসে বিভিন্ন জটিল বিষয়ের সমাধান নিয়ে ফিরতেন। বাবার ইন্তেকালের পরও মাদরাসার শীর্ষস্থানীয় উস্তাদবৃন্দ যথাক্রমে মাওলানা হাফেয মীর গোলাম মোস্তফা, অধ্যক্ষ শাহ মাওলানা

হাবীব আহমদ, মুহাদ্দিস মাওলানা মুহাম্মাদ আমিন, শাহ্ মাওলানা আব্দুর রাশীদ, মাওলানা কামালুদ্দিন মূসা খতিবী প্রমুখের মুখে যখনই কোন কিতাবাদি বা বড় উলামাদের আলোচনা হতো তখন প্রায় শুনতাম যে, সবার মধ্যে নাযেমে আলা' আল্লামা ফজলুল্লাহর স্বাতন্ত্র্য হচ্ছে তিনি হারফনী (সব বিষয়ে পারদর্শী) তার উপর তিনি যে কোন বিষয়ে সৃষ্ট সমস্যার তাৎক্ষণিক সমাধান দিতে পারঙ্গম ছিলেন। এছাড়াও তিনি আবার সহজাত কবি। চুনতির শাহ মাওলানা হাফেজ আহমদ, খতীবে আযম মাওলানা সিদ্দীক আহমদ, বায়তুশ শরফের মরহুম পীর শাহ্ মাওলানা আব্দুল জব্বার, রেক্টর মাওলানা মুযহের আহমদ, শাহ মাওলানা মুহাম্মদ ইউনুস রাহ.(হাজী সাহেব হুজুর পটিয়া), বড় মাওলানা আমীনুল্লাহ সাহেব, হাফেজুল হাদীস মাওলানা মাহমুদুল হক খতীবি, অধ্যক্ষ শাহ মাওলানা আতিকুল্লাহ খাঁন, মুফতি মাওলানা ইবরাহীম, বাইতুল মুকাররমের সাবেক খতিব মাওলানা ওবাইদুল হক, শাহ্ মাওলানা কুতুবুদ্দিন, শাহ মাওলানা ইলাহি বখ্শ (বাঁশখালি), শাহ মাওলানা শফিকুর রহমান (বাঁশখালি), মুফতি মাওলানা সুলতান আহমদ, মুহাদ্দিস মাওলানা আফলাতুন কাইসার, অধ্যক্ষ (সিলেট আলিয়া) ও মুহাদ্দিস (ঢাকা আলিয়া মাদরাসা) মাওলানা ফখরুদ্দিন, শাহসূফী সাইয়েদ মাওলানা মুহাম্মদ দায়েমউল্লাহ (সূফী দায়েমউল্লাহ) ঢাকা, প্রখ্যাত ওয়ায়েজ মাওলানা মুবারক আহমদ, প্রসিদ্ধ ওয়ায়েজ মাওলানা আব্দুল গনী, মওলানা রশিদ আহ্মদ নদভী, মুহাদ্দিস মাওলানা নেসারুল হক, মাওলানা হাবিবুল্লাহ মেসবাহ, হেকিম মাওলানা ইসমাঈল হেলালি (শায়ের), প্রখ্যাত মুহাদ্দিস মাওলানা সাইয়েদ মুহাম্মদ মাসূম (রাহ.) প্রমুখ আরো অনেক বড় বড় উলামায়ে কেরামকে দেখেছি সকলে বাবা আল্লামা ফজলুল্লাহকে খুবই সমীহ করতেন এবং তাঁর মতামতকে গুরুত্ব দিতেন। ১৯৭৭ সালে কুমিরাঘোনা আখ্তারুল উলুম মাদরাসার সভায় মুফতি মাওলানা সুলতানসহ অনেক উলামা উপস্থিত ছিলেন। সবাইকে তখন আমি চিনতাম না। বক্তৃতার এক পর্যায়ে শাহ্ মাওলানা আব্দুল জব্বারকে রহ.বলতে শুনেছি; এখনো কানে বাজে উক্তিটি **"দক্ষিণ চট্টগ্রামের সকল উলামাকে এক পাল্লায় এবং নাযেমে আলা' হুজুরকে এক পাল্লায় দিলে তাঁর ইলমের পাল্লাই ভারী হবে।** খতীবে আযম আল্লামা সিদ্দীক আহমদ (রাহ.) তাঁর বেয়াই, আমাদের শ্রদ্ধেয় চাচা বিশিষ্ট আলেমে দ্বীন অধ্যক্ষ ডাক্তার মাওলানা হাবীবুল্লাহর (রহ.) বাড়িতে বেড়াতে এলে আমি ও বড় ভাই মুক্তিযোদ্ধা

আবু জিয়া তিরমিযী শরীফের তরজমার পাণ্ডুলিপিটি (তখন সেটা কি আমরা বুঝতেছিনা বিধায়) তাঁকে দেখাই। তিনি বেশ কিছুক্ষণ মনোযোগ সহকারে পড়ে বললেন, এটি ছাপাতে পারলে বেশি ফায়দা হবে। সাথে সাথে মন্তব্য করলেন, "এই দইন চাটগাঁত তেঁইর নান হলম শক্ত আলেম আর কেয়ায় নেই" (দক্ষিণ চট্টগ্রামে তাঁর মত ভাল লেখক সমকালীন আলেমদের মধ্যে আর কেউ নেই)। সময়ের ব্যবধানে বাবার লেখাগুলো যখন পড়তে এবং বুঝতে শুরু করলাম তখনই উপরোক্ত উক্তিগুলোর কিছুটা মর্মোদ্ধার করতে সক্ষম হলাম যে, সমকালীন সময়ে আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ. শুধু চট্টগ্রাম নয়,পুরো বাংলাদেশের শীর্ষস্থানীয় উলামায়ে কেরামের মধ্যে অন্যতম। তবে সেভাবে প্রচারিত নয় বাবা আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ.। এর দু'টি কারণ: বাবার একজন কৃতিছাত্র বিশিষ্ট লেখক ও গবেষক সাবেক উপ-উপাচার্য প্রফেসর ড.আবু বকর রফিক বলেন, "আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ. ছিলেন নেপথ্যচারী তথা প্রচারবিমুখ, যেমন তিনি একটি কবিতা লিখে কোনো শিক্ষার্থীকে দিয়ে আবৃত্তি করিয়েই প্রশান্তি লাভ করতেন। সেটি আর প্রকাশের প্রতি মনোযোগী হতেন না"। বাবার আরেক কৃতিছাত্র ইসলামি আরবি বিশ্ববিদ্যালয়ের মাননীয় উপাচার্য প্রফেসর ড. আহসান উল্লাহ (আহসান সাইয়েদ) বলেন, "আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ. আলিম ও শিক্ষাবিদ হিসেবে সুনাম অর্জনের পাশাপাশি লেখালেখির ময়দানেও যথেষ্ট অবদান রেখেছেন। সমকালীন সময়ে ঢাকা-চট্টগ্রামের অন্যান্য অনেক উলামা লেখালেখির মাধ্যমে সুখ্যাতি অর্জন করলেও আল্লামা ফজলুল্লাহর প্রচারণা সেভাবে হয়নি। কারণ, তাঁরা ঢাকা ও চট্টগ্রাম শহরে বা শহরের উপকণ্ঠে অবস্থান করলেও আল্লামা ফজলুল্লাহ অবস্থান করতেন চট্টগ্রাম শহর থেকে ৪০ মাইল দূরে প্রত্যন্ত অঞ্চল চুনতি গ্রামে। তৎকালে যোগাযোগ-ব্যবস্থা ছিলো একেবারেই অনুন্নত। যে কারণে গবেষণার উপাদান সংগ্রহ করা, গ্রন্থরচনা ও প্রকাশ করা সহজসাধ্য ছিলোনা। তারপরও তাঁর সাহিত্যের তাড়না, জাতির চিন্তা ও বাঁধভাঙ্গা প্রতিভা সমস্ত প্রতিকূলতাকে উপেক্ষা করে তিনি মসি চালিয়েছেন। প্রকাশকের পৃষ্ঠপোষকতা পেলে তাঁর হাত দিয়ে রচিত হতো আরো অনেক মূল্যবান গ্রন্থ"।

বাবা আল্লামা ফজলুল্লাহর রহ. সাথে চুনতি মাদরাসা ছাত্রাবাসে এক বছর থেকে যে সকল ইসলামি ব্যক্তিত্বকে দেখেছি এবং তাঁর ইন্তেকালের পর উস্তাদবৃন্দ, বিভিন্ন মাহফিলের শীর্ষস্থানীয় উলামাগণের তাঁর সম্পর্কে

গুরুত্বপূর্ণ মন্তব্য, তাঁর জ্ঞানের গভীরতা, যুগোপযোগী ও আন্তর্জাতিকমানের চেতনা, উদারতা ও আধ্যাত্মিকতার বিষয়ে শুনে আসলেও বাবাকে পরিমাপের সে যোগ্যতা তখনো গড়ে উঠেনি আমার। কিন্তু বিভিন্নজনের কাছ থেকে জেনে বাবার রচিত বেশ কিছু বই, পান্ডুলিপি, ৫০/৫৫ বছর পূর্বে প্রকাশিত কিছু বইয়ের কপি এবং তাঁর রচিত কিছু শে'র (কবিতা) সংগ্রহ করে সযত্নে রেখে দিয়েছিলাম। এরপরও বাংলায় রচিত একটি বইয়ের পান্ডুলিপি, লাহোর থেকে প্রকাশিত كشف الجلالين ও ايساغوجي এবং শিকওয়া ও জাওয়াবে শিকওয়ার কপি সংগ্রহ করা যায়নি। তাঁর রচিত আমার দেখা ও শোনা অনেক কবিতা ডায়েরীতে নেই। বাবার ইন্তেকলের মাত্র মাস দুয়েক আগে মাদরাসার সভায় শোনা বাবারই আবৃত্তি দুটি পঙক্তি:

ایک طرف ہے شمع روشن ایک طرف ہے شمع رو

بیچ میں دو شمع کے جگنو بنو کیا ضوفشاں

তখন আমি স্টেইজে থেকে ৪টি ইভেন্টে পুরস্কার গ্রহণ করেছি। ইন্তেকালের পূর্বরাতে আমাদের গ্রামের বাড়ীতে বাবার ছাত্র মাওলানা ছরওয়ার কামালের আবৃত্তি

محمد محمد و نور محمد کہ جس سے خلائق برستی رہی تھی

এছাড়ও কক্সবাজারসহ বিভিন্ন জায়গা থেকে প্রতিনিধি এসে বাবা আল্লামা ফজলুল্লাহর রাহ. কাছ থেকে আমার দেখা ১৯৭৮ সালে অন্তত ৫/৬ টি উর্দূ ও বাংলায় রচিত কবিতা নিয়ে যেতে দেখেছি যা বাবার ডায়েরীতে নেই, আমাদের সংগ্রহেও না।

জানতে পেরেছি কয়েকশ শে'রের একটি ডায়েরী নাকি বাবার সময়ই উইপোকা নষ্ট করেছে। যাহোক, বাবা আল্লামা ফজলুল্লাহ কত উঁচু স্তরের আলিম, লেখক, মুফতি মুহাদ্দিস, কবি, সাহিত্যিক, এবং আধুনিকমনা ইসলামি চিন্তাবিদ এবং বিশ্ব মুসলিম দরদী ছিলেন তাঁর লেখনী পড়ার মাধ্যমে কৈশোরে বাবার ব্যাপারে বিশিষ্টজনদের কাছ থেকে শ্রুত উপরোক্ত কথাগুলোর যথার্থতা মোটামুটি উপলব্ধি করতে সক্ষম হই। তবে তাঁর লিখনীর ভাব ও ভাষা, চিন্তা ও চেতনা এত উচ্চাঙ্গের যে, বোদ্ধাজনরাই তা পুরোপুরি অনুধাবনে সক্ষম হবেন। বিশেষ করে তাঁর শে'রসমূহ।

তবে শে'রসমূহ সহজবোধ্য নয় বটে; অবোধ্য নয়। ভাষাজ্ঞান যাদের সীমিত তাঁদের জন্য তাঁর কবিতা হৃদয়ঙ্গম করা দুর্বোধ্য। তাঁর বর্তমান কবিতামালার ছাপানো বই প্রায় ৩২৬ পৃষ্ঠার হতে পারে মূল শে'র। তাঁর কাব্যভান্ডারে হরেক শ্রেণির কবিতার সমাহার রয়েছে। যেমন, হামদে বারী তাআ'লা, না'তে রাসূল সা., মুনাজাত, মুসলমানদের প্রতি আহ্বান, মযলুম কাশ্মিরী মুসলমানদের প্রতি সহমর্মিতা, মার্সিয়া বা শোকগাথা, দেশাত্মবোধক, ইসলামি জাগরণী কবিতা, শিকওয়া ও মুহাব্বত, নৈসর্গিক দৃশ্যের প্রতি অনুরাগ, উপলক্ষীয় কবিতা প্রভৃতি বিষয়ে ছন্দোবদ্ধ, চমৎকার ও আকর্ষণীয় কবিতা রচনা করেছেন তিনি। ছন্দ, ঝংকার, আঙ্গিক, উপমা, উৎপ্রেক্ষা, অলংকরণ প্রভৃতি দিক দিয়ে তাঁর কবিতাগুলো অতি উচ্চাঙ্গের আরবি, ফার্সি ও উর্দু সাহিত্যের সাথে তুলনীয়।একজন বাঙ্গালী হয়ে ভিনদেশী ভাষায় এত স্বাচ্ছন্দ্য ও সাবলীল গতিতে কবিতা রচনা করাটা চাট্টিখানি কথা নয়। তাঁর কবিতা পর্যালোচকদের দৃষ্টিতে বিষয়বস্তু ও সাহিত্যের প্রতিপাদ্য,জীবন দর্শন ও জগৎ এসকল ময়দানে আল-মুতানাব্বি,শেখ সা'দী,শেক্সপিয়র,ইকবাল ও নজরুল'র মতো আল্লামা ফজলুল্লাহও দক্ষতার স্বাক্ষর রেখেছেন। তাঁর উর্দু কবিতাসমগ্র ইকবাল, গালিব, আকবর ইলাহাবাদি ও জোশ মালিহাবাদির সমপর্যায়ের।

নিচে বিভিন্ন বিষয়ভিত্তিক রচিত তাঁর কবিতার কিছু পঙক্তি উল্লেখ করছি।

হাম্দ বারি তা'আলা حمد باری تعالی

اے ذات پاک بے چوں اے خالق برایا + بے ضد وند وہمتا کونین کو سجایا

صنعت تری نمایاں ہر برگ گل و بر میں + بحر اور بر بنایا فرش زمیں بچھایا

না'তে রাসূল (সা.) نعت رسول ﷺ

سکون قلب مضطر راحت دلداد گاں تم ہو + حبیب خالق عالم ہو پھر جان جہاں تم ہو

نہ ہوتے تم نہ ہوتی خلقت ارض وسما ہر گز + مراد ہر دو عالم باعث کون ومکاں تم ہو

অন্য একটি না'ত

لبوں پہ تبسم ہیں چہرے میں جلوے نگاہوں سے شفقت برستی رہی تھی
اک اک لفظ شیریں جو ان کی زباں سے ہو سننے کو خلقت ترستی رہی تھی

ور فتار و گفتار و عادات واطوار و گفت و شنید وریاضت، رفاقت
ہر اک چیز دشمن کا دل موہ لیتی محبت سبھی دل میں بستی رہی تھی

غزل গজল

وہ حسن جفاخو، یہ عشق وفاجو + وہ کبر خفاخو، یہ عجز رضاجو
نہ کر فضل نکتہ بیانی یہاں پر + میں مدت سے غمگین ہوتا رہا ہوں

مرثیہ মর্সিয়া বা শোকগাথা

اے گلستان ارم ارض حسین چاٹگام + اے جبال چاٹگام وسر زمین چاٹگام
اے بحار چاٹگام وماء وطین چاٹگام + اے مکان چاٹگام وائے مکین چاٹگام
تیرا وہ فرزند اختر اختر تاباں کہاں؟ + وہ چراغ خاندان میر نور افشاں کہاں

وطن کے سپاہی দেশাত্মবোধক

بڑھے چل خراماں وطن کے سپاہی + وطن کے نگہبان وطن کے سپاہی
بڑھے چل بڑھے چل چلن تیرے دلکش + تو عزت کا ساماں وطن کے سپاہی

خطاب بطلبائے مدرسہ শিক্ষামূলক কবিতার দুটি পংক্তি

نوجواں مرد مسلمان مسلم باکار بن + سعی پیہم، فطرت جولان چو پر کار بن
ہمچو پروانہ لپٹ جانور قرآن سے لپٹ + شوق سے چن چن لے نور اور مطلع انوار بن

خطاب بہ مسلماناں ইসলামি জাগরনীমূলক কবিতার দু'টি পংক্তি

اے مسلمان تو بیدار مسلماں ہو جا + اور دل و جان سے تو حامئ قرآں ہو جا
ہے مسلماناں تو ہے عالم ہستی تیرا + اوج افلاک کی خاطر تو پر افشاں ہو جا

آہ و نالہ برائے برادران اہل کشمیر
কাশ্মিরী মুসলমানদের প্রতি সহমর্মিতামূলক কবিতার কয়েকটি পঙক্তি

آہ ان کشمیر والوں پر ستم اندازیاں + آہ ان پر ہیں درندوں کی زبس خونخواریاں
آہ جو کشمیر دولہن حسن کا گہوارہ ہے + کر رہے ہیں وہ ستمگر اس پہ دست اندازیاں
وہ مجسم حسن ہے کشمیر ہے جنت ہے وہ + قدرت خلاق کی ہیں اس میں سب گلکاریاں

خطاب بہ گل شگفتہ একটি প্রস্ফুটিত ফুলকে সম্বোধন

اے گل تیرا یہ حسن دلکش کہاں سے آیا + یہ بو کدھر سے آئی یہ رنگ کیسے لایا
بیجان تو ہے خود پھر یہ دلبری ہے کیسی + جانون کو موہ لینا یہ گن ہے کس سے پایا
یہ لطف و یہ نزاکت من موہنی یہ صورت + کس نے تجھے ہے بخشی کس نے تجھے سجایا
ہنستا ہے تو چمن میں گلشن کو بھی ہنساتا + بیجان شئ ہو کیسے بلبل کو پھر رلایا

ইসলামি জাগরণী কবিতা

বিশ্ব মুসলমান! বিশ্ব মুসলমান!! বিশ্ব মুসলমান!!!
প্রেম পথের অভিযানে মহানবির গুলিস্তানে
শরীআ'তের সংবিধানে, তরিকতে হও আগুয়ান
বিশ্ব মুসলমান! বিশ্ব মুসলমান!!
বিশ্বের বাজারে তোরা জাতি ছিলে সর্বসেরা
তোদের প্রশংসাতে সারা দুনিয়া ছিল আত্মহারা
আজ কেন এই হাবুডুবু মুহ্যমান
বিশ্ব মুসলমান ! বিশ্ব মুসলমান !!

কবিমনের অবস্থা : দুটি পঙক্তি حال دل

وہ دعاؤں کا جو تھا سلسلہ قائم نہ رہا + دل کے جذبات میں پہلا سا تلاطم نہ رہا
بلبل نغمہ سرا کا جو گلا گھونٹ دیا + رنگ گل پر جو تھا اسکا وہ ترنم نہ رہا

কতেক উপদেশ پندے چند

ایک بلبل تھا چمن میں ہزاروں داستاں + پر نہیں اسکے ہوئے تم جان ودل سے قدرداں
اے گل خاموش تیرا کون ہو اب نغمہ خواں + کون ہوگا نکتہ گو ونکتہ سنج ونکتہ داں
اپنے گُن پر حسن پر بیخود رہا نازاں رہا + یاد رکھ ہے حسن ظاہر چندہ روزہ میہماں

আরবি ভাষায় রচিত দীর্ঘ স্বাগতিক কবিতার কয়েকটি পঙক্তি كلمة الترحيب

تبا لحساد العرب تبا لهم + قوم اليهود وكل ذراري الشيطان
قد قدمتم وأنتم أجلة في الشأن+ بقدومكم شرفتمونا كل السكان
لنحبكم بحب رسولنا المصطفي + ولحبكم والله جزء الإيمان
لنؤ قر سكان ديار حبيبنا + ويعزهم كل من اهل الاتقان

কবিতা ছাড়াও তাঁর হস্তলিখিত কয়েকটি চিঠি রয়েছে সংক্ষিপ্ত হলেও যার ভাষা অত্যন্ত উঁচুমানের এবং এতে এমন উপদেশাবলী রয়েছে যাতে একজন মানুষ ভাল মুসলমান হিসেবে জীবন-যাপনের প্রয়োজনীয় মূল উপাদানগুলো বিদ্যমান। চুনতি হাকিমিয়া কামিল মাদরাসার তোলাবায়ে সাবেকীন তথা প্রাক্তন ছাত্র পরিষদের ১৯৬২ খৃস্টাব্দের একটি সম্মেলনের সভাপতি হিসেবে তিনি উর্দু ভাষায় ১৫ পৃষ্ঠা সংবলিত একটি লিখিত ভাষণ প্রদান করেছিলেন। এ ভাষণ উর্দু সাহিত্যে তাঁর কল্পনাতীত পাণ্ডিত্যের নিদর্শন। অপরদিকে এতে রয়েছে তাঁর ঈমানি চেতনা, আন্তর্জাতিক চিন্তাধারা, সংস্কারমূলক ধ্যান-ধারণা এবং ইতিহাস বিশ্লেষণে তাঁর দক্ষতার বিশেষ প্রকাশ। উক্ত ভাষণকে একটি স্বতন্ত্র পুস্তক বলা চলে।

হযরত উমর'র রা. খলিফা হিসেবে জাতির উদ্দেশ্যে প্রদত্ত প্রথম ভাষণের সূত্র টেনে আল্লামা ফজলুল্লাহ রাহ. বলেন,

قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله

এই আয়াত অনুযায়ী সাহাবায়ে কিরাম রাসূলে মাকবুল সা.এর , তাবেয়ীগণ সাহাবায়ে কিরামের, এবং তাবে তাবেয়ীগণ তাবেয়ীগণের একনিষ্ঠ অনুসরণ করেন। অর্থাৎ তাঁরা কুরআনের বাস্তব প্রতিচিত্র ও রাসূলের আদর্শের জীবন্ত নমুনা হয়ে ইসলামের আনুগত্যের পরাকাষ্ঠা প্রদর্শন করেছিলেন। এ বিষয়ে আল্লামা ফজলুল্লাহর বক্তৃতার একটি খণ্ডিত অংশ নিম্নে উল্লেখ করছি,

یہ حضرات تعلیمات قرآن کے پیکر عمل ہو کر اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجسم تصویر بن کر اس دار العمل دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر چاروں طرف بکھر پڑے، انکی ہر ادا محبوب و مرغوب تھی، اور شیوہ دلاویز تھا ایمان و اتقان، اخوت واتحاد، مساوات و مواسات، ایثار واعتبار، امانت و دیانت، صداقت و محبت، زہد و تقوی، خشیت وعبادت، عزم واستقلال، سخاوت وشجاعت، عدل و انصاف، رحم و کرم، نصیحت و خیر خواہی، حسن معاملات و پختگی، اداب معاشرت، ودیگر تمام خوبیاں اسلام کی اون کے اسلوب زندگی کے اندر نمایاں تھیں، اون کے تمام جد واجتہاد، رزم وجہاد اپنی کسی غرض نفسانی کی خاطر نہ تھے بلکہ ان کا شیوہ (قل ان صلاتی ونسکی

ومحیای ومماتی للہ رب العالمین) تھا. اون کے دلوں میں علوم آلہیات کے ساتھ سوز محبت تھی یعنی جزبات ایمانی موجزن تھے. اسلئے اون کے اعضاو جوارح سے کوئی ایساکام صادر ہونا مشکل تھا جو رضای الٰہی کاخلاف ہو کیونکہ قلب مدبر جسم ہے.

علم مسلم کامل از سوز دل است + معنی اسلام ترک آفل ست

چوں زبند آفل ابراہیم است + در میان شعلہ ہا نیکو نشست (اقبال)

হৃদয় জ্বলন পূর্ণ করে মুসলমানের জ্ঞান + পতিত হওয়ার ভয় পরিহার করাই ইসলাম

ইবরাহীম গেলেন যখন ভয় ছাড়া পড়ে + স্ফুলিঙ্গের মাঝেই থাকেন আরামে বসে।

(ইকবাল)

"তিনি বলেন, তাঁর প্রতিটি চলন-বলন, আচার-আচরণ, অভ্যাস-অভিরুচি ছিলো আকর্ষণীয় ও মনোমুগ্ধকর। ঈমান-অবিচলতা, ভ্রাতৃত্ব-সংহতিবোধ, সাম্য ও পরার্থপরতা, শিক্ষা ও সততা, ধার্মিকতা ও সত্যবাদিতা, মানুষের প্রতি ভালোবাসা, তাকওয়া-পরহেযগারি, ইবাদত, খোদাভীতি, দৃঢ়তা ও স্বাতন্ত্র্য, ঔদার্য, সাহসিকতা ও বীরত্ব, ন্যায়পরায়ণতা ও সুবিচার, দয়া ও মহানুভবতা, সদুপদেশ ও জনহিতৈষণা, স্বচ্ছতা-জবাবদিহিতা ও কল্যাণকামিতা, অনুসন্ধিৎসা, সৌজন্যবোধ এবং অন্যান্য ইসলামি গুণাবলীতে তিনি ছিলেন দ্বীপ্তিমান। তাঁর দৃঢ়তা, ক্ষিপ্রতা, লড়াই-সংগ্রাম কোনোটাই ব্যক্তিগত উদ্দেশ্যপ্রণোদিত ছিলোনা। বরং তাঁর জীবন চরিত ছিলো কুরআনের বাণী "বলুন, আমার নামাজ, আমার কুরবানি, আমার জীবন ও আমার মরণ বিশ্ব-প্রতিপালক আল্লাহর জন্যেই নিবেদিত" এ আয়াতের প্রতিবিম্ব। এসব মনীষীর আল্লাহর জ্ঞানজ্যোতির পাশাপাশি ভালোবাসার উত্তাপ অর্থাৎ ঈমানের স্পৃহা থাকে তরঙ্গমুখর। ফলে তাঁদের বাহ্য অঙ্গ-প্রত্যঙ্গ দ্বারা এমন কোন কাজ সংঘটিত হওয়া বড়ই কঠিন যা আল্লাহর সন্তুষ্টির বিপরীত হয়। কারণ, অন্তর তো শরীরের নেপথ্য সঞ্চালক।"

সবশেষে, আমরা অত্যন্ত আনন্দের সাথে জানাচ্ছি যে, 'আল্লামা ফজলুল্লাহ ফাউন্ডেশনে'র প্রতিষ্ঠাতা চেয়ারম্যান আমার শ্রদ্ধাস্পদ অগ্রজ প্রফেসর ড. আবু রেজা মুহাম্মদ নেজামুদ্দীন নদভী এমপির নির্দেশনা ও তত্ত্বাবধানে

"كليات فضل الله" অতি শীঘ্রই আল্লামা ফজলুল্লাহ ফাউন্ডেশনের ব্যবস্থাপনায় প্রকাশিত হতে যাচ্ছে। পাশাপাশি যুক্তির কষ্টিপাথরে ইসলাম, কাদিয়ানিবাদ (বাংলায়), كتاب الصلوة ও كتاب الطهارة এর سنن الترمذي- অংশের অনুবাদ ও ব্যাখ্যা (উর্দু) الدرر البهىّ فى شرح الجامع للامام الترمذى, الدروس الصرفية (বাংলায়) الدروس النحوية (বাংলায়) এগুলোর মত আল্লামা ফজলুল্লাহ রহ.-রচিত ও অনূদিত গুরুত্বপূর্ণ অপ্রকাশিত গ্রন্থাবলি এবং প্রফেসর ড. আবু রেজা মুহাম্মদ নেজামুদ্দীন নদভী এমপি-রচিত القواعد الفقهية (আরবিতে) কুয়েত ধর্ম মন্ত্রনালয় কর্তৃক প্রকাশিত গ্রন্থখানি বর্ধিত কলেবরে 'আল্লামা ফজলুল্লাহ ফাউন্ডেশনে'র মাধ্যমে দ্রুত প্রকাশের লক্ষ্যে কাজ চলছে। উপরোক্ত গ্রন্থাবলি বিজ্ঞ পাঠকমহলের জ্ঞানতৃষ্ণা নিবারণে গুরুত্বপূর্ণ ভূমিকা রাখবে বলে আমরা আশাবাদী।

মহান আল্লাহ উক্ত প্রকাশনার সাথে সংশ্লিষ্ট সকলকে উত্তম প্রতিদান দান করুন এবং শ্রদ্ধেয় বাবা আল্লামা ফজলুল্লাহর (রহ.) লিখনিসমূহের বিনিময়ে তাঁকে জান্নাতুল ফেরদাউসের সর্বোচ্চ সম্মানিত স্থান দান করুন। আমীন।

بالخصوص علم عروض پر بھر پور صلاحیت مکمل دسترس حاصل تھی، چشم دید سے ہزار ہا اشعار قلم سے بے ساختہ نکل آتے چونکہ آپ مادرزاد اور فطری شاعر تھے، اگر کسی کو ,,کلیات فضل اللہ،،ؒ مطالعہ کرنے کی نوبت ہو تو شعر کی خوبیاں پر واقفیت کے ساتھ ساتھ دل کے اندر ذوق وشوق اور جذبہ پیدا ہوگا کیونکہ شعر میں جادو پوشیدہ ہے جسکے باعث حضرت نظام الدین اولیاء کی لاش برائے دفن جب لوگ لے جارہے تھے تو انکے ایک خادم مجذوب یہ شعر پڑھتے جارہے تھے،

؎ اے تماشا گاہ عالم روئے تو　　　　تو کجا بہر تماشا میروی،

اللہ کے حضور میں دعا کرتا ہوں کہ ناظم اعلی مرحوم کو جنت الفردوس کے اعلی مقام عطا کریں اور مرتب کلیات فضل اللہؒ ڈاکٹر ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی صاحب کو دین ودنیا کی فلاح اور ہر طرح کی عزت وآبرو سے نوازیں اور حیات طویلہ باصحت جمیلہ عطا کریں، امین

احقر

محمد عبدالحی ندوی

خادم بیت الشرف، ۸/۶/۲۰۲۰م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از مولانا محمد عبدالحی ندوی پیر صاحب بیت الشرف

حامداً ومصلیاً ومسلماً، جناب حضرت العلامہ مرحوم ابوالبرکات محمد فضل اللہ صاحب کے علوم مختلفہ اور فہم ودانش کی عبوریت پر سب علماء متفق ہیں، دنیا میں نامور جتنی علمی شخصیات پیدا ہوئیں ان میں ایک ہی ساتھ عربی، فارسی، اردو انگریزی، بنگلہ، پر دسترس حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ تمام علوم وفنون پر حاوی شخص ملنا مشکل ہے مگر آپ کی شخصیت ان سب علوم وفنون اور زبانوں پر حاوی اور جامع تھی، گویا آپ علوم وفنون کے سرچشمہ فوارہ تھے، شعر و شاعری میں امتیازی شان حاصل تھی جن کے متنوع اشعار سے خود بخود یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ آپ رومی، سعدی، حالی، اور اقبال کے ہمسر تھے، انکی عظیم شخصیت کے متعلق مجھ جیسے متواضع شخص کا کچھ لکھنا غیر معقول ہے،

چہ نسبت خاک رابعالم پاک　　　کجا عیسی کجا دجال ناپاک،

میرے برادر محترم پروفیسر ڈاکٹر ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی صاحب **الولد سرّ لابیہ** کا عین مطابق ہیں، دور حاضر میں علمائے متین کے فقدان اور قحط الرجال کے دور میں ,,کلیات فضل اللہؒ،، شائع کرنے کے لئے جناب موصوف نے جو قدم اٹھایا وہ قابل داد وتحسین ہے اور دینی مدارس، علماء اور طلبہ اس سے بھرپور مستفید ہوسکیں گے.

نوائے اہل دل

علامہ فضل اللہ صاحبؒ کے مجموعۂ کلام منظوم ''کلیات فضل اللہ'' پر قلبی تأثرات

بقلم: عبد ضعیف محمد شفیق الاسلام شائق غفرلہ
محدث: جامعہ مدنیہ شولک بحر، چٹوگرام، بنگلہ دیش۔

مؤرخہ: ۱۱رصفر المظفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۳ردسمبر ۲۰۱۴ء

سخندانو ! چلو بزم سخن کا راز دار آیا
کہ باغ حکمت ودانش میں فخر لالہ زار آیا

سراپا شوق تھے اہل چمن جس گل کی نکہت کا
وہ اوج گلستاں پر بنکے مہرتا بدار آیا

نوائے اہل دل ہے کلیات فضل کا نغمہ
جو بزم شاعراں میں بے بدل اک شاہکار آیا

وہ مصر نظم کا یوسفؔ سر بازار آیا ہے
کہ آغوش زلیخاؔ میں وہ روئے گلعذار آیا

چلو سرمایۂ اپنا لیکے عشاقو! سوئے بازار
کہ شعرائے زمانہ کا مسلم تاجدار آیا

وہ اسم با مسمی پیکر دیں شیخ فضل اللہ
فنون عالیہ میں بے مثال اک شہسوار آیا

وہی علمِ اصول وفن تفسیر اور روایت میں
کمال ان کا عجب تقریر چوں موج بحار آیا

پلاتا تھا سدا حافظ کا خسرو کا مئے رنگیں
نشان مثنوی رومی یکا یک آشکار آیا

بہت تکلیف سے غواص کو ملتا ہے جو موتی
ہے نازاں خوبیٔ قسمت وہ لعل حسن بار آیا

وہ ہے اک قلزم بحر معانی جسکے باطن میں
ہزاروں حکمتوں کا لعل ودرّ تابدار آیا

فصاحت شوق دل سے چومتی ہے اسکی پیشانی
بلاغت کا سماں جسکے طوافوں پر نثار آیا

ملا ہے ایک نسخہ کیمیا کا میرے ہاتھوں کو
وہ گویا موتیوں کا ایک مکمل آبشار آیا

کلامِ نعتیہ انکا دلوں میں وجدلاتا ہے
انہیں کی گرمی بات انساں گری میں کامگار آیا

بنے ہے فاضلوں اور شاعروں کی جان ودل مسرور
کہ انکے ہاتھ وہ گلدستہ بعد انتظار آیا

نشاط انگیز تسکین دل و جاں کیلئے پیغام
زلیخا کے جنوں کا داستاں کی یادگار آیا

اگر ہو تم غم ایام سے مغموم اور محزون
پڑھو تم اسکو بے شک وہ قرار بے قرار آیا

سنو تمکو بتاتا ہوں حقیقت انکے نغمے کی
کہ اس سے رقص میں پیراں چوں عشاقان زار آیا

یہ شاہد جو سرور وجذبۂ بے پایاں لاتا ہے
ملاقی اسکا چوں فرہاد وشیریں آشکار آیا

نہ لوں ہرگز مقابل میں اسی کی سلطنت یاروا
کہ وہ وجہ سرور وراحت دل خوش یار آیا

جو حسن بندش وافکار میں اقبالؔ دوراں ہے
ہر یک جملہ پہ انکا شائقؔ ایسا جاں نثار آیا

حیات ابن مریم بو رضاؔ کو ہو عطا یارب
ہو چشم بد سے ماموں مدعا یہ باربار آیا

یہی فرزند یکتا سے ہے حیراں اہل دنیا آج
ہے محظوظ ان سے قوم ودیں ودنیا بے شمار آیا

عزیز جاں حسام الدین پدر کا پسر شایان شاں
وہ بھی اپنے زماں میں بے مثال وپر بہار آیا

نیا جام وسبو مینا نیا ساقی وپیانہ
کہ تعلیم نیا کے اہل ان سے شرمسار آیا

وہ ہے اک عالمی شخصیت وہم فائق اقراں
فنون دینیہ اور عالیہ میں تاجدار آیا

بہت سی مسجدیں اور مدرسے اس سے ہوئے قائم
وطن کے خطہ خطہ میں انہیں کے یادگار آیا

ہو اس سے خدمت ملک اور ملت روز افزوں تر
اکابر کے عقائد اس سے نشرو انتشار آیا

فواها لابن وقت قد تفوق مثل والده
فزده فی حیاة ثم زده فی مآثره

کلمات تأثر

ازمولانا مقصود الرحمان فردوس (مقیم وتاجر سعودی عرب)

ازلوہا گاڑا، چٹوگرام

عالم انسانیت اس وقت کرونا کی وجہ سے معرکۂ موت وحیات میں پھنسا ہوا ہے، اور امت مسلمہ اپنے گناہوں پر آہ وزاری اور توبہ الی اللہ کرتے ہوئے آنکھوں سے آنسوں بہارہی ہے، پوری دنیا میں ہر انسان خانہ بندی کا شکار ہے، خوف اور گبراہٹ چھائی ہوئی ہے ایسا سوچھتا ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے اَلَمْ یَرَوْا کَمْ أَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ إِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کا اعلان عام ہو رہا ہے، دل دربار الٰہی میں فریاد کرتا ہے.

سب تمنا دل سے رخصت ہوگئی اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

گھر بیٹھے بیٹھے لمحات زندگی تلخ محسوس ہو رہے تھے عین اسی وقت محبّ محترم جگری دوست صدیق مکرم میرا علمی رفیق سفر دکتور ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی حفظہ اللہ نے اس ناکارہ کو یاد کیا اور ایک نہایت قیمتی پیغام خوشکن یہ بھیجا کہ آپ کلیات فضل اللہ پر

کچھ خامہ فرسائی کریں، حال تو ایسا ہے کہ من آنم کہ من دانم اور یوں کہنا حق بجانب ہوگا.

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ☆ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ہاں علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہ رحمہ اللہ سرزمین بنگال بلکہ برصغیر کی عظیم شخصیت تھے اور بہت ہی پرکشش شخصیت کے مالک تھے اور چلتا پھرتا کتب خانہ اور فطری اور باکمال ادیب وشاعر اور مورخ تھے اور جب وہ چنوتی حکیمیہ عالیہ مدرسہ کے محدث اور ناظم اعلی تھے چنوتی کے وسیع میدان میں انیس روزہ دلکش محفل سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاسیس ان کی فکرو دانش سے وجود پذیر تھے جو ابتک چلتا آرہا ہے.

ڈکٹر ابوالرضا ندوی سے میرے ساتھ روشناس اس وقت ہوا جب میں جامعہ اسلامیۃ پٹیہ میں درجات عالیہ کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے داخلہ لیا تھا، اور یہ سن ۱۹۷۸ء تھا، یہاں تک کہ ہم ۱۹۸۳ء کے اواخر میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو الہند میں اعلی تعلیم حاصل کرنے کی نیت سے تعلیمی سفر بھی کیا تھا اور ہمارے ساتھ ڈکٹر مظفر حسین ندوی بھی تھے، الحمدللہ اسی وقت سے آج تک ہمارا دوستانہ تعلق قائم ودائم ہیں اور کوئی دراڑ نہیں آیا بلکہ ہمارے دوستانہ تعلق بڑھتا ہی گیا.

اب ہمارے دوست ڈاکٹر ابوالرضاء ندوی نے "کلیات فضل اللہ" پر جو مقدمہ نگاری کی ہے اور اپنا عظیم والد عالی مقام کا تعارف کرایا ہے اور ان کی جامعیت کا خاکہ

ہمارے سامنے پیش کیا ہے پڑھ کر راقم کو حیرت انتہا نہ رہی، ایسی جلیل القدر ہستی سے علمی استفادہ کرنے کی صورت کا پیدا نہ ہونا ہمیں اپنی غفلت و سستی کا خمیازہ محسوس ہورہا ہے، علامہ ابوالبرکات محمد فضل اللہؒ نے اپنا خلف رشید بیٹے کے حق میں یقیناً ایسی دعا کی ہوگی کہ اللہ تعالی ان کو ایسی ذریت طیبہ عطا کریں جو قوم وملت کی قیادت سنبھال سکیں.

چنانچہ ان کے ہونہار اور لائق وفائق صاحب زادہ محترم دوست ڈاکٹر ابوالرضا محمد نظام الدین ندوی کی شخصیت آج محتاج تعارف نہیں ہیں جب وہ جامعہ اسلامیہ پٹیہ کا طالب علم تھا وہ سن ۱۹۷۸ م سے ۱۹۸۳ م کے اوائل کا زمانہ تھا اس زمانہ میں شروع سے اخیر تک تمام سالانہ ومرکزی امتحانوں میں فرسٹ کلاس فرسٹ ہوتا تھا اور اس وقت کا سب سے ذھین وفطین تر طالب علم شمار کیا جاتا تھا یہاں تک کے جب وہ سن ۱۹۸۳ م کے اواخر میں دنیا کا مشہور ترین علم وہنر کا مرکز ندوۃ العلماء لکھنو انڈیا میں اعلی تعلیم حاصل کرنے کی نیت سے داخلہ لیا تو وہاں بھی ہمارے بنگلہ دیش کا نام خوب روشن کیا، انکے والدین مکرمین کی دعوات صالحہ نے ایسا رنگ لایا کہ ان کو اسمبلی کی کرسی تک پہنچا دیا ہے اور مجمع البحرین کی طرح ایسی صفت وصلاحیت عطا فرمائی ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء دونوں مزاج کے علماء کرام کی طرف سے قانون ساز پارلیمنٹ بنگلہ دیش کے رکن رکین بن کر قیادت کا حق ادا کر رہے ہیں یہ صرف انکی علمی شجاعت

وصلاحیت محنت وکاوش اپنی ذکاوت وظرافت اور دور بینی کا واضح ثبوت ہے کوئی ہرزہ گوئی یا مداحی نہیں ہے بلکہ روشن حقیقت ہے، وہ ہمارے لئے قابل فخر سرمایہ ہے، وہ جس طرح علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی سید المورخین علامہ سید ابوالحسن علی ندوی کے حالات زندگی مطالعہ کرتے ہیں علامہ قاسم نانوتوی اور شیخ الھند محمود حسن دیوبندی کی زندگی کو بھی غور سے دیکھتے ہیں، شیخ الاسلام حسین احمد مدنی علامہ شبیر احمد عثانی اور حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو بھی خوب گہری نظر سے جانتے ہیں.

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

الحمد للہ ہمارے دوست ندوی صاحب ممبر آف پارلیمنٹ ہونے کے بعد ساتکانیہ اور لوہا گارا میں بے شمار کارنامے انجام دے رہے ہیں، خاص کر کے دینی اور قومی مدارس کی طرف سے کوئی درخواست آتی ہے دامے درمے قدمے سخنے مدد اور تعاون کرتے جارہے ہیں، ہر یونین کی سڑکوں کی تعمیری کارروائی رواں دواں ہے، ان کی رکنیت اسمبلی کا دور ساڑھے چھ سال گزرنے پر ہے، اور اس سے قبل علامہ فضل اللہ فاؤنڈیشن کے احسانات پورے بنگلہ دیش میں چھائے ہوئے ہیں، ہزاروں پانی کے ٹیوبل کا انتظام مختلف مقامات پر کر دیا گیا ہے اور سینکڑوں مساجد کی تعمیرات پورے ملک میں

ان کی یادگار بنی ہوئی ہے، دومنزلہ سے لیکر چہ منزلہ شاندار عمارتیں مدارس اور اسکولوں میں ان کی خاص توجہ سے بن چکی ہیں، ایتام ومساکین اور فقراء وغرباء کی رہائش کیلئے گھروں کی تعمیر فاؤنڈیشن کا دستور اساسی ہے، رفاہ عام کیلئے سالانہ کروڑوں ٹاکے تقسیم کئے جاتے ہیں، یہ سب انکی صداقت وہمدردی اور دینی حمیت کی روشن مثالیں ہیں.

مزید مسرت کی بات یہ ہے کہ سیاسی سرگرمیوں اور مصروفیات کے باوجود وہ اپنے والد بزرگوار کے آثار علمی دینی خدمات وتصنیفات کو آنے والی نسل کیلئے کارآمد اور زندہ جاوید کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں،

" کلیات فضل اللہ " اپنے والد عالی مقام کا ایک ادبی شاہکار ہے جو علم وہنر دعوت وفکر تاریخ وسیرت عالم اسلام کے عروج وزوال کی تاریخ اور اسکے اسباب اور موجودہ نصاب ونظام تعلیم میں تغییر وتعدیل کی ضرورت اور ادبیات کی ایک دستاویز ہے، جو چھاپنے کیلئے تیار ہے، اللہ سبحانہ سے درخواست ہے کہ ہمارے مخلص دوست ابوالرضاء محمد نظام الدین ندوی کو اپنے والد عالی مقام کی طرح علوم ظاہری وباطنی دونوں میں ان کا سچا جانشین بنائے اور ان کی غیر مطبوعہ تمام تصنیفات کو طباعت سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں تاکہ روشن مستقبل میں یادگار بن کر رہیں اللھم آمین.

مقصود الرحمٰن فردوس

درویش ہاٹ، لوہاگارا، چٹوگرام

كليات فضل الله

ناشر: علامہ فضل اللہ فاؤنڈیشن بنگلہ دیش

Published by: Allama Fazlullah Foundation,
Chattogram, Bangladesh.
E-mail: infoaff.ctg@gmail.com, arnadwibd@yahoo.com
Website: www.aff-bd.org, www.aburezanadwi.com **Price:** Tk-400 US$5.00.

Distributors

Al Manar Librar
Anderkilla, Chattogra
01819-175722

loor
ram
9
atun Nur

Maktabae Jakaria
Hathazari, Chattogram
01933-082636
01765-072570

Al-Mahmud Prokashon
11 Banglabazar, Dhaka-1100
01912-556302
01670-623777

91495